باب ۸۹

اس بات کی دلیل کہ نبی کریم ﷺ کو آسمانوں پر لے جایا گیا تھا

اور آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو اُن کی اصلی صورت میں سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا تھا اور اس سے قبل آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں اُس وقت دیکھا تھا جب وہ اُفقِ اعلیٰ پر (یعنی آسمان کے اُوپر والے کنارے پر) تھے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد :

والنجم اذا هوى ما ضل صاحبكم وما غوىٰ۔ وما ينطق عن الهوىٰ ان هو الا وحي يوحىٰ علمه شديد القوىٰ ذو مرّة فاستوىٰ وهو بالافق الاعلىٰ ثم دنى فتدلى۔ فكان قاب قوسين او ادنىٰ۔ فأوحىٰ الى عبده ما اوحىٰ ما كذب الفؤاد ما راى۔ افتمارونه على ما يرى۔ ولقد راه نزلة اخرى عند سدرة المنتهىٰ۔ عندها جنة المأوىٰ اذا يغشى السدرة ما يغشىٰ۔ ما زاغ البصر وما طغى لقد راى من ايات ربه الكبرىٰ۔ (سورة النجم)

قسم ہے ستارہ کی جب وہ غروب پر آ جائے۔ تمہارا صاحب نہ ہی گمراہ ہوا ہے اور نہ ہی بھٹک گیا ہے اور وہ نہ ہی اپنی ہوائے نفسانی سے باتیں کرتا ہے۔ بلکہ وہ تو پیغامِ ربانی ہوتا ہے جو اس کی طرف وحی کیا جاتا ہے۔ اس کو شدید قوتوں کے مالک جبرئیل علیہ السلام نے آ کر وہ پیغام تعلیم دیا اور سکھایا ہوتا ہے۔ وہ صاحبِ قوت وطاقت ہے۔ وہ اُس وقت سیدھا مستوی ہوا تھا جب وہ اُفقِ اعلیٰ پر تھا (یعنی آسمان کے بلند ترین کنارے پر)۔ اس کے بعد وہ نیچے جھکا اور اُتر کر آہستہ آہستہ قریب ہوا محمد رسول اللہ ﷺ کے۔ پھر وہ اتنی قریب ہوا کہ ایک دو کمانوں کے فاصلے پر آ گیا (قریب ہو کر)۔ اس نے رب کے خاص بندے محمد ﷺ پر جو کچھ وحی کرنا تھی وہ کی، اس وحی کو اس قلبِ محمدی نے اچھی طرح جذب کیا اس کو جھوٹ نہیں جانا جو کچھ اس نے دیکھا تھا۔ کیا تم لوگوں کو شک ہے اس حقیقت کے بارے میں جس کو محمد ﷺ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور یقینی بات ہے کہ محمد ﷺ نے اس ناموس کو (جبرئیل علیہ السلام کو) دوسری مرتبہ اُترتے دیکھا تھا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس (اس کی اصلی اور ملکوتی صورت میں)۔ سدرۃ کے پاس جنت الماویٰ ہے (محمد ﷺ نے) سدرۃ کو اُس وقت دیکھا تھا جب اس کو انوار و تجلیات نے چھپا لیا تھا مگر باوجود اس کے اس کو دیکھنے سے نہ تو نگاہِ محمدی کج ہوئی نہ ہی اسے ہٹ کر متجاوز ہوئی۔ انتہائی یقینی بات ہے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں کو وہاں دیکھا تھا۔

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالولید نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالقاسم عبداللہ بن محمد نے، ان کو ابوالربیع نے، ان کو عباد بن عوام نے، ان کو شیبانی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی منیعی نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو حسین نے، وہ ابن علی ہیں۔ زائدہ سے اس نے شیبانی سے۔ وہ کہتے ہیں

کہ میں نے پوچھا زر سے اللہ کے اس قول کے بارے میں، و کان قاب قوسین او ادنیٰ ، وہ تھا (جبرئیل علیہ السلام) دو کمانوں کی مقدار یا اس سے بھی قریب تر فاصلے پر۔ انہوں نے بتایا کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ نے کہ انہوں نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا اُن کے چھ سو پر تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں طلق بن غنام سے اس نے زائدہ سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوالربیع سے۔
(فتح الباری ۸/۶۱۰۔ مسلم ص ۱/۱۵۸)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو خبر دی ابوالولید نے ، ان کو حسن بن سفیان نے ، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے ، ان کو حفص بن غیاث نے شیبانی سے اس نے، زر بن حبیش سے اس نے عبداللہ سے کہ مَا کَذَبَ الفواء د ما رَای ، کہ قلبِ محمدی ﷺ نے جو دیکھا اس کا انکار نہیں کیا ، فرمایا کہ اس سے مراد جبرئیل علیہ السلام کے چھ سو پَر مراد ہیں۔

اس کو ہم نے روایت کیا صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (مسلم ص ۲۸۱)

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے ، ان کو اسحاق بن منصور نے ، ان کو اسرائیل نے ابواسحاق سے ، اس نے عبدالرحمٰن بن یزید سے ، اس نے عبداللہ سے کہ مَا کَذَبَ الفواء د ما رَای سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو جو کچھ دیکھا اس کے اوپر ہرے ریشم کی پوشاک تھی یعنی لباس تھا۔ اور وہ اس قدر عظیم تھا کہ اس نے (اس رُخ پر جس طرف نظر آیا تھا) آسمان زمین کے خلاء کو بھر دیا تھا۔ (مسند احمد ۱/۳۹۴۔۴۱۸)

جبرائیل علیہ السلام ذاتی صورت میں .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعلی حافظ نے ان کو یحییٰ بن محمد بن صاعد نے ، ان کو ابراہیم بن سعید جوہری نے ، ان کو ابواسامہ نے زکریا سے (ح)۔ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے ، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے ، ان کو محمد بن عبداللہ بن نمیر نے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابواسامہ نے ، ان کو زکریا بن اشوع نے شعبی سے ، اس نے مسروق سے ، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اللہ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے ، ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی (پھر وہ قریب آیا اور زیادہ نیچے مائل ہوا)۔ انہوں نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس مردوں کی صورت پر آیا کرتے تھے۔ اس مرتبہ وہ ان کے پاس آئے تھے اپنی ذاتی صورت میں ، جس کی کیفیت ایسی تھی کہ انہوں نے افق سماء کو بھر رکھا تھا۔

اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے محمد بن یوسف ابواسامہ اور بخاری و مسلم نے ابن نمیر سے۔

(۵) ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل نے ، ان کو خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر نے ، ان کو یعقوب بن سفیان نے ، ان کو ابن بکیر نے ، ان کو عبداللہ بن لہیعہ نے ، ان کو محمد بن عبدالرحمٰن نے ، ان کو عروہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ۔ یہ کہ اللہ کے نبی ﷺ کی ابتدائی حالت کہ آپ خواب میں دیکھتے تھے مگر پہلی بار جب ان کو انہوں نے دیکھا تو اس وقت اجیاد میں تھے مکے میں ۔ بیشک آپ ﷺ اس وقت کسی حاجت کے لئے نکلے تھے ۔ اچانک زور سے چیخنے کی آواز آئی اے محمد ، اے محمد ! آپ ﷺ نے دائیں دیکھا ، بائیں دیکھا مگر کچھ بھی نظر نہ آیا۔ دوبارہ دیکھا مگر کچھ نظر نہ آیا۔ پھر آپ ﷺ نے نظر اُٹھا کر دیکھا تو آپ نے دیکھا کہ فضاء کے اندر کوئی شخص ایک ٹانگ دوسرے پر لپیٹے آسمان کے کنارے کھڑا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ اے محمد ﷺ جبرئیل جبرئیل (یعنی میں جبرئیل ہوں). وہ آپ کو تسلی دے رہے تھے مگر حضور ﷺ گھبرا کر بھاگے۔ یہاں تک کہ لوگوں میں جا پہنچے۔ آپ ﷺ نے نظر اُٹھا کر دیکھا تو کچھ بھی نظر نہ آیا اس کے بعد آپ لوگوں میں سے نکل آئے پھر دیکھا تو پھر وہ نظر آنے لگے۔ یہی فضیلت ہے اللہ کے اس قول کی ، والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غویٰ ۔ الآیۃ ۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دحیمنے ، ان کو محمد بن حسین بن ابوالحسین نے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید بن منصور نے ، ان کو حارث بن عبید الایادی نے ابوعمران جونی سے ، اس نے انس سے ۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بیٹھا ہوا تھا اچانک جبرئیل آ گئے انہوں نے میرے کندھوں کے مابین مکا مارا۔ میں کھڑا ہو گیا ایک درخت کی طرف

اس میں پرندے کے دو گھونسلے تھے یا ان کی مثل تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے ان میں سے ایک میں بیٹھ گئے اور میں دوسرے میں بیٹھ گیا۔ میں بلند ہوا اور وہ بھی اونچا ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ اس نے دونوں کنارے بھر دیئے میں اپنی نگاہیں گھمار ہا تھا اگر میں چاہتا کہ میں آسمان کو چھولوں تو چھولیتا۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف توجہ کی تو وہ ایسے ہوگیا جیسے وہ ایک ٹاٹ ہے (پردہ ہے)۔ پس میں نے پہچان لیا اس کے علم کی زیادتی اللہ کے ساتھ محمد ﷺ پر۔ چنانچہ میرے لئے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا گیا۔ اور میں نے ایک بہت بڑی روشنی دیکھی اچانک میرے آگے نرم موتیوں اور یاقوت کے حجاب حائل ہوگئے۔ پس میری طرف وحی کی گئی جس قدر اللہ نے چاہا کہ وحی ہو۔

اور اس کے ماسوائے کہا اس حدیث کے آخر میں کہ اچانک میرے آگے رف رف موتیوں اور یاقوت کے حجاب لٹکا دیئے گئے۔

اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے حارث بن عبید نے۔ اور اس کو روایت کیا ہے حماد بن سلمہ نے ابوعمران جونی سے، اس نے محمد بن عمر بن عطارد سے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں اپنے صحابہ کی جماعت میں بیٹھے تھے ان کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے انہوں نے حضور ﷺ کی پیٹھ پر نکتے لگائے یا کچوکے لگائے اور آپ کو ایک درخت کے پاس لے گئے اس میں مثل پرندوں کے گھونسلے کے سُن جگہ تھی۔ حضور ﷺ ان میں سے ایک میں بیٹھ گئے دوسرے میں جبرئیل علیہ السلام بیٹھ گئے۔ وہ ہمیں اوپر لے گئے یہاں تک کہ آسمان کے کنارے پر پہنچ گئے اگر میں ہاتھ دراز کرتا تو آسمان پر پہنچ جاتے۔ اور ایک رسی لٹکائی گئی اور نور اُترا جس سے جبرئیل علیہ السلام گر کر بے ہوش ہوگئے اور ایسے ہوگئے جیسے ٹاٹ ہوتا ہے۔ لہٰذا میں نے اس میں خوفِ الٰہی کی زیادتی پہچان لی اپنی خشیتِ الٰہی پر۔ چنانچہ میری طرف وحی کی گئی کہ بادشاہ نبی بننا چاہتے ہیں یا عبد نبی یا جنت کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نے میری طرف اشارہ کیا حالانکہ وہ لیٹے ہوئے تھے یہ کہ عاجزی کو۔ کہتے ہیں کہ میں نے جواب دیا نہیں بلکہ میں عبد نبی ہونا پسند کرتا ہوں۔

رؤیت باری تعالیٰ .... (۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں۔ ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن عمرو بن بختری نے، اور اسماعیل بن محمد صفار سے۔ ان دونوں نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی تھی سعدان بن نصر نے ان کو محمد بن عبداللہ نے، ان کو ابن عون سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم بن محمد نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ کہتی ہیں کہ جو شخص یہ گمان کرے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے، فقد اَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللّٰه، اس نے اللہ پر بہت بڑا افتراء اور بہتان باندھا ہے۔ بلکہ حضور ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا دوبارہ ان کی اصل صورت میں اور اصل تخلیق میں۔ جس نے اس پورے خلاء کو بھر دیا تھا جو افق و آسمان کے کنارے کے درمیان ہے۔

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے محمد بن عبداللہ بن ابوالثلج سے، اس نے محمد بن عبداللہ انصاری سے۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلی مرتبہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا وہ وہی مذکور باری تھی جو سورۃ النجم میں لکھا ہے۔ اور اس کے بارے میں ہم روایت کر چکے ہیں کہ وہ نازل ہوئی تھی عثمان بن عفان کی ہجرت کے بعد اور عثمان بن مظعون کی ہجرت کے بعد اور ان دونوں کے اصحاب کی ہجرت اولیٰ حبشہ کے بعد۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو پڑھا تھا نماز میں اور سجدہ کیا تھا اور مسلمانوں اور مشرکین نے بھی ساتھ سجدہ کر لیا تھا۔ اور یہ خبر حبشہ میں ان مذکورہ مہاجرین تک پہنچ گئی تھی لہٰذا یہ لوگ حبشہ سے واپس آگئے تھے۔ پھر دوبارہ انہوں نے دوسری بار ہجرت کی تھی جعفر بن ابوطالب کے ساتھ اور یہ ہجرت حضور ﷺ کی مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک کی سیر کے دو سال بعد ہوئی تھی۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے دوسری مرتبہ جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا اس رات میں جس رات ان کو سیر کرائی گئی تھی اس رات انہوں نے جبرئیل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا تھا ان کی اصل صورت پر۔ یہ بات اللہ کے اس قول میں مذکور ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

ولقد راٰهُ نزلة اخرى عند سدرة المنتهى عندها جنة الماوٰى ـ اذ يغشى السدرة ما يغشى ما زاغ البصر وما طغى لقد راى من ايات ربه الكبرىٰ

البتہ تحقیق حضور نے جبرئیل کو اُترتے دوسری بار دیکھا تھا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اسی کے پاس جنۃ الماٰوی بھی ہے (اس وقت انہوں نے ان کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا تھا)۔ جب سدرہ کو اللہ تعالیٰ نے انوار و تجلیات نے چھپا رکھا تھا نہ تو حضور ﷺ کی آنکھ بدلی تھی نہ ہی ان کو دیکھنے میں کوئی غلطی لگی تھی۔ یہ صفت ہے انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھی تھیں۔

احتمال : (امام بیہقی فرماتے ہیں) ایک احتمال یہ بھی ہے کہ یہ سورت نجم مذکورہ آیات کے بغیر اس وقت نازل ہوئی ہو جو کہ اہلِ مغازی کے نزدیک مشہور ہے۔ مگر یہ مذکورہ آیات نازل نہ ہوئی ہوں اس وقت جب آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو دوسری مرتبہ اترتے دیکھا مذکورہ سیر کے بعد۔ لہٰذا یہ آیات اس سورۃ کے ساتھ لاحق کر دی گئی ہوں۔ واللہ اعلم۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عبداللہ محمد بن یعقوب نے ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو علی بن مسہر نے، ان کو عبدالملک نے عطاء سے، اس نے ابوہریرہ سے۔ وَلَقَدْ راٰہ نَزْلَةً اُخْرٰی۔ ابوہریرہ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے مراد ہے کہ حضور ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔

جبرائیل علیہ السلام کے چھ سو پَر تھے .... (۹) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن فورک نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر اصبہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، ان کو حدیث بیان کی ابوداؤد نے، ان کو شیبہ نے سلیمان شیبانی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس زر بن حبیش گذرے۔ میں اُٹھ کر ان کے پاس گیا میں نے اس سے اللہ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا کہ اس سے کیا مراد ہے، لقد رای من آیات ربہ الکبریٰ ؟ تو زر نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ نے فرمایا تھا کہ مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا ان کے چھ سو پَر تھے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحٰق نے، ان کو عفان نے، ان کو حماد بن مسلمہ نے ان کو عاصم بن بہدلہ نے، ان کو زر نے عبداللہ سے، اللہ کے اس فرمان کے بارے میں وَلَقَدْ راٰہ نَزْلَةً اُخْرٰی۔ عبداللہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں نے جبرئیل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا تھا ان پر چھ سو پَر تھے۔ ان کے ہر ہر پَر سے موتی اور یاقوت جھڑ رہے تھے۔

(۱۱) اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو باغندی نے، ان کو قبیصہ نے، ان کو سفیان نے اعمش سے، اس نے ابراہیم سے، اس نے علقمہ سے، اس نے عبداللہ سے کہ لقد رای من ایات ربہ الکبریٰ سے مراد ہے کہ حضور ﷺ نے سبز رفرف کو دیکھا تھا اس نے اُفق کو بھر رکھا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قبیصہ سے۔ (فتح الباری ۶۱۱/۸)

اور ابن مسعود کی اس سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ نے جبرئیل کو دیکھا ان کی اصلی صورت میں سبز رَفرَف پر۔ یہ بات ان سے ایک دوسرے طریق سے زیادہ واضح طور پر مروی ہے۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو سری بن خزیمہ نے، ان کو یوسف بن بہلول نے، ان کو عبداللہ بن نمیر نے، ان کو مالک بن مغول نے زبیر بن عدی سے، اس نے طلحہ بن مصرف سے، اس نے مرّہ ہمدانی سے، اس نے عبداللہ بن مسعود ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کو سیر کرائی گئی تو وہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے، یہ چھٹے آسمان پر ہے (یہی مروی ہے اس روایت میں)۔ اور اسی سدرۃ تک پہنچنے میں وہ تمام اُمور جو اوپر کو چڑھتے ہیں یہاں تک کہ وہاں سے قبض کر لئے جاتے ہیں۔ اور اسی سدرۃ تک آکر رُکتے ہیں وہ تمام اُمور جو اوپر سے اُترتے ہیں یہاں تک کہ وہ وہیں سے لے لئے جاتے ہیں۔

اذا یغشی السدرة ما یغشی سے کیا مراد ہے؟ عبداللہ بن مسعود ﷺ نے فرمایا کہ سدرۃ کو سونے کے پتنگوں اور پروانوں نے چھپا رکھا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ پر پانچ نمازیں اور سورۃ البقرۃ کی آخری آیات عطا فرمائی گئیں۔ اور بخش دیئے گئے وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتے ان کے سارے کبیرہ گناہ معاف کر دیئے گئے (جو گناہ ہلاکت میں اور جہنم میں پہنچاتے ہیں)۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے اور زہیر بن حرب نے عبداللہ بن نمیر سے۔ (صحیح مسلم ۱/ ۱۵۷)

یہ ہے وہ تفصیل جس کو ذکر کیا ہے عبداللہ بن مسعود ﷺ نے جو کہ حدیث معراج کا حصہ ہے اور اس کو روایت کیا ہے انس بن مالک بن صعصعہ سے۔ انہوں نے ابوذر سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے، اس نے پھر ابوذر سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ اس کے بعد (ابوذر نے) اس کو روایت کیا ہے مرسلاً ان دونوں کے ذکر کے بغیر۔

دوسری مرتبہ شق صدر .... (۱۳) بہر حال رہی ان کی روایت مالک بن صعصعہ سے، تو اس میں اس طرح ہے کہ ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابو طالب نے۔ وہ کہتے ہیں، کہ ہمیں خبر دی عبدالوہاب بن عطاء خفاف نے، ان کو خبر دی سعید نے یعنی ابن عروبہ نے قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے، اس نے مالک بن صعصعہ سے اس نے نبی کریم ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا کہ میں بیت اللہ کے پاس نیند اور بیداری کی کیفیت کے مابین حالت میں سو رہا تھا کہ اچانک میں نے آواز سنی کہ کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا ہے کہ ایک ہے تین میں کا دو آدمیوں کے درمیان۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس کچھ لایا گیا اس کے بعد مجھے کہیں لے جایا گیا۔ اس کے بعد سونے کا تھال لایا گیا اس میں آبِ زم زم تھا پھر میرا سینہ چاک کیا گیا یہاں سے وہاں تک۔ قتادہ نے کہا ہے کہ میں نے اپنے صاحب سے کہا آپ ﷺ کی کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میرے پیٹ سے نیچے تک مراد ہے۔ پھر میرا دل نکالا گیا اور آبِ زم زم کے ساتھ دھویا گیا اس کے بعد اس کو دوبارہ اپنی جگہ پر رکھ دیا گیا۔ اور فرمایا کہ اس کے بعد دل کو ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا۔

سعید کو شک ہے کہ لفظ حُشِیَ کہا تھا یا کُنِزَ کہا تھا۔ اس کے بعد میرے پاس ایک جانور لایا گیا وہ سفید رنگ کا تھا اسے براق کہا جا رہا تھا۔ وہ گدھے سے بڑا تھا اور خچر سے چھوٹا تھا وہ اپنے قدم وہاں رکھتا تھا جہاں اس کی نگاہیں پہنچتی تھیں۔ مجھے اس پر سوار کیا گیا میرا ساتھی (جبرئیل علیہ السلام) میرے ساتھ سوار ہوا، وہ مجھ سے جدا نہ ہوا۔ ہم دونوں چلے یہاں تک کہ ہم آسمانِ دنیا تک آ گئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا۔ ان سے پوچھا گیا کہ تم کون ہو؟ اس نے بتایا کہ میں جبرئیل ہوں۔ پوچھا کہ تیرے ساتھ اور کون ہے؟ اس نے بتایا یہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا ان کو اِدھر بھیجا گیا ہے؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں۔ کہتے ہیں کہ پھر ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا۔ آگے سے کہا گیا خوش آمدید، اچھی جگہ آئے ہو یا اچھا آنے والا آیا ہے۔ پھر میں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے پاس آیا۔ سعید کہتے ہیں کہ میں گمان کرتا ہوں کہ یوں کہا تھا کہ وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہوتے تھے۔ میں نے ان دونوں کو سلام کہا۔ انہوں نے کہا مرحبا اے نیک صالح برادر اور نیک صالح نبی۔

اس کے بعد ہم دونوں آگے چلے یہاں تک کہ تیسرے آسمان پر پہنچ گئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کہ کون ہے؟ اس نے بتایا کہ جبرائیل ہوں۔ پوچھا گیا تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے بتایا محمد ﷺ ہیں۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا وہ ادھر بھیجے گئے ہیں؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں۔ انہوں نے کہا مرحبا ہے ان کو، اچھا آنے والا آیا ہے۔ اتنے میں مَیں یوسف علیہ السلام کے پاس آیا، میں نے کہا اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ میں نے ان پر سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا مرحبا، نیک بھائی اور نیک نبی۔

اس کے بعد ہم چل پڑے یہاں تک کہ ہم چوتھے آسمان پر آ گئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کھولنے کے لئے کہا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ اس نے کہا کہ جبرائیل ہوں۔ پھر سوال ہوا آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا محمد ﷺ ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا یہاں پر ان کو بھیجا گیا؟ جواب ملا کہ جی ہاں۔ انہوں نے کہا مرحبا ہے ان کو، اچھا آنے والا آیا ہے۔ چنانچہ میں ادریس علیہ السلام کے پاس آیا، میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں اے جبرئیل؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کے بھائی حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔ میں نے سلام کیا ان کو۔ انہوں نے جواب دیا مرحبا، نیک بھائی۔

عبدالوہاب نے کہا ہے کہ سعید نے کہا اور قتادہ کہتے ہیں اس مقام پر اللہ نے فرمایا و رفعناه مکاناً علیًا ۔ اس کے بعد ہم چلے یہاں تک کہ ہم پانچویں آسمان پر گئے ۔ جبرئیل علیہ السلام نے کھلوایا ۔ پوچھا گیا کہ کون ہے؟ بتایا کہ میں جبرئیل ہوں ۔ پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا محمد ﷺ ہیں ۔ پھر سوال ہوا کہ کیا یہاں پر ان کو بھیجا گیا؟ جواب دیا کہ جی ہاں ۔ انہوں نے کہا مرحبا ہے، بہتر آنے والا آیا ہے ۔ فرماتے ہیں کہ میں ہارون علیہ السلام کے پاس آیا، میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ جواب ملا کہ یہ آپ ﷺ کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام ہیں ۔ میں نے ان کو سلام کیا ۔ انہوں نے کہا جواب دیا مرحبا، نیک بھائی ۔

اس کے بعد ہم چلے اور چھٹے آسمان پر پہنچے ۔ جبرئیل علیہ السلام نے کھولنے کے لئے کہا ۔ پوچھا گیا کون ہو؟ جواب دیا کہ میں جبرئیل ہوں ۔ سوال ہوا آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا محمد ﷺ ہیں ۔ پھر سوال ہوا کہ کیا ان کو یہاں بھیجا گیا ہے؟ جواب دیا کہ جی ہاں ۔ انہوں نے کہا مرحبا ہے، اچھا آنے والا آیا ہے ۔ فرماتے ہیں کہ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں ۔ میں نے ان کو سلام کیا ۔ انہوں نے جواب دیا مرحبا، نیک بھائی ۔ ہم جب اس سے آگے گذرے تو وہ رونے لگے ۔ پوچھا گیا کہ کیوں روتے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ اے رب یہ لڑکا ہے، آپ نے ان کو میرے بعد بھیجا ہے مگر ان کی اُمت میں سے لوگ جنت میں اس سے زیادہ جائیں گے جتنی میری اُمت کے لوگ جائیں گے ۔

ساتویں آسمان پر ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات .... اس کے بعد ہم چلے اور ساتویں آسمان پر پہنچے ۔ جبرئیل علیہ السلام نے کھلوایا ۔ پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ جواب دیا کہ میں جبرئیل ہوں ۔ سوال ہوا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا محمد ﷺ ہیں ۔ پھر سوال ہوا کہ کیا وہ یہاں بھیجے گئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں ۔ انہوں نے کہا مرحبا ہے، اچھا آنے والا آیا ہے ۔ میں ابراہیم علیہ السلام سے ملا ۔ میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں ۔ میں نے ان کو سلام کیا ۔ انہوں نے جواب دیا مرحبا، نیک بیٹے اور نیک نبی ۔ اور ہم لوگوں کے لئے بیت المعمور اُٹھا کر لایا گیا ۔ میں نے کہا اے جبرئیل یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ بیت المعمور ہے اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں ۔ جب وہ اس میں سے نکل جاتے ہیں وہ واپس لوٹ کر نہیں آتے ۔

اس کے بعد ہمارے لئے سدرۃ المنتہیٰ اُٹھا کر لائی گئی ۔ ہمیں اللہ کے نبی ﷺ نے بیان فرمایا کہ اس کے پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان ہوتے ہیں اور اس کے اوپر لگے ہوئے بیر مقام ہجر کے مٹکے کے برابر تھے ۔ نبی کریم ﷺ نے یہ بیان فرمایا کہ انہوں نے چار نہریں دیکھیں ان کی جڑ سے دو نہریں نکلتی ہیں، دو پوشیدہ ہیں اور دو ظاہر ہیں ۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیسی نہریں ہیں اے جبرئیل؟ آپ نے فرمایا کہ بہر حال دو باطنی نہریں جنت میں ہیں اور ظاہر نہریں دریائے نیل اور فرات میں ۔ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک شراب کا دوسرا دودھ کا ۔ وہ میرے آگے پیش کئے گئے میں نے دودھ کو پسند کیا ۔ مجھ سے کہا گیا آپ (ﷺ) نے درست انتخاب کیا ہے ۔ اللہ نے آپ کے ساتھ آپ کی اُمت کو فطرۃ پر پہنچا دیا ہے ۔ اور میرے اُوپر روزانہ کی پچاس نمازیں فرض ہوئیں یا یوں فرمایا کہ مجھے روزانہ کی پچاس نمازوں کا حکم ہوا ۔ سعید کو شک ہے ۔ میں چل دیا حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا ۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم ملا ہے؟

نمازوں کے متعلق موسیٰ علیہ السلام سے مکالمہ .... میں نے بتایا کہ روزانہ کی پچاس نمازیں ہیں ۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے لوگوں کو تم سے پہلے آزمایا ہے اور میں بنی اسرائیل میں شدید منہمک رہا ہوں ۔ دیکھیں آپ کی اُمت اس کی طاقت نہیں رکھے گی ۔ آپ اپنے رب کی طرف واپس لوٹ جایئے آپ اس سے تخفیف کرنے کی درخواست کیجئے اپنی اُمت کے لئے ۔ میں واپس آیا اللہ نے مجھ سے پانچ نمازیں کم کر دیں ۔ میں بار بار آتا رہا جاتا رہا اپنے رب کے اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان ۔ میں جب بھی آتا وہ ہمیشہ وہی بات کرتے ۔ یہاں تک کہ پانچ نمازیں باقی رہ گئیں روزانہ کی ۔ جب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو پانچ نمازیں لے کر تو انہوں نے کہا کہ میں تم سے پہلے بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کو میں اچھی طرح آزما چکا ہوں بے شک آپ کی اُمت اس کی طاقت نہیں رکھے گی آپ پھر واپس لوٹ جایئے

اپنے رب کی طرف، ان سے تخفیف کرنے کا سوال کیجئے۔ میں نے کہا کہ میں بار بار رب کے پاس واپس گیا ہوں اب مجھے جاتے ہوئے شرم آتی ہے بلکہ میں راضی ہوں اور تسلیم کرتا ہوں۔ فرمایا کہ مجھے آواز لگائی گئی یا یوں کہا کہ مجھے آواز لگائی آواز لگانے والے نے۔ سعید کا شک ہے یہ کہ میں اپنے فرائض کو جاری اور نافذ رکھوں گا۔ اور اپنے بندوں سے تخفیف بھی کروں گا اور میں ہر ایک نیک کو دس گنا کر دوں گا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں محمد بن مثنی سے، اس نے محمد بن عدی سے، اس نے سعید بن ابوعروبہ سے۔

(۱۴) اور ان کو نقل کیا ہے محمد بن مثنی نے معاذ بن ہشام سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی انس بن مالک ﷺ نے مالک بن صعصعہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر اس نے ذکر کیا اس کی مثل اور انہوں نے اس میں اضافہ کیا ہے کہ میرے پاس سونے کا ایک تھال لایا گیا جو ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے بعد میرا سینہ ہنسلیوں سے لے کر پیٹ کے نیچے باریک چمڑے تک چاک کیا گیا اور اس کو آبِ زم زم سے دھویا گیا اس کے بعد اس کو حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی مخلد بن جعفر نے، ان کو محمد بن جریر نے، ان کو محمد بن بشار اور محمد بن مثنی نے، ان کو معاذ بن ہشام نے، اس نے مذکور کو ذکر کیا ہے۔

(۱۶) اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ھدبہ بن خالد سے، ان کو حدیث بیان کی ہے ہمام بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قتادہ نے، ان کو انس بن مالک ﷺ نے صعصعہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو حدیث بیان کی ہے لیلۃ الاسراء کے بارے میں کہ میں حطیم میں سورہا تھا۔ بسا اوقات فرماتے ہیں کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا میرے پاس ایک آنے والا آیا۔ اس نے مجھے اُٹھایا۔ انس ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ اس نے اس حصے کے درمیان یہاں سے وہاں تک کے حصہ کو چاک کیا۔ میں نے جارود سے پوچھا جو میرے پہلو میں بیٹھا تھا کہ حضور ﷺ کی اس سے کیا مراد ہے؟ اس نے بتایا کہ ان کی مراد ہے کہ ان کے سینے اور حلق سے لے کر ان کے نیچے کے بالوں تک۔ اور اس نے ان سے سنا، فرماتے تھے ان کے سینے کی ہڈیوں سے پیٹ کے نیچے بالوں تک۔ (بہر حال اس چاک کرنے والے نے) میرے دل کو نکالا اور پھر ایک سونے کا تھال جو ایمان سے بھرا ہوا تھا، وہ لایا گیا، میرے دل کو دھویا گیا اس کے بعد اس کے اندر وہ ایمان بھرا گیا اس کے بعد اس نے دوبارہ ویسا بنا دیا۔

براق کا رنگ سفید تھا .... اس کے بعد میرے پاس ایک سواری کا جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا تھا اور گدھے سے اونچا تھا، سفید رنگ تھا۔ جارود نے اس سے کہا کہ وہی براق تھا اے ابوحمزہ؟ انس ﷺ نے بتایا کہ جی ہاں وہ وہاں قدم رکھتا تھا جہاں اس کی نگاہ کی انتہا ہوتی تھی۔ مجھے اس پر سوار کیا گیا۔ مجھے جبرئیل علیہ السلام لے کر چلے یہاں تک کہ آسمانِ دنیا آ گیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کھولنے کی بات کی تو ان سے سوال ہوا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ جبرائیل ہوں۔ پھر سوال ہوا آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا محمد ﷺ ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا ان کو اِدھر بھیجا گیا ہے؟ جواب ملا کہ جی ہاں۔ کھولنے والے نے کہا مرحبا ہے ان کو، اچھا آنے والا آیا ہے۔ اس نے کھولا۔ جب میں اندر پہنچ گیا تو اچانک دیکھا کہ وہاں آدم علیہ السلام موجود ہیں۔ جبرائیل نے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں، ان کو سلام کیجئے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اس کے بعد فرمایا مرحبا نیک بیٹے اور نیک نبی۔

اس کے بعد انس ﷺ نے حدیث ذکر کی اپنے طول کے ساتھ اسی نہج پر (مذکورہ) حدیث ابن ابوعروبہ کے مفہوم کے ساتھ۔ مگر اس نے سدرۃ المنتہیٰ کے اور نہروں کے ذکر کے بعد یوں کہا کہ پھر میرے لئے بیت المعمور اٹھا کر لایا گیا۔ اس کے بعد میرے پاس شراب اور دودھ کا برتن لایا گیا اور شہد کا۔ میں نے دودھ کا لے لیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہی فطرت ہے آپ ﷺ اسی پر ہیں اور آپ کی اُمت بھی۔ اس کے بعد میرے اُوپر روزانہ کی پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ اس کے بعد انہوں نے باقی حدیث (اسی مذکور) مفہوم کے مطابق ذکر کی۔

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی نے ان کو خبر دی ابوسعید اسماعیل بن احمد بن محمد خلال جرجانی نے، ان کو ابویعلیٰ احمد بن علی بن مثنٰی موصلی نے، ان کو ابوخالد ہدبہ بن خالد نے، اس نے اس روایت کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل۔ ہاں مگر بیشک انہوں نے یوں کہا کہ پھر میرے لئے بیت المعمور اُٹھایا گیا۔

(۱۸) قتادہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے بیت المعمور (فرشتوں کا قبلہ) دیکھا۔ ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے عبادت کے لئے داخل ہوتے ہیں (جب جاتے ہیں) تو واپس دوبارہ نہیں آتے۔ (یہاں تک ذکر کرنے کے بعد) قتادہ انس رضی اللہ عنہ والی حدیث کی طرف لوٹ آتے ہیں۔

(۱۹) بہرحال قتادہ کی روایت حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے تو ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے، ان کو عبید بن شریک نے، ان کو یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے ان کو لیث نے یونس سے۔

(ح) اور ہمیں خبر دی ہے ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو حدیث بیان کی حرملہ بن یحییٰ بن عبداللہ بن حرملہ بن تجیبی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن وہب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی یونس نے ابن شہاب سے، اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔

وہ کہتے ہیں کہ ابوذر حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت کھولی گئی جب میں مکے میں تھا۔ اور جبرئیل علیہ السلام اُترے۔ انہوں نے میرا سینہ کھولا پھر اس کو آبِ زم زم سے دھویا اس کے بعد ایک سونے کا تھال لایا گیا وہ ایمان وحکمت سے بھرا ہوا تھا اس کو میرے سینے میں اُنڈیل دیا گیا پھر اس کو بند کر دیا گیا۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آسمان کی طرف اُوپر چڑھاتے گئے۔

پہلے آسمان پر آدم علیہ السلام سے ملاقات .... جب ہم لوگ آسمانِ دنیا کے پاس پہنچ گئے تو جبرئیل علیہ السلام نے آسمان کے خازن (یعنی محافظ درباں سے) کہا کہ کھولئے۔ اُس نے کہا تم کون ہو؟ اس نے بتایا کہ جبرائیل ہوں۔ دربان نے پوچھا کیا تیرے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا جی ہاں میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔ دربان نے پوچھا کہ کیا ان کو یہاں بھیجا گیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا جی ہاں۔ جب اس نے کھولا ہم لوگ آسمانِ دنیا کے اوپر چڑھ گئے۔ اچانک دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی ہے اس کے دائیں طرف بھی بہت لوگ ہیں اور بائیں طرف بھی بہت سارے لوگ ہیں۔ وہ جب دائیں دیکھتا ہے تو ہنس دیتا ہے جب بائیں دیکھتا ہے تو رو پڑتا ہے۔ اس نے مجھے دیکھ کر مرحبا نیک بیٹے، نیک نبی کہا۔ میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آدم علیہ السلام ہیں اور یہ لوگ ان کے دائیں بائیں ان کی اولاد اور روحیں ہیں۔ دائیں طرف والے جنتی ہیں اور بائیں طرف والے جہنمی ہیں۔ اس لئے جب دائیں طرف دیکھتے ہیں یہ خوش ہوتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔

اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام مجھے اوپر چڑھا کر لے گئے یہاں تک کہ دوسرا آسمان آگیا۔ انہوں نے اس کے خازن سے کہا کھولئے۔ اس کے خازن نے وہی کہا جو آسمانِ دنیا والے نے سوالات کئے تھے الغرض وہ کھولا گیا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ذکر کیا کہ آسمانوں میں آدم علیہ السلام پائے گئے اور ادریس اور موسیٰ علیہما السلام اور عیسیٰ اور ابراہیم علیہما السلام۔ اور یہ چیز نہ بتائی کہ ان کے ٹھکانے کیسے تھے سوائے اس کے علاوہ یہ ذکر کیا کہ آدم علیہ السلام آسمانِ دنیا پر پائے گئے تھے اور ابراہیم علیہ السلام چھٹے آسمان پر۔ جب جبرئیل علیہ السلام اللہ کے رسول ادریس علیہ السلام کے پاس سے گذرے تو انہوں نے مرحبا نبی صالح اور بھائی صالح کہا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ بتایا کہ یہ ادریس علیہ السلام ہیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا انہوں نے مرحبا اے نیک بھائی اور نیک نبی کہا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ کہا کہ پھر میں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا۔ انہوں نے بھی مرحبا نیک بھائی اور نیک نبی کہا۔

میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔اس کے بعد میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گذرا۔انہوں نے کہا مرحبا نیک نبی اور نیک بیٹے۔میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابن حزم نے یہ کہ ابن عباس ؓ اور ابوحبہ انصاری دونوں کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اس کے بعد مجھے اوپر لے جایا گیا یہاں تک کہ میں ایک ایسی بلندی اور ہموار جگہ پر چڑھ گیا کہ میں نے اس میں قلموں کا چلکارسنا (یعنی جہاں فرشتے قضاوقدر اور نہ جانے کیا کیا امور کثیرہ لکھ رہے ہوں گے۔اور لکھتے وقت جو قلم سے آواز نکلتی ہے وہ آوازیں سنائی دے رہی تھیں)۔

ابن حزم کہتے ہیں اور انس بن مالک ؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے میری اُمت پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ان کو لے کر واپس لوٹا یہاں تک کہ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا۔انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کے ربّ نے آپ کی اُمت پر کیا فرض فرمایا ہے؟ فرمایا کہ میں نے بتایا کہ پچاس نمازیں ان پر فرض کردی ہیں۔موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ واپس جائیے اپنے رب سے مراجعت کیجئے آپ کی اُمت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔فرمایا کہ پھر میں نے ربّ سے رجوع کیا۔اس نے اس کی آدھی معاف کردیں میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا اور میں نے ان کو خبر دی۔انہوں نے کہا کہ آپ پھر جائیے آپ کی امت نہیں کر سکے گی۔پھر میں نے مراجعت کی۔اللہ نے فرمایا کہ یہ پانچ ہیں اور یہ پچاس بھی ہیں۔ لَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ، "میرے ہاں کی بات بدلتی نہیں ہے" (یعنی تعداد میں پانچ ہوں گی مگر اجر وثواب پچاس کا ہی ہوگا)۔فرماتے ہیں کہ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا انہوں نے کہا پھر جائیے، میں نے کہا کہ مجھے اب شرم آتی ہے بارگاہِ الٰہی سے۔فرماتے ہیں کہ پھر مجھے لے جایا گیا۔یہاں تک کہ میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گیا۔اس کو بہت سارے رنگوں نے چھپا رکھا تھا میں نہیں جان سکا کہ یہ کیا بات تھی۔اس کے بعد مجھے جنت میں داخل کیا گیا وہاں تو موتیوں کے گھر اور بنے ہوئے تھے اس کی مٹی کستوری تھی۔

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر سے اور اس کو روایت کیا ہے مسلم نے حرملہ بن یحییٰ سے۔

یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام سے ملاقات .... (۲۰) اور ہمیں خبر دی حضرت انس والی روایت کی نبی کریم ﷺ سے۔ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسن علی بن محمد بن سختویہ نے، ان کو حدیث بیان کی ابومسلم نے اور محمد بن یحییٰ بن منذر نے۔ان دونوں نے کہا کہ ان کو حجاج بن منہال نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلمہ نے، اس نے ثابت بنانی سے، اس نے انس بن مالک ؓ سے۔یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس براق لائی گئی وہ سفید رنگ کا ایک جانور تھا گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔وہ اپنے قدم وہاں رکھتا تھا جہاں اس کی نگاہ پڑتی تھی۔فرماتے ہیں کہ میں اس پر سوار ہوا وہ مجھے لے کر روانہ ہوا، یہاں تک کہ ہم بیت المقدس میں پہنچ گئے۔میں نے سواری کے جانور کو حلقے یعنی کڑے کے ساتھ باندھ دیا جس کے ساتھ سابقہ انبیاء باندھا کرتے تھے۔اس کے بعد میں اندر داخل ہوا میں نے نماز پڑھی میرے پاس جبرائیل علیہ السلام دودھ اور شراب کا برتن لے کر آئے۔میں نے دودھ کو پسند کرلیا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ ﷺ نے فطرت کو حاصل کرلیا ہے۔فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے آسمانِ دنیا پر چڑھایا گیا۔جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جبرائیل ہوں۔پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ ہیں۔پھر پوچھا گیا کہ کیا اس جگہ بھیجے گئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔لہٰذا ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا۔یکایک آدم علیہ السلام سامنے ہوئے۔فرمایا کہ انہوں نے میرے لئے مرحبا کہا اور میرے لئے خیر کی دعا فرمائی۔اس کے بعد ہمیں دوسرے آسمان کی طرف چڑھایا گیا۔جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں جبرائیل ہوں۔پھر سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ ہیں۔پھر پوچھا گیا کہ کیا اس جگہ بھیجے گئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ بھیجے گئے ہیں لہٰذا دروازہ کھولا گیا تو اچانک میری خالہ کے بیٹے حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام سامنے آئے۔فرمایا کہ ان دونوں نے میرے لئے مرحبا کہا اور میرے لئے خیر کی دعا فرمائی۔

اس کے بعد ہمیں تیسرے آسمان کی طرف چڑھایا گیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں جبرائیل ہوں۔ پھر سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا اس جگہ بھیجے گئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ ہمارے لئے دروازہ کھلا تو اچانک یوسف علیہ السلام سامنے آئے، واقعی ان کو حسنِ کائنات کا نصف حصہ ملا ہوا تھا۔ انہوں نے مرحبا کہا اور میرے لئے خیر کی دعا کی۔ اس کے بعد ہمیں چوتھے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں جبرئیل ہوں۔ پھر سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا اس جگہ بھیجے گئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ لہٰذا دروازہ کھولا گیا تو اچانک ادریس علیہ السلام سامنے آئے۔ انہوں نے مرحبا کہا اور میرے لئے خیر کی دعا کی۔ اس کے بعد ہمیں پانچویں آسمان کی طرف اُوپر لے جایا گیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں جبرائیل ہوں۔ پھر سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا اس جگہ بھیجے گئے ہیں؟ بتایا گیا کہ جی ہاں۔ پھر دروازہ کھولا گیا تو اچانک ہارون علیہ السلام سامنے آئے۔ انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لئے خیر کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد مجھے چھٹے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں جبرئیل ہوں۔ پھر سوال ہوا کہ آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا اس جگہ بھیجے گئے ہیں؟ بتایا گیا کہ جی ہاں! پھر دروازہ کھولا گیا تو اچانک موسیٰ علیہ السلام سامنے آئے۔ انہوں نے بھی مرحبا کہا اور میرے لئے خیر کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد ہمیں ساتویں آسمان کی طرف اُوپر لے جایا گیا۔

بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں .... جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں جبرئیل ہوں۔ پھر سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا اس جگہ بھیجے گئے ہیں؟ جواب دیا کہ جی ہاں وہ ادھر بھیجے گئے ہیں۔ ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا تو اچانک حضرت ابراہیم علیہ السلام سامنے آئے وہ بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لئے خیر کی دعا فرمائی۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے عبادت کے لئے داخل ہوتے ہیں لیکن دوبارہ ان کو واپس داخل ہونے کا موقع نصیب نہیں ہوتا۔

اس کے بعد مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے جایا گیا میں نے دیکھا تو اس کے پتے ہاتھی کے کان کے برابر تھے اور اس کے پھل بڑے مٹکے کی طرح۔ فرمایا کہ جب اس سدرۃ کو اللہ کے امر میں سے کوئی چیز چھپا لیتی تھی تو جو چیز بھی تھی تو اس کی حالت بدل جاتی تھی (وہ اس قدر خوبصورت لگتی تھی کہ) اللہ کی تمام مخلوقات میں سے کوئی ایک بھی ایسا فرد نہیں ہے جو اس کے حسن کی صفت بیان کر سکے۔ فرمایا کہ پھر وہ قریب ہوا اور زیادہ حائل ہو گیا۔ پھر اس نے وحی کی اپنے بندے کی طرف جو کچھ بھی وحی کرنا تھی اور ہر روز کے لئے مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ فرمایا کہ پھر میں اُترا اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کے رب نے آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ ہر روز کی پچاس نمازیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ اپنے رب کے پاس جائیں اور اس سے تخفیف کرنے کی درخواست کریں۔ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی بیشک میں بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں اور میں نے ان کو اچھی طرح آزمایا ہے۔ فرمایا کہ میں پھر واپس لوٹ گیا۔ میں نے عرض کی کہ اے میرے رب میری اُمت سے آپ تخفیف کیجئے۔ اللہ نے پانچ نمازیں کم کر دیں۔ میں واپس لوٹا پھر موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا کیا آپ نے؟ میں نے بتایا کہ اللہ نے پانچ نمازیں کم کر دی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ کی اُمت یہ نہیں پوری کر سکے گی آپ جائیں پھر کم کروائیں۔ میں بار بار اپنے رب کے اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا رہا جاتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ رات دن میں پانچ نمازیں ہیں مگر ہر نماز کا ثواب دس نمازوں کا ہے۔ اس طرح یہ پوری پچاس ہو گئیں۔

یہ حدیث ہے ابوسلیم کی۔ محمد بن یحییٰ بن منذر نے کہا ہے العرار اس کی حدیث میں ہے۔ فرمایا کہ جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے گا مگر نیکی نہیں کر سکے گا اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جائے گی اور نیک نیت پر عمل کر لے گا اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور جو شخص کسی گناہ کا ارادہ کرے گا مگر عمل نہیں کرے گا اس پر کوئی چیز نہیں لکھی جائے گی۔ اور اگر گناہ کا ارتکاب کرے گا تو ایک گناہ لکھا جائے گا۔

کہتے ہیں میں اُترا موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا میں نے ان کو اس سب کچھ کی خبر دی۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ واپس جا کر اپنے رب سے تخفیف کرنے کا سوال کریں۔ میں نے کہا میں بار بار واپس گیا ہوں اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔

معراج اور رؤیتِ جبرائیل اور رؤیتِ الٰہی کے بارے میں مذکورہ روایات پر امام بیہقی کا تبصرہ

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے شیبان بن فروخ سے، اس نے حماد بن سلمہ سے۔ مگر اس نے اس روایت میں اللہ کا یہ قول ذکر نہیں کیا فدنا فتدلی، بلکہ صرف یہ ذکر کیا ہے فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ۔

۱۔ پس اس بات کا احتمال ہے کہ حدیث میں زیادتی ہو جو کہ غیر محفوظ ہو۔

۲۔ اور اگر یہ اضافہ محفوظ ہے جیسے اس کو حجاج بن منہال نے ذکر کیا ہے اور جیسے اس کو شریک بن عبداللہ بن ابونمر نے انس بن مالک ﷛ سے، تو پھر احتمال ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایسے کیا ہو جب نبی کریم ﷺ نے اُنہیں سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دوسری بار اُترتے دیکھا تھا۔ جیسا کہ جبرئیل علیہ السلام نے یہ کام پہلی مرتبہ کیا تھا۔

۳۔ اور حدیث شریک میں زیادتی اور اضافہ ہے جس کے ساتھ وہ منفرد ہے اُس شخص کے مذہب کے مطابق جس کا یہ دعویٰ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تھا۔

۴۔ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول اور ابن مسعود ﷛ اور ابوہریرہ ﷛ کا قول اس بارے میں ہے کہ وہ ان آیات کو حضور ﷺ کی روایت جبرئیل علیہ السلام پر محمول کرتے ہیں۔ یہ زیادہ صحیح ہے۔

۵۔ تحقیق ہم نے مسروق سے روایت کی ہے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، کہ مسروق نے سیدہ کے سامنے اللہ کا یہ فرمان ذکر کیا تھا:

(۱) ولقد راٰہ بالافق المبین۔ (سورۃ التکویر) (۲) ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ۔ (سورۃ نجم)

تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا کہ اس اُمت میں میں پہلی ہوں جس نے ان آیات کے بارے میں حضور ﷺ سے پوچھا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا تھا وہ (یعنی اس سے مراد) جبرئیل علیہ السلام ہی ہیں، میں نے ان کو ان کی اصلی صورت میں نہیں دیکھا جس صورت پر وہ پیدا کئے گئے سوائے ان دو باریوں کے (یعنی بس یہی دو مرتبہ تو دیکھا ہے)۔ (مسلم ص ۲۸۷)

۶۔ تحقیق ہم نے اس مسئلے کو اس کی تفصیل اور شرح وبسط کے ساتھ کتاب الاسماء والصفات میں اور کتاب الرؤیت میں ذکر کیا ہے۔ اور توفیق ملنا اللہ کی طرف سے ہی ہوتا ہے۔

۷۔ اور روایت ثابت میں جو انس ﷛ سے مروی ہے، اس بات کی دلیل موجود ہے کہ معراج اسی رات میں ہوا تھا جس رات آپ ﷺ کو مکے سے بیت المقدس کی سیر کرائی گئی تھی۔

(۲۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے، ان کو اسحاق بن حسن نے، ان کو حسین بن محمد نے ان کو شیبانی نے قتادہ سے، اس نے ابوالعالیہ سے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی تمہارے نبی کے چچا کے بیٹے ابن عباس ﷛ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو اس رات میں دیکھا جس رات کو مجھے سیر کرائی گئی تھی۔ وہ لمبے قد کے

آدمی تھے گھنگھرالے بالوں والے، گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ کے لوگوں میں سے ہیں۔اور میں نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو دیکھا وہ خوبصورت تخلیق کے مالک سُرخ سفید جوان تھے، سر کے بال سیدھے تھے۔اور مجھے جہنم کا دربان فرشتہ (جس کا نام) مالک ہے وہ بھی دکھایا گیا اور مجھے دجّال بھی دکھایا گیا۔ان آیات میں جو اللہ نے ان کو دکھائیں۔اللہ نے ارشاد فرمایا کہ فلا تکن فی مریة من لقائه ''حضور ﷺ کی ملاقات میں اے مخاطب شک میں نہ رہنا''۔(سورۃ سجدہ)

ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ حضرت قتادہ اس کی تفسیر کرتے تھے کہ حضور ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تھی اور ان سے ملے تھے (آیت میں اسی ملاقات کا ذکر ہے) اور جعلناہُ ھُدًی لبنی اسرائیل (سورۃ بنی اسرائیل) فرمایا کہ اللہ نے موسیٰ کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا تھا۔

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن محمد سے، اس نے یونس بن محمد سے، اس نے شیبان سے اور اس کو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے حدیث شعبہ سے قتادہ سے مختصر طور پر۔

(۲۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان ہے احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن رافع نے، ان کو عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے سعید بن میتب نے ابو ہریرہ ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس وقت ان کو سیر کرائی گئی کہ میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا اور آپ ﷺ نے اس موقع پر جو اُن کی صفت بیان کی تھی وہ یوں تھی۔

یکا یک دیکھتا ہوں تو میں نے ان کو خیال کیا ہے کہ فرمایا تھا کہ وہ مضطرب پریشان، غیر مطمئن کیفیت میں تھے، سر کے بالوں میں جیسے کنگھی کی ہوئی ہے ایسے لگا جیسے کہ وہ شنوءہ جوانوں میں سے ہیں۔اور فرمایا کہ میں عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ملا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی جو صفت بیان کی وہ یوں تھی کہ وہ خوبصورت متوازن جسم کے مالک سُرخ رنگ کے جوان تھے ایسے لگتا تھا کہ وہ ابھی غسل خانہ سے تیار ہو کر آئے ہیں۔اور فرمایا کہ میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، ان کی اولاد میں سے میں ان سے زیادہ مشابہت رکھتا ہوں۔اور فرمایا کہ میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب تھی۔ مجھ سے کہا گیا لے لیں آپ جو چاہیں میں نے دودھ لے لیا اور اسے پی لیا۔لہٰذا مجھے سے کہا گیا آپ ﷺ کو فطرت کے مطابق کرنے کی رہنمائی ہوئی ہے۔ یا یوں کہا گیا کہ آپ نے فطرت کے مطابق کام کیا ہے۔خبردار اگر آپ شراب لے لیتے تو آپ کی اُمت گمراہ ہو جاتی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن رافع سے۔اور بخاری نے محمود بن عبدالرزاق سے۔

۱۔ اور حدیث صحیح میں مروی ہے سلیمان تیمی سے اور ثابت بنانی سے۔اس نے انس بن مالک ﷺ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا جس رات مجھے سیر کرائی گئی۔سُرخ ٹیلے کے پاس وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اپنی قبر میں۔

(مسلم کتاب الفضائل حدیث نمبر ۱۶۴۔ نسائی، قیام اللیل۔ مسند احمد ۱۴۸/۳۔ ۲۴۸)

انبیاء علیہم السلام کی امامت

۲۔ اور ہم نے حدیث صحیح میں روایت کیا ہے ابوسلمہ سے۔اس نے ابو ہریرہ ﷺ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے آپ کو انبیاء کی جماعت میں دیکھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے پھر آپ ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا اور ان کی صفت بیان فرمائی۔اس کے بعد فرمایا کہ پھر نماز کا وقت آ گیا تو میں نے ان سب کی امامت کی۔

۳۔ اور ہم روایت کر چکے ہیں حدیث ابن میتب میں کہ حضور ﷺ نے ان انبیاء سے بیت المقدس میں ملاقات کی تھی۔

۴۔ اور ہم حدیث انس ﷺ میں بیان کر چکے ہیں بیشک حضور ﷺ کے لئے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد کے انبیاء علیہم السلام بھیجے گئے تھے یا اُٹھائے گئے تھے۔پھر آپ ﷺ نے اُس رات ان کی امامت فرمائی تھی۔

۵۔ نیز ہم حدیث صحیح میں روایت کر چکے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس روایت کی مالک بن صعصعہ سے اور اس نے انس رضی اللہ عنہ سے، اس نے ابوذر سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر دیکھا تھا۔

مذکورہ احادیث کا اعادہ کرنے کے بعد امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا ان پر تبصرہ

فرماتے ہیں کہ ان مذکورہ اخبار وروایات میں منافات وعدم مطابقت نہیں ہے۔ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی سیر میں (بیت المقدس کے سفر میں) جب دیکھا تھا تو وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ان کو بیت المقدس کی طرف نہیں چلایا گیا یا سیر نہیں کرائی گئی تھی جیسے نبی کریم ﷺ کو سیر کرائی گئی تھی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں میں دیکھا تھا۔ یہی حال اُن تمام انبیاء کا ہے جن کو حضور ﷺ نے زمین پر دیکھا تھا پھر آسمانوں میں بھی دیکھا تھا۔ کیونکہ انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں جیسے شہداء (عند ربھم) زندہ ہیں۔ اس لئے مختلف مقامات پر مختلف اوقات ان کے حول اور دخول کا انکار نہ کیا جائے جیسے خبر صادق اس بارے میں وارد ہوئی ہے۔

قال المترجم ـ والا نبياء صلوات الله عليهم احياء عند ربهم كا لشهداء ـ فى هذه الجملة من المصنف البيهقى غيره للعلماء وايضاً فى تشبيه حيات الانبيآء بحيات الشهداء اے احياء عند ربهم كما صرح رسول الله صلى الله عليه وسلم حيات شهداء فى الجنة بعد سوال الصحابه فتد بروا ـ ولا تكونوا من الغافلين ـ وقال الدكتور عبد المعطى قلعجى فى تعليقاته تحت هذه التبصرة من المصنف ـ

(تحت رقم ۹۹)۔

الانبيآء كا لشهداء بل افضل ـ والشهداء احياء عند ربهم ـ فلا يبعد ان يحجوا وأن يصلوا وان يتقر بوا الى الله بما استطاعوا لا نهم وان كانوا قد توفوا فهم فى هذه الدنيا التى هى دارالعمل حتى اذا فنيت مدتها وتعقبها الاخرة التى هى دارالجزاء انقطع العمل ـ والبرزخ ينسحب عليه حكم الدنيا فى استكثار هم من الاعمال و زيادة الاجور ـ وقال المسبكى رحمه الله تعالىٰ ـ انا نقول ان المنقطع فى الاخرة انما هو التكليف ـ وقد تحصل الاعمال من غير تكليف على سيل التلذذ بها والخضوع لله تعالىٰ ـ وبهذا ورد انهم يسبحون و يدعون يقرأون القران ـ وانظر الى سجود النبى وقت الشفاعة اليس ذلك عبادة و عملا ؟

و علىٰ كلا الجوابين لا يمتنع حصول هذه الاعمال ـ وفى مدة البرزخ ـ وقد صح عن ثابت البنانى التابعى انه قال ـ اللهم ان كنت اعطيت احدًا ان يصلى فى قبره فاعطنى ذلك ، فروئى بعد موته يصلى فى قبره ويكفى رؤية النبى لموسىٰ قائمًا يصلى فى قبره لان النبى و سائر الانبياء لم يقبضوا حتى خيروا بين البقاء فى الدنيا و بين الاخرة فاختا روالاخرة ولا شك انهم لو بقوا فى الدنيا لا زدادوا من الاعمال الصالحة ثم انتقلوا الى الجنة فلم لم يعلموا ان انتقالهم الى لله تعالىٰ افضل لما اختاروه ولو كان انتقالهم من هذه الدار يفوت عليهم زيادة فيما يقرب الى الله تعالىٰ لما اختاروه ـ فجزا الله تعالىٰ الدكتور عنا وعن جميع المسلمين ـ

(۴۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو دبیس المعدل نے، ان کو حدیث بیان کی عفان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو عطاء بن سائب نے، ان کو سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے، ان کو ابن عباس نے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب مجھے سیرا کرائی گئی میرے پاس ایک پاکیزہ خوشبو پہنچی۔ میں نے کہا یہ کیسی خوشبو ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ فرعون کی بیٹی کی اور اس کی والدہ کی کنگھی کرنے والی نوکرانی کی۔ اس کی کنگھی اس کے ہاتھ سے گر گئی تھی اس نے فوراً یہ کہہ دیا تھا بسم اللہ۔ اتنے میں فرعون کی بیٹی نے کہا تھا اللہ کون ہے، میرا باپ؟ نوکرانی نے کہا نہیں بلکہ وہ جو میرا ربّ ہے، تیرا رب ہے، اور تیرے والد کا بھی ربّ ہے۔ فرعون کی بیٹی نے پوچھا کیا میرے والد کے سوا تیرا اور بھی کوئی رب ہے؟ نوکرانی نے کہا کہ جی ہاں وہ میرا ربّ ہے تیرا ربّ ہے اور تیرے باپ کا بھی ربّ اللہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرعون نے نوکرانی کو بلایا اس نے کہا کیا تیرا میرے علاوہ بھی کوئی ربّ ہے؟ اُس نے کہا کہ جی ہاں میرا ربّ اور تیرا ربّ اللہ ہی ہے۔ فرمایا کہ فرعون نے حکم دیا کہ ایک تانبے کی گائے بنا کر اس کو آگ پر گرم کیا جائے جب گرم ہوگئی تو فرعون نے حکم دیا کہ نوکرانی کو اس کے اندر ڈالا جائے۔ نوکرانی نے کہا کہ میری آپ کے پاس ایک حاجت ہے۔ فرعون نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ نوکرانی نے کہا کہ میری اور میرے بیٹے کی ہڈیاں یکجا کر دی جائیں۔ فرعون نے کہا یہ تیری خواہش پوری ہوگی اس لئے کہ تیرا ہمارے اوپر خدمت کا حق ہے۔ فرعون نے حکم دیا کہ ان کو اکیلا اکیلا ڈالا جائے یہاں تک کہ بچے کو یہ بات معلوم ہوگئی۔ اس شیر خوار نے کلام کرتے ہوئے اپنی ماں سے کہا اے میری ماں آپ آگ میں گر جائیں اور پریشان نہ ہوں بے شک ہم لوگ حق پر ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا صغرسنی میں چار بچوں نے کلام کیا تھا۔ ایک تو یہی بچہ، دوسرا بچہ جس نے یوسف علیہ السلام کے حق میں گواہی دی تھی، تیسرا صاحب جریج، چوتھے عیسیٰ ابن مریم۔ (مجمع الزوائد ۱/۶۵)

(۴۴) ہمیں خبر دی علی نے، ان کو خبر دی احمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل قاضی نے، ان کو ہدبہ بن خالد نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، اس نے اس واقعے کو ذکر کیا ہے مذکور کی مثل۔

تحقیق قصہ معراج میں احادیث روایت کی گئی ہیں ان احادیث کے علاوہ جو ہم ذکر کر چکے ہیں مگر وہ ضعیف اسناد کے ساتھ ہیں۔ لہٰذا ان احادیث کے بعد جن کی اسانید ثابت ہیں ضعیف روایات کی ضرورت نہیں ہے میں اللہ کی مشیت کے ساتھ ان ہی سے وہ ذکر کروں گا جو اسناد کے اعتبار سے نسبتاً بہتر ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

(۴۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابو بکر یحییٰ بن ابو طالب نے، ان کو خبر دی عبدالوہاب بن عطا نے، ان کو ابو محمد بن اسد حمانی نے، ان کو ابو ہارون عبدی سے، ان کو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے، کہ آپ ﷺ کے اصحاب نے آپ سے کہا یا رسول اللہ! آپ ہمیں اُس رات کے بارے میں خبر دیجئے جس رات آپ کو سیر کرائی گئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

سبحان الذی اسریٰ بعبده ليلاً من المسجد الحرام الى المسجد الاقصا الذی بار کنا حوله لنريه من اياتنا انه هو السميع البصير

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک۔ جس کے ماحول کو ہم نے برکت والا بنایا ہے تاکہ اس کو اپنی نشانیاں بتائیں، دکھائیں۔ بے شک وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو خبر دی اور فرمایا کہ میں عشاء کے وقت مسجد الحرام میں سویا ہوا تھا اچانک کوئی آنے والا آیا اس نے مجھے جگایا۔ میں نے جاگ کر دیکھا تو مجھے کوئی بھی نظر نہ آیا اس کے بعد میں دوبارہ سو گیا۔ پھر اس نے مجھے جگایا پھر میں جاگ گیا مگر مجھے کچھ بھی نظر نہ آیا پھر میں سو گیا۔ پھر اس نے مجھے جگایا، میں جاگ گیا مگر مجھے کچھ بھی نظر نہ آیا اچانک مجھے ایک خیالی شکل نظر آئی میں نے اسے دیکھنا شروع کیا اور میں اس کے پیچھے مسجد کے باہر نکل گیا۔ میں ایک جانور کے پاس کھڑا تھا جو کہ تمہارے ان جانوروں کے مشابہ تھا خچروں کے مشابہ۔ بار بار کان

ہلا رہا تھا اسے برّاق کہا جاتا تھا اور مجھ سے قبل انبیاء کرام علیہم السلام اس پر سوار ہوتے تھے۔ اس کے قدم وہاں پہنچتے تھے جہاں اس کی نگاہیں پڑتی تھیں میں اس پر سوار ہو گیا۔ میں اس پر سوار ہو کر چل رہا تھا اچانک مجھے کسی پکارنے والے نے میرے دائیں طرف سے پکارا اے محمد! مجھے دیکھئے، میں تجھ سے پوچھتا ہوں اے محمد! میری طرف دیکھئے۔ میں نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا اور نہ ہی اس کے لئے کھڑا ہوا۔ میں اسی پر سوار تھا کہ اچانک کسی نے مجھے بائیں طرف سے پکارا اے محمد! میری طرف دیکھئے، میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ اے محمد! میری طرف دیکھئے مگر میں نے نہ ہی اس کو جواب دیا اور نہ ہی اس کی طرف توجہ دی۔ بس سفر ہی کر رہا تھا کہ میں نے ایک عورت دیکھی جس نے آستینیں چڑھا رکھی تھیں اور اس پر ہر زینت تھی جو اللہ نے پیدا کی ہے۔ اس نے کہا اے محمد! مجھے دیکھئے میں آپ سے التجا کرتی ہوں مگر میں نے نہ ہی اس کی طرف توجہ کی اور نہ ہی اس کے پاس رُکا۔ یہاں تک کہ میں بیت المقدس میں پہنچ گیا۔ میں نے اپنے جانور کو حلقے کے ساتھ باندھ دیا جس کے ساتھ انبیاء علیہم السلام باندھتے تھے۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام میرے پاس دو برتن لائے ایک شراب کا دوسرا دودھ کا۔ میں نے دودھ پی لیا اور شراب کو چھوڑ دیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ ﷺ نے فطرت کو پالیا ہے۔ میں نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کیا آپ ﷺ نے اپنے سامنے کچھ دیکھا تھا۔ میں نے بتایا کہ میں سفر کر رہا تھا کہ میرے دائیں طرف سے کسی نے کہا اے محمد! آپ میری طرف دیکھئے مگر میں نے نہ دیکھا اور نہ ہی اس کے پاس رُکا۔ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ وہ یہودیت تھی اگر آپ (ﷺ) اس کی بات مان لیتے یا وہاں ٹھہر جاتے تو آپ کی اُمت یہودی ہو جاتی۔ میں نے بتایا پھر میرے دائیں طرف سے کسی نے آواز دی اے محمد! مجھے دیکھئے میری طرف توجہ کیجئے مگر میں نے نہ اس کی طرف توجہ کی نہ اس کو دیکھا۔ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ وہ عیسائیت تھی اگر آپ ﷺ اس کی بات مان لیتے یا رُک جاتے تو آپ کی اُمت عیسائی بن جاتی۔ پھر میں نے بتایا کہ اچانک راستے میں ایک عورت کلائیاں کھولے نظر آئی اس کے اوپر ہر قسم کی زینت تھی۔ اس نے کہا میری طرف دیکھئے مگر میں نے نہ اس کو دیکھا اور نہ ہی رُکا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ دنیا تھی اگر آپ ﷺ اس کی بات مان لیتے تو آپ کی اُمت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔

بیت المقدس میں دو رکعتیں .... حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد میں اور جبرئیل علیہ السلام بیت المقدس میں داخل ہو گئے، ہم دونوں نے دو رکعتیں پڑھیں۔ اس کے بعد میرے پاس معراج اور سیڑھی لائی گئی وہ چیز ہے جس کے اوپر بنی آدم کی ارواح اوپر کو چڑھتی ہیں مخلوقات میں معراج اور سیڑھی سے زیادہ خوبصورت میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی۔ وہ جو تم دیکھتے ہو کہ میت کو یعنی مرنے والے کو کہ جس وقت پھٹی رہ جاتی ہے اس کی نگاہ آسمان کی طرف گھورتی ہوئی۔ سوائے اس کے نہیں کہ پھٹی رہ جاتی ہے اس کی نگاہ معراج پر حیرانی کی وجہ سے۔

فرماتے ہیں کہ پھر میں اور جبرائیل علیہ السلام اُوپر کو چڑھے۔ پس میں ایک فرشتے کے پاس پہنچا اس کو اسماعیل کہا جاتا ہے وہ صاحب آسمان دنیا ہے۔ اس کے آگے ستر ہزار فرشتے ہوتے ہیں اور ہر ایک فرشتے کے ساتھ اس کا اپنا لشکر ہوتا ہے جو کہ ایک لاکھ پر مشتمل ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وما یعلم جنود ربك الاهو۔ (سورة مدثر)

نہیں جانتا تیرے رب کے لشکروں کو مگر صرف وہی۔

جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جبرئیل ہوں۔ پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا وہ یہاں بھیجے گئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ دروازہ کھلا تو اچانک میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا قبل اس صورت کے جس صورت پر اللہ نے ان کو تخلیق فرمایا تھا اس صورت پر۔ اس پر ان کی اہلِ ایمان اولاد کی ارواح پیش کی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ پاکیزہ روح ہے اور نفس پاکیزہ ہے اس کو علیین پر پہنچا دو۔ اس کے بعد ان کی اولاد کے گناہ گار لوگوں کی ارواح پیش کی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ خبیث روح ہے اور نفس خبیث ہے اس کو سجین میں پہنچا دو۔

سوکھا گوشت اور بدبودار گوشت .... اس کے بعد میں تھوڑا سا آگے گیا کچھ خوانچوں اور دستر خوانوں کے پاس پہنچا جہاں کھانا کھایا جاتا ہے۔ ان پر سوکھا گوشت یا پکا ہوا صاف گوشت رکھا ہوا تھا مگر اس کے پاس کھانے والا کوئی ایک شخص بھی نہیں تھا۔ اور اچانک میں نے

مڑ کر دیکھا تو دوسری طرف سڑا ہوا اور بدبودار گوشت رکھا ہوا ہے اس کے پاس بہت سارے لوگ ہیں، اسے کھائے چلے جارہے ہیں۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ یہ آپ کی اُمت کے وہ لوگ ہیں جو حلال کو چھوڑ کر حرام مال کھاتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں تھوڑا سا آگے بڑھا تو میرا گذر ایسی قوموں کے ساتھ ہوا جن کے گھر بڑے گھروں کے مثل تھے۔ ان میں سے کوئی بھی جب اُٹھتا ہے تو گر جاتا ہے پھر وہ کہتا ہے اللہ قیامت قائم نہ کرنا۔ وہ لوگ آلِ فرعون کے طریق وراستے پر تھے۔ فرمایا کہ جیسے ہی کوئی راستہ پر چلنے والا مسافر گذرتا ہے ان کو روندتا جاتا ہے۔ فرمایا کہ میں نے ان سے سنا کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں چیخ وپکار کررہے ہیں۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ یہ آپ کی اُمت کے لوگ ہیں جو سود کھاتے ہیں۔ نہیں اُٹھیں گے قیامت کے دن مگر مثل اُٹھنے کے اس شخص کے جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو۔

اس کے بعد میں تھوڑا سا آگے گیا تو میرا گذر ایسی قوموں اور لوگوں پر ہوا اس کے ہونٹ اُونٹوں کے ہونٹوں کے مثل تھے وہ منہ کھولتے ہیں تو ان کے منہ میں پتھر پھینکے جاتے ہیں وہ ان کے پیٹ میں جا کر نیچے سے نکل جاتے ہیں۔ پھر میں نے ان کو سنا کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں چیخ رہے ہیں میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ آپ ﷺ کی اُمت کے وہ لوگ ہیں جو ناحق ظلماً یتیموں کا مال کھاتے ہیں یہ اپنے پیٹ آگ سے بھر رہے ہیں، بہت جلدی دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔

زنا کار بدکار عورتوں کا حشر .... آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں مزید آگے گیا تو میرا گزر ایسی عورتوں پر ہوا جو اپنے پستانوں سے لٹکائی ہوئی تھی وہ اللہ کی بارگاہ میں چیخیں ماررہی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون عورتیں ہیں اے جبرئیل؟ انہوں نے بتایا یہ آپ ﷺ کی اُمت کی زانیہ اور بدکار عورتیں ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں تھوڑا سا آگے گیا تو ایسے لوگوں پر میرا گذر ہوا جن کے پہلوؤں سے گوشت کاٹ کر ان کے منہ میں دیا جارہا تھا اور ان سے کہا جارہا تھا: کھاؤ جیسے تم اپنے بھائی کا گوشت کھاتے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل نے بتایا کہ ھَمَّاز اور لَمَّاز ہیں منہ پر سامنے طعنے دینے اور پیٹ پیچھے غیبت کرنے اور بُرا کہنے والے۔

اس کے بعد ہم دوسرے آسمان پر چڑھے اچانک میں نے اللہ کی مخلوق کا حسین ترین جوان دیکھا جو سب لوگوں سے زیادہ حسن عطا کیا گیا تھا۔ ایسے جیسے چودھویں کا چاند ہوتا ہے سارے ستاروں میں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں اے جبرائیل؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام ہیں ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ اور افراد بھی تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد میں تیسرے آسمان کی طرف چڑھ گیا۔ وہاں میری ملاقات حضرت یحیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے ہوئی۔ ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ افراد بھی تھے میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد میں چوتھے آسمان پر گیا۔ وہاں میری ملاقات حضرت ادریس علیہ السلام سے ہوئی اللہ نے ان کو بلند تر مقام عطا کیا ہے۔ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے میرا جواب دیا۔ اس کے بعد میں پانچویں آسمان پر گیا۔ وہاں میں نے حضرت ہارون علیہ السلام کو دیکھا ان کی آدھی داڑھی سفید اور آدھی سیاہ تھی، لمبی اتنی تھی کہ ناف تک پہنچ رہی تھی۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل یہ کون ہیں؟ بتایا کہ یہ پسندیدہ شخص ہارون بن عمران ہیں۔ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔

اس کے بعد میں چھٹے آسمان پر گیا۔ وہاں میری ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔ یہ گندمی رنگ کے کثیر بالوں والے جوان تھے اگر ان پر دو قمیصیں ہوتیں جب بھی ان کے بال قمیص کے پیچھے نظر آتے۔ وہ کہہ رہے تھے لوگ یہ گمان کرتے ہیں میں اللہ کے نزدیک اس شخص سے زیادہ عزت اور بزرگی والا ہوں، نہیں بلکہ یہ مجھ سے زیادہ عزت والا ہے اللہ کے ہاں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں اے جبرئیل؟ انہوں نے بتایا یہ آپ کے بھائی موسیٰ بن عمران ہیں ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ لوگ تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔

اس کے بعد میں ساتویں آسمان پر گیا۔ وہاں پر ہم سب کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل الرحمٰن بیت المعمور کے ساتھ اپنی پیٹھ کا سہارا لگائے بیٹھے تھے۔ یہ خوبصورت لوگوں میں سے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل الرحمٰن ہیں۔ ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ لوگ تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ یکا یک میری نظر اپنی اُمت کے لوگوں پر پڑی جو دو حصوں میں تھے ایک حصہ جس پر سفید کپڑے تھے گویا سفید کاغذ میں اور دوسرا حصہ جن کے میلے کپڑے یا سیاہ کپڑے تھے۔

فرمایا کہ اس کے بعد میں بیت المعمور میں داخل ہوا اور میرے ساتھ میری اُمت کے وہ لوگ داخل ہوئے جن کے اوپر سفید لباس تھے اور باقی لوگ وہ گذرے جن پر سیاہ یا پیلے لباس تھے اور وہ سخت گرم جگہ پر تھے۔ چنانچہ میں نے اور ان لوگوں نے جو میرے ساتھ تھے بیت المعمور میں نماز پڑھی۔ اس کے بعد میں اور جو میرے ساتھ تھے باہر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیت المعمور میں روزانہ ستر ہزار فرشتے نماز ادا کرتے ہیں دوبارہ قیامت تک ان کی باری نہیں آئے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اُٹھایا گیا اس کا ہر ہر پتہ قریب تھا کہ وہ اس امت کو چھپائے۔ اچانک میری نظر پڑی تو اس میں سے ایک چشمہ جاری تھا اسے سلسبیل کہا جاتا ہے۔ اور اس چشمے سے دو نہریں پھوٹتی ہیں ایک نہر کوثر ہے اور دوسرے کو نہرِ رحمت کہا جاتا ہے، میں نے اس میں غسل کیا جس سے اللہ نے میرے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے۔ اس کے بعد مجھے جنت تک پہنچا دیا گیا وہاں پر ایک لڑکی میرے سامنے آئی میں نے اس سے پوچھا اے لڑکی! تم کس کی ہو؟ اس نے بتایا زید بن حارثہ کی۔ اس کے بعد میں نے کئی نہریں دیکھیں پانی کی۔ جن کا پانی خراب نہیں ہوا اور کئی نہریں دودھ کی جس کا ذائقہ اور مزۃ تبدیل نہیں ہوا اور کئی نہریں شراب کی جو پینے والوں کے لئے مزیدار ہے۔ اور کئی نہریں شہد کی جو صاف شدہ ہے اور جنت کے انار پانی کے ڈول جیسے تھے بڑے ہونے میں۔ اچانک میں نے ایک پرندہ دیکھا یہ بختی اُونٹ کی طرح تھا۔ حضور ﷺ نے اس کے بعد فرمایا اور جمیع انبیاء پر بے شک اللہ نے جنت میں اپنے نیک بندوں کے لئے وہ نعمتیں تیار رکھی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان سے سنی ہیں اور نہ ہی کسی دل میں سوچی گئی ہیں۔

جہنم کا منظر دکھایا گیا .... فرمایا اس کے بعد جہنم میرے سامنے لائی گئی اس میں اللہ کا غضب ہے، عذاب ہے، سزا ہے۔ اگر اس کے اندر پتھر اور لوہا پھینک دیا جائے تو اس کو بھی کھا جائے اس کے بعد میرے سامنے بند کر دی گئی۔ اس کے بعد مجھے سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچایا گیا وہ میرے لئے چھپا کر رکھی گئی تھی اور میرے اور اس کے درمیان دو کمانوں کا یا اس سے بھی قریب تر کا فاصلہ تھا۔ فرمایا کہ اس کے ہر ہر پتے پر فرشتے کا نزول ہو رہا تھا فرشتوں میں سے۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں اور فرمایا کہ تیرے لئے ہر نیکی کے بدلے میں دس نیکیاں ہیں اور آپ جب کسی نیکی کا ارادہ کریں گے ابھی آپ نے اس پر عمل نہ کیا ہوگا تیرے لئے ایک نیکی لکھ دی جائے گی اور اگر آپ نیکی کا عمل کر لیں گے تو آپ کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور جب آپ کسی برائی کا ارادہ کریں گے اور اس پر عمل نہیں کریں گے تو تیرے خلاف کوئی چیز نہیں لکھی جائے گی۔ اور اگر آپ عمل کریں گے تو آپ کے خلاف ایک گناہ لکھا جائے گا۔

اس کے بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ انہوں نے پوچھا کہ تیرے رب نے تجھے کس چیز کا حکم دیا ہے؟ میں نے بتایا کہ پچاس نمازوں کا۔ انہوں نے کہا کہ آپ اپنے رب کے پاس جائیں اور اس سے تخفیف کا سوال کیجئے اپنی اُمت کے لئے۔ بے شک آپ کی اُمت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔ اور جب نہیں کر سکے گی تو کفر کرے گی۔ لہٰذا میں واپس اپنے رب کے پاس گیا اور عرض کی اے میرے ربّ نمازوں میں تخفیف کر دیجئے میری اُمت کے لئے۔ وہ سب امتوں سے کمزور ہے۔ اللہ نے مجھ سے دس نمازیں کم کر کے چالیس کر دیں۔ میں بار بار موسیٰ علیہ السلام کے اور اپنے رب کے اور ان کے درمیان آتا جاتا رہا۔ جب بھی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا وہ وہی اپنی بات دُہراتے کہ آپ کو کیا حکم ملا ہے؟ میں کہتا کہ دس نمازیں کم ہو گئیں ہیں وہ کہتے واپس جائیے اور رب سے اپنی امت کے لئے تخفیف کرائیے۔ میں جاتا اے ربّ میری

اُمت سے تخفیف کیجئے وہ کمزور ترین اُمت ہے آخر میں اللہ نے پانچ کم کر دیں اور پانچ باقی رہیں۔ اُس وقت ایک فرشتے نے مجھے پکار کر کہا میرا فریضہ پورا ہو چکا ہے اور میں نے اپنے بندوں سے بوجھ ہلکا کر دیا ہے اور میں نے ان کو ہر ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں دی ہیں۔ پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے پوچھا کیا حکم ملا ہے؟ میں نے بتایا کہ پانچ نمازوں کا۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ اپنے رب کے پاس جائیے اور اس سے تخفیف کا سوال کیجئے کیونکہ وہ لوگ اس میں سے کچھ بھی ادا نہیں کریں گے پھر اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کیجئے۔ میں نے کہا میں بار بار گیا ہوں اب مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے۔

پھر صبح ہوئی تو مکے میں حضور ﷺ نے ان لوگوں کو عجائب کی خبر دینا شروع کی کہ میں گذشتہ شب بیت المقدس میں گیا تھا اور مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا اور میں نے یہ دیکھا، وہ دیکھا۔ ابوجہل بن ہشام نے کہا کیا آپ لوگوں کو تعجب نہیں ہو رہا اس سے جو کچھ محمد (ﷺ) کہہ رہے ہیں۔ وہ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ گذشتہ رات وہ بیت المقدس میں گئے تھے اس کے بعد پھر انہوں نے واپس صبح ہم لوگوں میں آ کر کی۔ جبکہ ہم لوگ جاتے ہوئے ایک مہینے تک سواریوں کو مارتے رہتے اور واپس آنے کے لئے بھی ایک مہینے کے لئے سواریوں کو دوڑاتے ہیں مگر یہ ہیں کہ کہہ رہے ہیں کہ دو ماہ کا سفر انہوں نے رات بھر میں کیا ہے۔

بیت المقدس کے متعلق سوالات .... کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ان کو قریش کے ایک قافلے کے بارے میں بتایا کہ میں نے اس کو جاتے ہوئے فلاں فلاں مقام پر دیکھا تھا اور جب میں واپس آ رہا تھا تو میں نے اس کو فلاں گھاٹی کے پاس دیکھا ہے۔ اور حضور ﷺ نے ان کو قافلے کے ایک ایک بندے کے بارے میں اور اس کے اونٹ کے بارے میں اور اس کے ایک ایک اونٹ کے بارے میں اور اس کے لدے ہوئے سامان کے بارے میں بتایا تو ابوجہل نے کہا کہ یہ ہمیں کئی چیزوں کے بارے میں بھی بتائے۔ چنانچہ مشرکین میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں بیت المقدس کے بارے میں سب لوگوں سے زیادہ علم رکھتا ہوں کہ اس کی عمارت کیسی ہے، اس کی شکل وصورت کیسی ہے اور پہاڑ سے اس کا قرب کتنا ہے۔ محمد ﷺ بتائیں اگر یہ سچے ہیں تو میں تم لوگوں کو ابھی ابھی بتا دیتا ہوں اور اگر جھوٹے ہیں تو بھی ابھی ابھی بتا دوں گا۔ وہ مشرک حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے محمد! میں بیت المقدس کے بارے میں سب سے زیادہ جانتا ہوں آپ مجھے اس کی تعمیر کے بارے میں بتائیں کہ کیسی ہے؟ اس کی شکل وصورت اور نقشہ کیسا ہے؟ پہاڑ کے ساتھ اس کا قرب کتنا ہے؟ حضور ﷺ اس کی طرف ایسے دیکھتے اور بتاتے رہے جیسے کوئی شخص ہم میں سے اپنے گھر کے بارے میں دیکھتا ہے کہ اس کی عمارت ایسی ہے۔ نقشہ ایسا ہے، پہاڑ سے اتنی قریب ہے۔ اس شخص نے کہا کہ محمد ﷺ تم نے سچ بتایا ہے۔ اس کے بعد وہ شخص صحابہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا محمد ﷺ نے جو کچھ بتایا ہے سچ بتایا ہے یا اس کے مثل کلام کیا۔

(۲۵) اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو یعقوب اسماعیل بن ابوکثیر قاضی مدائن نے، ان کو حدیث بیان کی قتیبہ بن سعید ابورجاء نے، ان کو حدیث بیان کی نوح بن قیس نے الحدانی سے، ان کو ابوہارون عبدی نے، ان کو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ! آپ ہمیں بات بتائیے آپ نے کیا کچھ دیکھا اس رات جس رات آپ کو سیر کرائی گئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ایک جانور چوپائے کے پاس آیا جانوروں میں سے وہ خچر کے ساتھ زیادہ مشابہ تھا مگر اس کے کان چھوٹے تھے اسے براق کہا جاتا تھا۔ یہ وہی تھا جس پر سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام سوار ہوتے تھے۔ وہ وہاں قدم رکھتا تھا جہاں اس کی نگاہیں پڑتی تھیں۔ مسجد الحرام سے میں اس پر سوار ہوا اس نے بیت المقدس کی طرف منہ کیا۔ فرمایا کہ حدیث معراج اس کے بعد ذکر کی۔

راوی کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ نے ان کو ہشیم نے ابوہارون سے، اس نے ابوسعید خدری سے اس کی مثل یا اسی طرح۔

اور روایت کیا ہے اس کو معمر نے ابوہارون سے اس کے بعض مفہوم کے ساتھ۔

(۲۶) ہمیں خبر دی ابوسعد احمد بن محمد مالینی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد عبداللہ بن عدی حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن حسن سکری بالسی نے رملہ میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن سہل نے، ان کو حجاج بن محمد نے ان کو ابوجعفر رازی نے، وہ عیسیٰ بن ہامان ہیں۔ اس نے ربیع بن انس سے، اس نے ابوالعالیہ سے اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یا دیگر سے اس نے نبی کریم ﷺ سے (ح)۔ اور اس میں جس کا ذکر کیا ہے ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ نے یہ کہ اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے، ان کو خبر دی ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا نے، ان کو ابراہیم بن حمزہ زبیری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حاتم بن اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ہے عیسیٰ بن ماہلن نے، ان کو ربیع بن انس نے ابوالعالیہ سے، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ اس نے نبی کریم ﷺ سے کہ انہوں نے فرمایا اس آیت کے بارے میں :

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

فرمایا کہ ایک گھوڑا لایا گیا تھا وہ اس پر سوار ہوئے تھے۔ اس کا ہر قدم اس کی تاحدِ نگاہ پر پڑتا تھا۔ وہ جانور روانہ ہوا اور جبرئیل علیہ السلام بھی روانہ ہوئے حتیٰ کہ ایک ایسی قوم پر ہم آئے جو ایک دن کاشت کرتے اور دوسرے دن کاٹتے تھے۔ جیسے ہی وہ کاٹتے دوبارہ کھیتی ویسی ہو جاتی جیسی پہلے تھی۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ مہاجرین ہیں اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والے ان کے لئے نیکی سات گنا زیادہ کر کے دی جاتی ہے۔

وَمَآ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَهُوَ يُخۡلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيۡرُ الرّٰزِقِيۡنَ

جو کچھ تم خرچ کرتے ہو وہ اس کے پیچھے اور دیتا ہے۔ اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے

بے نمازی کا حشر .... اس کے بعد ایسی قوم پر آئے جن کے سر پتھر کے ساتھ کھینچے جا رہے تھے جیسے ہی کچلے جاتے تھے دوبارہ درست ہو جاتے تھے جیسے پہلے تھے، اس میں کوئی کمی نہیں آتی تھی۔ حضور ﷺ نے پوچھا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں نماز سے جن کے سر بوجھل ہو جاتے تھے۔ اس کے بعد ایک دوسری قوم پر آئے جن کے آگے سے اور پیچھے سے بھی (ستر ڈھکنے کے لئے)۔ مگر وہ ایسے خوش تھے جیسے مویشی خوش ہوتے ہیں خاردار سے بھی اور تھوہر سے بھی۔ جہنم اور اس کے پتھر ان کے لئے گرم کئے جا رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ اور صدقات ادا نہیں کرتے، اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ اس کے بعد ایسی قوم پر آئے جن کے آگے ہنڈیا کے اندر پکا ہوا پاکیزہ گوشت رکھا ہوا تھا اور دوسرا مردار گوشت۔ وہ خبیث میں سے کھا رہے تھے پکے ہوئے پاکیزہ کو چھوڑے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں اے جبرئیل؟ انہوں نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جب اُٹھتے ہیں تو ان کے پاس حلال طیب عورت بیوی موجود ہوتی ہے مگر وہ خبیث اور بدبودار عورت کے پاس آتا ہے اور اس کے ساتھ صبح تک رات گذارتا ہے۔ اس کے بعد ایک لکڑی پر آئے جو راستے پر تھی جو بھی اس کے ساتھ گذرتا وہ اس کو زخمی کر دیتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ولا تقعدوا بکل صراط توعدون۔

اس کے بعد ایک آدمی پر گزر ہوا جو لکڑیوں کا بڑا ڈھیر جمع کرتا ہے جن کو اُٹھانے کی وہ طاقت نہیں رکھتا مگر وہ اور اس میں اضافہ کرتا جا رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ وہ شخص ہے آپ ﷺ کی امت میں سے جس پر امانت ہے جس کے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا پھر بھی اس میں اور اضافہ کر دیتا ہے۔ اس کے بعد ایسی قوم پر گذر ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ کاٹے جا رہے تھے قینچیوں کے ساتھ۔ جیسے ہی کاٹی جاتیں دوبارہ بحال ہو جاتیں جیسے اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ فتنہ پرور خطیب و واعظ تھے۔ اس کے بعد ایک چھوٹے پتھر پر آئے اس میں سے عظیم روشنی نمودار ہو رہی تھی پھر وہ نور اور روشنی دوبارہ وہیں اندر داخل ہونا چاہتی تھی جہاں سے نکلی تھی مگر داخل نہیں ہو سکی تھی۔ حضور ﷺ نے کہا یہ کیا ہے اے جبرئیل؟ انہوں نے بتایا یہ وہ شخص ہے جو ایسا کلمہ بولتا ہے جس پر وہ شرمندہ ہو جاتا ہے پھر ارادہ کرتا ہے اس کلمے کو وہ دوبارہ واپس لوٹا دے مگر وہ ایسا کر ہی نہیں سکتا۔

جنت کی سیر .... اس کے بعد ایک ایسی وادی پر آئے جہاں انہوں نے ٹھنڈی ہوا پائی اور پاکیزہ ہوا اور کستوری کی خوشبو۔ اور انہوں نے ایک آواز سنی اور پوچھا اے جبرائیل! یہ کیسی صاف ستھری ٹھنڈی ہوا ہے اور کستوری کی خوشبو ہے؟ اور یہ کیسی آواز ہے؟ جبرئیل نے بتایا کہ یہ آواز جنت کی ہے۔ کہہ رہی ہے کہ اے میرے رب مجھ میں رہنے والے لوگوں کو میرے پاس بھیج دے اور جن جن کا مجھ سے آپ نے وعدہ لے رکھا ہے۔ میری خوشبو، میرا ریشم، میرا سندس، میرا استبراق اور عبقری، میرے موتی، میرے مرجان، میری چاندی اور میرا سونا، میرے ابریق، میرے پھل میوے، میرا شہد، میری شراب، میرا دودھ سب چیزیں بہت ہوگئی ہیں لہٰذا ان کو لے آ میرے پاس جن کو آپ نے میرا وعدہ دے رکھا ہے۔

اللہ نے اس کو فرمایا ہے کہ ہر مسلمان مرد وعورت تیرے لئے ہیں۔ ہر مؤمن مرد وعورت تیرے لئے ہیں اور ہر وہ جو میرے ساتھ اور میرے رسولوں کے ساتھ ایمان لے آیا ہے جنہوں نے عملِ صالح کیے ہیں، انہوں نے میرے ساتھ شرک نہیں کیا۔ جنہوں نے میرے سوا کوئی اور شریک نہیں ٹھہرائے۔ جو مجھ سے ڈرتے رہے ہیں میں نے ان کو امن دیا، جس نے مجھ سے سوال کیا میں نے اس کو عطا کیا، جس نے مجھ سے قرض مانگا میں نے اس کو جزا دی اور جس نے مجھ پر توکل کیا میں نے اس کی کفایت کی۔ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے میں ہی معبود ہوں میں اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ اس کے بعد پڑھا :

قد افلح المؤمنون الذين هم فى صلوتهم خشعون .... تبارك الله احسن الخالقين

(سورۃ المؤمنون : آیت ۱ تا ۱۴)

(یہ آیات ذکر کر کے ان آیات میں مذکور اہلِ ایمان کی صفات ذکر کی جاتی ہیں، ان لوگوں کی جو اہلِ جنت ہیں) لہٰذا جنت راضی اور خوش ہوجاتی ہے۔

جہنم کی آوازیں .... اس کے بعد ایک اور وادی میں آئے وہاں بہت بری بری آوازیں سنائی دیں آپ ﷺ نے پوچھا کہ جبرائیل یہ کیسی آواز ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ جہنم کی آواز ہے۔ یہ کہتی ہے میرے لوگوں کو میرے پاس لے آیئے جن کو میرا وعدہ دے رکھا ہے اور جن کا مجھے آپ نے وعدے دے رکھا ہے۔ میری بیڑیاں، میری زنجیر زیادہ ہوگئے ہیں، میرے طوق، میرا دھکنا، میرے تھوہر، میرا کھولتا پانی، میرے گرم پتھر، میری گڑھ پیپ، اور دھوں بہت ہو چکا ہے میری گہرائی بہت زیادہ ہو چکی ہے میری گرمی بڑھ گئی ہے، ان کو لے آیئے جن کا مجھ سے آپ نے وعدہ کیا ہے۔ اللہ کی طرف سے حکم ہوتا ہے ہر مشرک مرد اور مشرک عورت تیرے لئے ہے۔ ہر کافر اور کافرہ تیرے لئے ہے، ہر خبیث اور خبیثہ تیرے لئے ہے ہر سرکش تیرے لئے ہے جو یوم حساب کو نہیں مانتا۔ یہ سُن کر جہنم بھی خوش ہوجاتی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا اس کے بعد چلے یہاں تک کہ بیت المقدس میں واپس آ گئے۔ اُترے اور گھوڑا باندھا صخرہ کے ساتھ۔ پھر داخل ہوئے فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی جب نماز پوری ہوچکی تو حاضرین نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون ہیں آپ کے ساتھ؟ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ خاتم النبیین ہیں۔ انہوں نے پوچھا کیا اِدھر بھیجے گئے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا جی ہاں۔ انہوں نے کہا اللہ ان کو تحیہ دے بھائی سے اور خلیفہ سے۔ یہ بہترین بھائی ہیں اور بہترین خلیفہ ہیں اور اچھی جگہ آیا ہے۔

اس کے بعد انبیاء کی ارواح آئیں انہوں نے اپنے رب کی ثنا کی۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روح نے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے ابراہیم کو خلیل بنایا اور مجھے عظیم ملک عطا کیا اور مجھے فرمانبردار اُمت بنایا، میرے ساتھ اقتداء کی جاتی ہے اور مجھے آگ سے بچایا اور اس کو مجھ سے ٹھنڈی اور سلامتی والی بنایا۔

فرمایا کہ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب کی ثناء کی۔ اور کہا اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ سے ہمکلامی کی اور مجھے اپنی رسالت اور کلمات کے ساتھ برگزیدہ کیا اور مجھے اپنی طرف قریب کیا، منتخب فرما کر۔ اور مجھ پر تورات اُتاری۔ آلِ فرعون کی ہلاکت میرے

ہاتھوں فرمائی اور بنی اسرائیل کی غلامی سے نجات میرے ہاتھوں فرمائی۔ اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی ثناء کی اور کہا اللہ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے ملک اور اقتدار عطا کیا۔ مجھ پر زبور اُتاری اور میرے لئے لوہے کو نرم کیا اور میرے لئے پرندوں اور پہاڑوں کو مسخر کیا اور مجھے حکمت اور فیصلہ کن خطاب دیا۔

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے رب کی ثناء کی۔ اور کہا اللہ کا شکر ہے جس نے ہوا کو میرے لئے مسخر فرمایا اور جنوں اور انسانوں کو مسخر فرمایا اور میرے لئے شیطانوں کو مسخر کیا میں جو چاہتا تھا وہ تیار کرتے تھے۔ محاریب ہوں یا تماثیل ایک سے آخر تک۔ اور مجھے پرندوں کی بولیاں سکھا دیں اور ہر شے۔ اور میرے لئے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور مجھے عظیم اقتدار عطا کیا اور مجھے عظیم ملک عطا کیا جو میرے بعد کسی کے شایانِ شان نہیں ہے۔

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی ثناء کی اور کہا اللہ کی حمد وثنا ہے جس نے مجھے تورات سکھائی اور انجیل۔ اور مجھے ایسا بنایا کہ میں مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو درست کرتا ہوں اور اس کے حکم کے ساتھ مُردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ جس نے مجھے اُٹھالیا یا مجھے رفعت عطا کی اور کافروں سے مجھے پاک کیا۔ اور مجھے اور میری ماں کو شیطان مردود سے پناہ دی کہ اس شیطان کو کوئی چارہ کار نہیں دیا۔

اس کے بعد حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کی ثناء کی۔ اور کہا کہ تم میں سے ہر شخص نے اپنے رب کی حمد وثنا کی ہے میں بھی اپنے رب کی حمد وثنا کرتا ہوں۔ اور فرمایا سب تعریف اللہ کے لئے جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنایا اور تمام کائنات والوں کے لئے بشیر ونذیر بنایا۔ اور مجھ پر فرقان اُتاری جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری اُمت کو خیر امت بنایا جو لوگوں کے لئے بیدار کی گئی ہے اور میری اُمت کو اعتدال یا بہترین اُمت بنایا اور میری امت کو ایسا بنایا کہ وہی اول ہیں اور وہی آخر ہیں۔ اور اس نے میرا سینہ کھولا مجھ سے میرا بوجھ اُتارا، میرے لئے میرا ذکر بلند کیا، مجھے فاتح بنایا، مجھے خاتم بنایا۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا انہی صفات کے ساتھ محمد ﷺ ہم لوگوں پر فضیلت پا گئے ہیں۔

شراب پینے سے انکار .... اس کے بعد تین برتن لائے گئے جن کے منہ اوپر سے ڈھکے ہوئے تھے ایک برتن لایا گیا اس میں پانی تھا۔ حضور ﷺ سے کہا گیا کہ پی لیجئے، آپ ﷺ نے اس میں سے تھوڑا سا پیا، اس کے بعد ان کے پاس دوسرا برتن لایا گیا اس میں دودھ تھا۔ اس سے آپ ﷺ نے خوب شکم سیر ہو کر پیا۔ اس کے بعد ان کے پاس ایک اور برتن شراب کا لایا گیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں خوب سیر ہو چکا ہوں میں اس کو نہیں چاہتا۔ ان سے کہا گیا کہ آپ نے درست کیا ہے۔ خبردار یہ عنقریب آپ ﷺ کی اُمت پر حرام ہونے والا ہے۔ اگر آپ ﷺ اسے پی جاتے تو آپ کی اُمت آپ کی اتباع نہیں کرتی مگر بہت تھوڑے لوگ۔ آپ ﷺ نے بتایا کہ پھر ان کو آسمان پر چڑھایا گیا۔

پھر راوی نے حدیث ذکر کی اس کی مثل جسے ہم نے احادیث سابقہ میں ذکر کیا ہے۔ یہاں تک کہ فرمایا کہ اس کے بعد مجھے ساتویں آسمان پر چڑھایا گیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کہ یہ کون ہے؟ بتایا کہ محمد ﷺ ہیں۔ فرشتوں نے پوچھا کہ کیا یہاں بھیجے گئے ہیں؟ بتایا جی ہاں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ ان کو تحیہ دے بھائی اور خلیفہ سے، بہتر بھائی ہے اور بہتر خلیفہ اور اچھی جگہ آیا ہے۔ آپ ﷺ داخل ہوئے تو دیکھا ایک آدمی کنگھی کئے ہوئے کرسی پر بیٹھا ہے جنت کے دروازے کے پاس اس کے پاس سفید چہروں والے کچھ لوگ ہیں اور سیاہ چہرے والے بھی۔ ان کے رنگوں میں کوئی چیز ہے وہ نہر پر آتے ہیں اور انہوں نے اس میں غسل کیا ہے وہ نکلے ہیں تو ان کے رنگ صاف ہو گئے ہیں اس کے بعد وہ ایک اور نہر پر گئے ہیں انہوں نے اس میں غسل کیا ہے اس میں سے نکلے ہیں تو ان کے رنگ مزید صاف ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد وہ تیسری نہر میں داخل ہوئے ہیں اور غسل کیا ہے۔ جب نکلے ہیں تو ان کے صاف رنگ اصحاب کی طرح ہو چکے ہیں۔ لہٰذا وہ اپنے انہی اصحاب کے ساتھ بیٹھ گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کون ہیں اے جبرئیل؟ جن کے چہرے سفید ہیں اور یہ جن کے رنگ ٹھیک نہیں ہیں؟ اور وہ نہروں میں داخل ہوتے ہیں، نکلتے ہیں تو ان کے رنگ صاف ہو چکے ہوتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ بیٹھے ہوئے آپ ﷺ کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں یہ پہلے شخص ہیں دھرتی پر جنہوں نے کنگھی کی۔ اور

یہ سفید چہروں والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ آلودہ نہیں کیا تھا۔ بہر حال یہ لوگ جن کے رنگ میں کچھ خرابی ہے وہ جنہوں نے عملِ صالح اور برے میں خلط کیا تھا انہوں نے توبہ کی ہے اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی ہے۔ بہر حال رہی یہ نہرِ اول، تو یہ اللہ کی رحمت کی نہر ہے اور دوسری اللہ کی نعمت کی نہر ہے اور تیسری وہ ہے جہاں اللہ نے ان کو شراب طہور پلایا ہے۔

اس کے بعد ہم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے۔ لہٰذا مجھے بتایا گیا کہ یہی وہ مخصوص سدرۃ ہے اسی تک ہر ایک کا معاملہ تیری اُمت میں سے پہنچ کر رُک جاتا ہے۔ اس کی جڑ سے پانی کی نہریں نکلتی ہیں جن کا پانی تازہ (غیر متغیر، غیر بدبودار) ہے۔ اور دودھ کی نہریں نکلتی ہیں جس کا مزہ نہیں بگڑتا اور مزیدار شراب کی نہریں پینے والوں کے لئے اور صاف شدہ شہد کی نہریں نکلتی ہیں۔

فرمایا کہ یہ ایسا درخت ہے کہ اگر کوئی سوار اس کے سایہ میں سال بھر چلتا رہے تو بھی اس کی مسافت کو طے نہیں کر سکتا اور اس کا ایک پتہ ایک مخلوق کو ڈھک سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خالق کا نور چھپالیتا ہے اور اس کو فرشتے چھپالیتے ہیں۔ ان سے ان کے رب نے اس وقت ہم کلامی کی اور ان سے فرمایا کہ آپ کچھ مانگئے۔ حضور ﷺ نے التجا کی (اے میرے رب) آپ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور ان کو ملک عظیم عطا کیا اور آپ نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہم کلامی کی۔ اور آپ نے داود علیہ السلام کو عظیم حکومت عطا کی اور آپ نے ان کے لئے لوہے کو نرم کر دیا اور ان کے لئے آپ نے پہاڑوں کو مسخر فرمایا۔ اور آپ نے سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم عطا کیا اور ان کے لئے پہاڑوں کو اور جن وانس کو مسخر فرمایا اور ان کے لئے آپ نے شیاطین کو اور ہواؤں کو مسخر فرمایا اور ان کو ایسا اقتدار عطا فرمایا جو ان کے بعد کسی کے شایانِ شان ہی نہیں ہے۔ اور آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کو توراۃ وانجیل سکھائی اور ان کو ایسا بنایا کہ مادر زاد اندھوں کو اور کوڑھی کو تندرست کر دیتے تھے اور مُردوں کو زندہ کر دیتے تھے آپ کے حکم کے ساتھ۔ اور آپ نے اس کو پناہ دی اور اس کی ماں کو بھی شیاطین سے، شیطان کو ان دونوں پر کوئی چارہ کار نہیں تھا۔

ان کے رب نے ان سے کہا کہ میں نے آپ کو اپنا خلیل بنالیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ توراۃ میں خلیل الرحمٰن لکھے ہوئے ہیں۔ اور اللہ نے فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ کو تمام لوگوں کی طرف بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے اور میں نے تیرا سینہ کھول دیا ہے اور تیرا بوجھ ہلکا کر دیا ہے اور تیرا ذکر بلند کر دیا ہے۔ میرا ذکر اکیلا نہیں ہوتا بلکہ آپ کا ذکر بھی میرے ذکر کے ساتھ ہوتا ہے اس سے آپ کی مراد اذان میں ذکر مراد ہے۔ اور میں نے آپ کی اُمت کو بہتر امت بنایا جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی اور آپ کی امت کو اُمتِ وسط بنایا۔ اور آپ کی امت کو ایسا بنایا کہ وہ اول ہیں اور وہ آخر ہیں اور میں نے آپ کی اُمت کو ایسے لوگ بنایا ہے کہ ان کے دل ان کی اناجیل ہیں اور میں نے آپ کی امت کو ایسا بنایا ہے کہ ان پر کوئی پیغام اثر نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ آپ میرے بندے ہیں اور میرے رسول ہیں۔ اور میں نے آپ کو نبیوں میں سے تخلیق میں اول اور بعثت میں آخری بنایا ہے اور میں نے آپ کو سات آیات بار بار پڑھی جانے والی عطا کی ہیں جو کہ میں نے آپ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کیں۔ اور میں نے آپ کو سورۃ بقرۃ کی آخری آیات عطا کی ہیں اس خزانے میں سے جو عرش کے نیچے ہیں اور وہ میں نے آپ سے قبل کسی نبی کو عطا نہیں کی ہیں۔ میں نے آپ کو آغاز کرنے والا اور اختتام کرنے والا بنایا ہے۔

مجھے رحمۃ للعٰلمین بنایا .... (راوی) کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے فضیلت بخشی۔ اس نے مجھے رحمۃ اللعالمین بنایا ہے اور سارے لوگوں کے لئے بشیر ونذیر بنایا ہے اور میرے دشمن کے دل میں مہینے بھر کی مسافت دور سے میرا رعب ڈال دیا ہے۔ اور میرے لئے غنیمتیں حلال کر دی ہیں جو کہ مجھ سے قبل کسی کے لئے حلال نہیں کی گئی تھیں۔ اور پورے روئے زمین کو میرے لئے مسجد بنا دیا ہے اور پاک بنا دیا ہے (کہ کہیں بھی نماز پڑھ سکتے ہیں (سوائے ناپاک جگہ کے) اور مجھے کلام کے آغاز دیئے گئے ہیں اور اس کے عمدہ اختتام دیئے گئے ہیں اور جامع کلام دیا گیا ہے۔ اور میری اُمت مجھ پر پیش کی گئی اس کیفیت کے ساتھ کہ مجھ پر کوئی بھی مخفی نہیں رہا نہ تابعداری کرنے والا نہ وہ جس کی تابعداری کی گئی۔ اور میں نے ان کو دیکھا ہے کہ وہ ایسی قوم پر آئے جو بالوں کی جوتیاں بناتے ہیں اور میں نے ان کو دیکھا ہے کہ وہ ایسی قوم پر آئے ہیں جن کے چہرے چوڑے ہیں اور آنکھیں چھوٹی ہیں گویا کہ ان کی آنکھیں سوئی کے ساتھ سی دی گئی ہیں، مجھ پر مخفی نہیں رہی یہ بات کہ وہ میرے بعد کس چیز سے دوچار ہوں گے۔ اور مجھے پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا اور میں موسیٰ کے پاس لوٹا۔

راوی نے حدیث ذکر کی اس حدیث کے مفہوم کے ساتھ جس کو ہم نے روایت کیا ہے پکی اسنادوں کے ساتھ۔علاوہ ازیں انہوں نے اس کے آخر میں ذکر کیا ہے کہ ان سے کہا گیا آپ ﷺ پانچ نمازوں پر صبر کریں بے شک ان کو بدلہ ملے گا تجھ سے پانچ کے بدلے میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام ان پر سخت تھے جب حضور ﷺ ان کے پاس گذرے اور بہتر بھی تھے سب سے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس لوٹے۔(مجمع الزوائد ۱/ ۶۸)

سورج کا واپس ہونا .... (۴۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اسباط بن نصر ہمدانی نے اسماعیل بن عبدالرحمٰن قرشی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو سیر کرائی گئی اور انہوں نے اپنی قوم کو خبر دی قافلے کے شرکاء اور رفقاء کی۔ اور قافلے میں اس کی علامت اور نشانی کے بارے میں، تو لوگوں نے پوچھا کہ قافلہ کب پہنچے گا۔ جب وہ دن آیا تو قریش نے ایڑیاں اُٹھا اُٹھا کر قافلے کو دیکھا اور اس کا انتظار کیا۔ جب سورج ڈھلنے لگا مگر قافلہ نہ پہنچا تو نبی کریم ﷺ نے دعا کی۔ چنانچہ آپ ﷺ کے لئے دن میں ایک گھنٹے کا اضافہ ہو گیا اور سورج آپ کے مقصد پر رُک گیا۔ سورج کسی کے لئے واپس نہیں لوٹایا گیا مگر حضور ﷺ کے لئے اس دن اور حضرت یوشع بن نون کے لئے جس دن اُس نے سرکشوں کے ساتھ جمعہ کے دن جہاد کیا تھا۔

جب سورج پیچھے آیا تو ان کو اندیشہ ہوا کہ شاید یہ غروب ہو جائے گا ان کے فارغ ہونے سے قبل اور سبت داخل ہو جائے گا اس میں۔ ان کے لئے قتال کرنا ان کے ساتھ حلال نہیں ہو گا انہوں نے اللہ سے دعا کی لہٰذا اللہ نے ان کے لئے سورج کو واپس کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ ان کے ساتھ قتال سے فارغ ہو گئے۔(سیرۃ شامیہ ۳/۱۳۳)

(مصنف کہتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں تحقیق روایت کی گئی ہیں معراج میں دیگر روایات بھی بعض ان میں سے حدیث ابوحذیفہ بھی ہے یعنی اسحٰق بن بشر نے ابن جریج سے اس نے مجاہد سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور اسحاق بن بشر متروک ہے، جس روایت میں وہ منفرد اور اکیلا ہو، اس کے ساتھ خوشی نہیں ہوتی۔

اور بعض ان میں سے حدیث اسماعیل بن موسیٰ قواریری ہے۔ انہوں نے روایت کی ہے عمر بن سعد مصری سے اور یہ ایسی روایت ہے جس کا راوی مجہول ہے اور اسناد منقطع ہے۔

(۴۸) اور ہمیں خبر دی ہے اس کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عبدان بن یزید بن یعقوب دقاق نے ہمدان میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن حسین صمدانی نے، ان کو ابواحمد اسماعیل بن موسیٰ مزاری نے، ان کو عمر بن سعد بصری نے بنونصر بن قُعین سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالعزیز نے اور لیث بن ابوسلیم نے اور سلیمان اعمش نے اور عطاء بن سائب نے۔ ان میں بعض اضافہ کرتے ہیں حدیث میں بعض پر روایت کرتے ہیں علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے۔ اور عبداللہ بن عباس سے اور محمد بن اسحاق بن یسار سے، اس نے اس شخص کو جس نے بیان کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور سلیمان سے یا سلمہ عقیلی سے، اس نے عامر شعبی سے اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، اس نے ضحاک بن مزاحم سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اُمّ ہانی کے گھر میں سوئے ہوئے تھے اور عشاء آخرہ پڑھ چکے تھے (اُمّ ہانی سے مروی اس روایت کو بیہقی، طبرانی نے، مسند ابویعلی و ابن عساکر نے ابوصالح کے طریق سے اور ابن اسحٰق سے دوسرے لفظ کے ساتھ روایت کی ہے)۔

ابوعبداللہ نے کہا ہے کہ اس شیخ نے ہم سے کہا ہے اور حدیث ذکر کی ہے اور متن حدیث لکھا گیا ہے اس نسخے سے جو شیخ سے سنا گیا ہے۔ انہوں نے طویل حدیث ذکر کی ہے جس میں روح کی اور فرشتوں کی تعداد مذکور ہے۔ اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ جو اللہ کی قدرت سے بعید نہیں ہے۔ اگر روایت صحیح ہو اور اثبات سیر اور اثبات معراج کے بارے جو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں ابوہارون عبدی سے، اس میں کفایت ہے۔ وباللہ التوفیق۔

(۲۸) ہمیں خبر دی ابوعثمان اسماعیل بن عبدالرحمٰن نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابونعیم احمد بن محمد بن ابراہیم بزار نے ، ان کو ابوحمد بن بلال نے ، وہ کہتے ہیں کہ ابوالازہر نے کہا ہے کہ جابر بن ابوحکیم نے کہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے نیند میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا میں نے عرض کی یارسول اللہ! آپ کی اُمت کا ایک آدمی ہے اسے سفیان ثوری کہا جاتا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی ڈر نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لابأس به۔

(۲۹) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوہارون نے ابوسعید خدری سے اس نے آپ ﷺ سے اس رات کے بارے میں جس میں آپ کو سیر کرائی گئی کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آپ نے آسمان میں یہ دیکھا تھا (میں نے ان کو حدیث بیان کی) تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جی ہاں (یعنی میں نے دیکھا صحیح ہے)۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! بیشک آپ کی امت کے کچھ لوگ آپ کی طرف سے حدیث بیان کرتے ہیں عجیب عجیب چیزوں کے بارے میں۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ وہ قصہ گو اور واعظوں کی باتیں ہیں۔

باب ۹۰

ابتداء میں نماز کیسے فرض ہوئی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اسحاق بن یعقوب بن یوسف سوسی نے ، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن عوف نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالمغیرہ نے ، ان کو حدیث بیان کی اوزاعی نے ، وہ کہتے ہیں کہ زہری سے پوچھا گیا تھا کہ حضور ﷺ کے مکے سے مدینہ ہجرت کرنے سے پہلے نبی کریم ﷺ کی نماز کی کیا کیفیت تھی؟ انہوں نے بتایا کہ مجھے خبر دی عروہ بن زبیر نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے شروع میں جب نماز فرض کی تو دو دو رکعت فرض کی تھی۔ اس کے بعد حضر کی نماز کو مکمل کر دیا تھا (یعنی چار رکعت کر دیا تھا) اور مسافر کی نماز کو فرضیت اولیٰ پر برقرار رکھا۔ اسی طرح روایت کیا ہے اس کو اوزاعی نے اور اس کو روایت کیا ہے معمر نے زہری سے اس نے عروہ سے ، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر مکے میں نماز فرض کی گئی تھی دو دو رکعتیں۔ جب آپ ﷺ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو چار چار رکعت فرض کی گئیں اور سفر کی نماز بدستور دو دو رکعتیں باقی رکھی گئی تھیں۔ ابن خزیمہ ۱/۱۶۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی فیاض بن زبیر نے ، ان کو عبدالرزاق نے ، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی معمر نے ، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اور حدیث معمر میں ہے زہری سے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں اور یوں بھی روایت کی گئی ہے عامر شعبی سے اس نے مسروق سے ، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ مگر اس روایت میں چار رکعت سے استثناء ہے مغرب اور صبح کے بارے میں۔

اور حسن بن ابوالحسن بصری اس طرف گئے ہیں کہ ابتداء میں نماز فرض کی گئی تھیں اپنی تعداد کے مطابق۔ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابوطالب نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبدالوہاب بن عطاء نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے سعید بن ابوعروبہ نے قتادہ سے ، اس نے حسن سے۔ یہ کہ نبی کریم ﷺ جب اپنی قوم کے پاس نمازیں لے کر آئے تھے تو (کچھ دیر) ان سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ جب سورج ڈھل گیا آسمان کے بطن سے تو ان میں اعلان کیا گیا الصلوٰۃ جامعۃ۔

جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء نماز میں .... لہٰذا وہ لوگ اس اعلان کی طرف بھاگ کر آ گئے تھے اور اکھٹے ہو گئے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو چار رکعت ظہر کی نماز پڑھائی تھی۔ ان چار رکعتوں میں اعلانیہ قرأت نہیں کر رہے تھے (یعنی قرأت بالجہر نہیں کی تھی)۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے آگے کھڑے تھے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے آگے تھے۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء کر رہے تھے۔

اس کے بعد وہ علیحدہ ہو گئے یہاں تک کہ سورج نیچے آ گیا وہ تا حال سفید صاف تھا۔ پھر اعلان کیا گیا الصلوٰۃ جامعۃ۔ پھر وہ سب اس اعلان پر جمع ہو گئے پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی عصر کی نماز چار رکعتیں، نمازِ ظہر یعنی صلوٰۃ ظہر کے علاوہ۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے آگے تھے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے آگے تھے۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء کر رہے تھے۔

اس کے بعد حضور ﷺ لوگوں سے الگ ہو گئے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا اور ان میں اعلان کیا گیا الصلوٰۃ جامعۃ لہٰذا لوگ جمع ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو نمازِ مغرب پڑھائی تین رکعات۔ ان میں آپ ﷺ نے قراءت کی ہر دو رکعت میں، اعلانیہ اور ظاہر قراءت کی اور تیسری رکعت میں ظاہر قراءت نہیں کی۔ اور رسول اللہ ﷺ لوگوں کے آگے تھے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے آگے تھے۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء کر رہے تھے۔ اس کے بعد حضور ﷺ ان سے الگ ہو گئے۔ یہاں تک کہ شفق غائب ہو گئی اور عشاء کو آپ ﷺ نے مؤخر کیا۔ لہٰذا اب اعلان ہوا ان میں الصلوٰۃ جامعۃ۔ لوگ اس اعلان پر جمع ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو چار رکعت نمازِ عشاء پڑھائی۔ دو رکعتوں میں آپ ﷺ نے اعلانیہ قراءت کی اور دو رکعتوں میں نہیں کی۔ لوگ اپنے نبی کی اقتداء کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء کر رہے تھے۔

اس کے بعد لوگ سو گئے اور وہ نہیں جانتے تھے کہ کیا وہ اس پر زیادہ کریں یا نہ کریں حتیٰ کہ فجر طلوع ہو گئی۔ پھر ان میں اعلان ہوا الصلوٰۃ جامعۃ۔ لوگ اس اعلان پر جمع ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو دو رکعات پڑھائیں۔ ان دونوں میں انہوں نے اعلانیہ قراءت کی اور دونوں میں قراءت کو لمبا کیا۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے آگے تھے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے آگے تھے۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء کر رہے تھے۔ (اخرجہ البیہقی فی السنن الکبریٰ ۱/۳۶۲)

باب ۹۱

نبی کریم ﷺ نے سیدہ عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا بنتِ زمعہ کے ساتھ سیدہ خدیجہ کی وفات کے بعد اور مدینہ کی طرف ہجرت سے قبل شادی کی تھی اور حضور ﷺ کو خواب میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی صورت دکھادی گئی تھی اور یہ بھی کہ یہ آپ ﷺ کی بیوی ہوں گی

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل عطار نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج نے، ان کو حماد نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ شادی کی تھی بعد وفات خدیجہ رضی اللہ عنہا کے۔ اور آپ ﷺ کے مکہ سے خروج سے قبل اور میں اُس وقت سات یا چھ سال کی تھی۔ ہم لوگ

جب ہجرت کر کے مدینہ سے آگئے تو میرے پاس کچھ عورتیں آئیں اور میں اس وقت جھولے میں جھول رہی تھی اور میرے بال کانوں سے لٹکے ہوئے تھے۔انہوں نے مجھے تیار کیا اور بنایا سنوارا۔اس کے بعد وہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آگئیں اور میں اُس وقت نو سال کی تھی۔

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ،ان کو ابو القاسم طبرانی نے ،ان کو ابن ابو مریم نے ،ان کو فریابی نے ،ان کو سفیان نے ، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے ،اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے بیاہ کیا تھا جبکہ وہ چھ سال کی تھیں اور ان کے ساتھ صحبت کی جب وہ نو سال کی تھیں اور وہ حضور ﷺ کے پاس نو سال تک رہیں۔

نکاح کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ سال تھی .... (۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابو سعید بن ابو عمرو نے۔ دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے ،ان کو احمد بن عبد الجبار نے ،ان کو یونس بن بکیر نے ،ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے۔وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے تین سال بعد، جبکہ حضرت عائشہ اُس وقت چھ سال کی تھیں اور حضور ﷺ نے ان کے ساتھ صحبت کی تو وہ اس وقت نو سال کی تھیں۔ اور حضور ﷺ جب وفات پا گئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت اٹھارہ سال کی تھیں۔اس کو ابو اسامہ نے روایت کیا ہے ہشام بن عروہ سے ،اس نے اپنے والد سے۔وہ کہتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات حضور ﷺ کے مدینہ کی طرف خروج سے تین سال قبل ہوئی تھی اس کے بعد حضور ﷺ دو سال تک ٹھہرے رہے یا اس کے قریب قریب۔اور پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو وہ اس وقت چھ سال کی تھیں۔ پھر ان کے ساتھ جب صحبت کی تو وہ نو سال کی تھیں۔(صحیح مسلم ۲/ ۱۰۳۹۔فتح الباری ۹/ ۱۹۰)

اسی کو بخاری نے صحیح میں نقل کیا ہے بطور مرسل روایت کے، کہ ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے ،ان کو خبر دی احمد بن محمد نسوی نے ، ان کو حماد بن شاکر نے ،ان کو محمد بن اسماعیل نے ،ان کو عبید بن اسماعیل نے ،ان کو ابو اسامہ نے پھر اسی کو ذکر کیا ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابو سعید بن ابو عمرو نے۔ان دونوں نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے ،ان کو احمد بن عبد الجبار نے ،ان کو یونس بن ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے۔اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ دو مرتبہ مجھے خواب میں دکھائی گئی تھیں۔ میں نے دیکھا کہ کوئی آدمی آپ کو اُٹھالایا سفید ریشم کے اندر اور وہ کہتا ہے کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔اس کو کھول کر دیکھئے۔لہٰذا میں نے تمہیں دیکھا اور میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اس کو پورا کرے گا۔

بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں کئی طرف سے، ہشام بن عروہ سے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن داؤد درزاز نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو سھل بن زیاد قطان نے ،ان کو احمد بن عبد الجبار نے ،ان کو عبداللہ بن ادریس نے محمد بن عمرو سے ،اس نے یحییٰ بن عبد الرحمن سے۔وہ کہتے ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تو وہی خولہ بنت حکیم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ شادی نہیں کر لیتے؟ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کس کے ساتھ؟ عرض کیا اگر آپ چاہیں تو کنواری کے ساتھ کرادوں اور اگر آپ چاہیں تو غیر کنواری کے ساتھ کرادوں؟ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کنواری کون ہے؟ اور غیر کنواری کون ہے؟ سیدہ خولہ نے بتایا کہ کنواری تو اس شخص کی بیٹی ہے جو اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ آپ کو محبوب ہے (یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کی بیٹی)۔سیدہ عائشہ اور غیر کنواری سودہ بنت زمعہ ہے اور وہ آپ ﷺ کے ساتھ ایمان بھی لا چکی ہے اور آپ کی اتباع کرتی ہے۔

پیغام نکاح اُم رومان کے پاس .... حضور ﷺ نے (خولہ سے) فرمایا: آپ ان دونوں (کے گھر والوں سے) میرا ذکر کر کے دیکھنا۔ سیدہ خولہ کہتی ہیں کہ میں اُم رومان (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ) کے پاس گئی اور میں نے کہا اے اُم رومان! اللہ نے کس قدر خیر تمہارے گھر میں نازل کی ہے اور برکت؟ اس نے پوچھا کہ وہ کون سی ہے؟ کہتی ہیں کہ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ عائشہ (کے بارے میں شادی کا) ذکر کر رہے تھے۔ اُم رومان نے کہا خولہ آپ انتظار کیجئے ابوبکر صدیق آنے والے ہیں۔

کہتی ہیں کہ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ اُم رومان نے ان سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کیا عائشہ کی شادی ان کے ساتھ ہو سکتی ہے؟ حالانکہ یہ تو ان کے بھائی کی بیٹی ہے۔ (میں نے جا کر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ابوبکر کا بھائی ہوں اور وہ میرا بھائی ضرور ہے مگر ان کی بیٹی کے ساتھ میری شادی ہو سکتی ہے۔ خولہ کہتی ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُٹھ کر چلے گئے تو بی بی اُم رومان نے مجھ سے کہا بے شک مطعم بن عدی نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگا تھا اپنے بیٹے کے لئے، اللہ کی قسم یہ وعدہ خلافی ہرگز نہیں کریں گے (ارادہ کرتی تھیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا)۔

کہتی ہیں کہ پھر مطعم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ کیا کہتے ہیں اس لڑکی کے بارے میں؟ انہوں نے کہا کہ میں ان کی والدہ سے مشورہ کرتا ہوں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُم رومان سے کہا تم اس بارے میں کیا کہتی ہو؟ کہتے ہیں کہ اس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ اگر ہم اس لڑکے کے ساتھ نکاح کر دیں اور آپ اس کے پاس جائیں گے اور آپ اس کو بھی اسی دین میں داخل کر لیں گے جس پر آپ ہیں۔ کہتی ہیں کہ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ آپ کیا کہتی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ جو کچھ کہہ رہی ہیں آپ سُن رہے ہیں۔

کہتی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اُٹھ گئے اور ان کے دل میں کوئی ایسی بات نہیں تھی یعنی وعدہ وغیرہ نہیں کیا۔ (خولہ) کہتی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے کہیئے کہ وہ آ جائیں۔ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آئے تو آپ نے ان کو مالک بنا دیا۔

خولہ کہتی ہیں اس کے بعد میں گئی سودہ بنت زمعہ کی طرف ان کے والد بڑے بزرگ تھے۔ وہ موسم اور مُصلے میں جانے سے بیٹھ چکے تھے۔ کہتی ہیں کہ میں نے ان کو جا کر سلام کیا جاہلیت کے طریقے پر میں نے کہا انعم صباحاً، صبح بخیر۔ اس نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے بتایا کہ میں خولہ بنت حکیم ہوں۔ اس نے مجھے خوش آمدید کہا اور کچھ باتیں کیں۔

میں نے کہا کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب سودہ بنت زمعہ کا ذکر کر رہے تھے یعنی رشتہ مانگ رہے تھے۔ اس نے کہا کہ 'کُفُو' کریم'، کہ کفو تو عزت دار ہے۔ اس نے پوچھا کہ تیری سہیلی کیا کہتی ہے میں نے کہا وہ تو پسند کرتی ہے۔ اس نے کہا کہ ان سے کہو آ جائیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے اور انہوں نے اس کو اس کا مالک بنا دیا۔ کہتی ہیں کہ عبد بن زمعہ (یعنی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بھائی) آئے تو انہوں نے یہ سن کر افسوس کے مارے سر میں مٹی ڈال لی۔ (پھر بعد میں مسلمان ہو گئے) تو مسلمان ہونے کے بعد کہتے تھے کہ میری بقا کی قسم میں بے وقوف تھا جس دن میں نے اس بات پر سر میں مٹی ڈال لی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے سودہ سے شادی کر لی ہے۔

یہ الفاظ ابوالعباس کی حدیث کے ہیں۔

☆☆☆

باب ۹۲

نبی کریم ﷺ کا اپنے آپ کو قبائل عرب کے آگے پیش کرنا

اور اپنے رب کے پیغام کو پہنچانے میں آپ ﷺ کو اذیّت دینا تا وقتیکہ اللہ نے اہلِ مدینہ کے انصار کو یہ عزت بخشی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ساتھ اس کے اعزاز کا اور اس کے دین کو غالب کرنے کا جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کرنے میں جن آیات کا ظہور ہوا اور ان کی نشانیوں کے ظہور کے ساتھ اللہ نے ان کو جو عزت بخشی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن بکیر بن عبدالرزاق نے، ان کو ابوداود بجستانی نے، ان کو محمد بن کثیر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسرائیل نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالحسین بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن اسحٰق بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوکریب نے، ان کو حدیث بیان کی مصعب نے اسرائیل بن یونس سے، اس نے عثمان بن مغیرہ سے اس نے سالم بن ابوالجعد سے، اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ موقف پر (اڈے پر، ڈیرے پر) اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے پیش کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کوئی آدمی ایسا ہے جو مجھے اپنی قوم کے پاس لے چلے۔ بیشک قریش نے مجھے منع کر دیا ہے اس بات سے کہ میں اپنے رب کا کلام پہنچاؤں۔ مصعب بن مقدام نے اپنی روایت میں اضافہ کر دیا ہے کہتے ہیں کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا ہمدان سے، اس نے کہا کہ میں لے جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیری قوم کے پاس حفاظت کا انتظام ہے؟ اور اس سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا ہمدان سے۔ اس کے بعد وہ ہمدانی آدمی ڈر گیا کہ کہیں اس کی قوم اس کی بات نہ مانے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میں ان کے پاس جاتا ہوں اور ان کو بتاتا ہوں۔ اس کے بعد آئندہ سال میں آپ کو آکر ملوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھی بات ہے اور رجب کے مہینے میں انصار کا وفد آگیا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ جوہری نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عتبہ نے ان کے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے، ان کو ان کے دادا نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر حِزامی نے، ان کو محمد بن فلیح نے، ان کو موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے۔ اور یہ الفاظ ہیں حدیث قطان کے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان سالوں میں اپنے آپ کو قبائل عرب پر پیش کرتے تھے۔ ہر موسم میں اور ہر قوم کے معزز آدمی سے بات کرتے تھے۔ وہ ان سے صرف اسی بات کا مطالبہ کرتے تھے کہ وہ ان کا خیال کریں اور ان کی حفاظت کریں۔ اور آپ ﷺ فرماتے تھے کہ میں تم میں سے کسی شخص کو کسی شئی پر زبردستی نہیں کروں گا جو شخص تم میں سے راضی ہو اس دعوت پر جس کی طرف میں اس کو دعوت دوں اور جو میری دعوت پر راضی نہیں ہوگا میں اس کو مجبور نہیں کروں گا۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ لوگ میرا تحفظ کرنا اس خطرے سے جو میرے ساتھ قتل کا ارادہ کیا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اپنے رب کے پیغامات پہنچا دوں اور اللہ میرے لئے اور میرے ساتھیوں کے لئے کوئی فیصلہ فرما دے جو وہ چاہے۔ لیکن (باوجود اپنے آپ کو پیش کرنے کے قبائل کے معززین میں سے کسی نے) آپ ﷺ کی پیشکش قبول نہ کی اور نہ ہی ان قبائل

میں سے کوئی آیا آپ کے پاس۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے کہا کہ ان کی قوم آپ کے بارے میں بہتر جانتی ہے۔ اور لوگوں نے کہا کہ کیا سمجھتے ہو کہ وہ آدمی ہماری اصلاح کرے گا جو اپنی قوم کو بگاڑ بیٹھا ہے اور وہ اس کو پھینک چکے ہیں۔ مگر یہ سعادت اللہ نے درحقیقت انصار کے لئے بچا کر رکھی تھی اللہ نے انہی کو اس کا شرف عطا کیا۔

طائف میں قبیلہ ثقیف کو دعوت اسلام دینا .... جب ابوطالب کی وفات ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ پر مصیبت ٹوٹ پڑی جو شدید ترین تھی۔ لہٰذا آپ ﷺ نے طائف میں آباد قبیلہ ثقیف کی طرف جانے اور جا کر ان کو دعوت دینے کا ارادہ کیا اس اُمید کے ساتھ کہ وہ آپ کو اپنے پاس جگہ دیں گے اور پناہ دیں گے۔ آپ ﷺ نے تین افراد پائے ان میں سے جو ثقیف کے سردار تھے اُس وقت اور وہ تینوں بھائی تھے۔ عبدیالیل بن عمرو اور مسعود بن عمرو اور حبیب بن عمرو۔ حضور ﷺ نے ان پر اپنے آپ کو پیش کیا اور ان کے آگے آزمائش کی شکایت کی اور اس کی جو ان کی قوم ان پر غالب آگئی تھی۔ ان تینوں میں سے ایک نے کہا اگر اللہ نے تجھے کسی شئی کے ساتھ بھیجا ہوتا تو میں کعبے کے غلاف کو پھاڑ دیتا (مطلب یہ تھا کہ نعوذ باللہ آپ ﷺ رسول نہیں ہیں)۔

دوسرے نے کہا کیا اللہ اس بات سے عاجز آگیا تھا کہ وہ تیرے سوا کسی اور کو رسول بنا کر بھیج دیتا۔ تیسرے نے کہا اللہ کی قسم میں آج کی اس مجلس کے بعد کبھی بھی تم سے بات نہیں کروں گا۔ اس لئے کہ اللہ کی قسم اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کا شرف و مرتبہ وحق اس سے بہت بڑا ہے کہ میں آپ سے کلام کروں۔ اور اگر آپ اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں تو آپ بدتر ہیں اس قابل ہیں کہ میں آپ سے کلام کروں۔

اور حضور ﷺ کے ساتھ مسخریاں کیں اور اپنی قوم میں پھیلا دیا کہ لوگ ان کے پاس اور ان کے راستے پر دونوں طرف لائن بنا کر کھڑے ہوگئے جب رسول اللہ ﷺ گذرے ان کے درمیان سے تو قدم قدم پر وہ ان کو پتھر مارتے جو انہوں نے جمع کئے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے آپ ﷺ کے دونوں قدم لہولہان کر دیئے۔ کسی طرح جب آپ ان انسان نما مجسم شیطانوں سے بچ کر نکلے تو آپ کے دونوں قدموں سے خون بہہ رہا تھا۔ آپ وہاں کے باغوں میں سے کسی باغ میں چلے گئے وہاں جا کر کسی چھپر کے نیچے بیٹھ گئے سایہ حاصل کرنے کے لئے۔ حالت یہ تھی آپ ﷺ شکستہ دل تھے، کرب میں مبتلا تھے، درد سے کراہ رہے تھے، جسم سے خصوصاً پیروں سے خون بہہ رہا تھا (مگر رحمۃ للعالمین ﷺ اپنے مشن کی تکمیل کے لئے سراپا استقامت بےتاب تھے)۔

کہیں سے عقبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اسی حویلی اور باغ میں موجود تھے۔ حضور ﷺ نے ان کو وہاں دیکھا تو پریشان ہوگئے کیونکہ وہ دونوں آپ کے مشہور ترین دشمن تھے۔ آپ ﷺ ان کی دشمنی کو اچھی طرح جانتے تھے جو انہیں اللہ اور رسول کے ساتھ تھی۔ ان دونوں نے جب حضور ﷺ کو دیکھا آپ کے پاس ایک غلام کو بھیجا جس کا نام عداس تھا وہ عیسائی تھا، اہلِ نینوی میں سے۔ اس کے پاس کچھ انگور تھے جب وہ حضور ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا اے عداس! آپ کا تعلق کون سی سرزمین سے ہے؟ اس نے بتایا کہ میں اہلِ نینوی میں سے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا اس نیک مرد یونس بن متی کے شہر کے ہو۔ عداس نے آپ سے کہا آپ کو کیسے معلوم ہے یونس بن متیٰ کے بارے میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ ایسے آدمی تھے کہ کسی کو حقیر نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس کو اپنے رب کا پیغام پہنچاتے تھے میں بھی اللہ کا پیغام پہنچانے والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یونس بن متیٰ کے بارے میں خبر دی ہے۔

جب آپ ﷺ نے اس کو یہ خبر دی کہ اللہ نے مجھے یونس بن متیٰ کے بارے میں خبر دی ہے تو عداس رسول اللہ ﷺ کے سامنے سجدے میں گر گیا اور وہ آپ کے پیروں کو چومنے لگ گیا حالانکہ پیروں سے خون بہہ رہا تھا۔ اُدھر سے جب عقبہ اور شیبہ نے یہ منظر دیکھا تو وہ سہم کر بیٹھ گئے۔ جب وہ واپس ان کے پاس گیا تو انہوں نے پوچھا کہ کیا بات ہے تم نے محمد کو سجدہ کیوں کیا ہے؟ اور ان کے پیروں کو کیوں چوما؟ ہم نے تو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ ہم میں سے کسی کے سامنے سجدہ کرتے ہوں یا قدم بوسی کرتے ہوں۔ اس نے کہا کہ یہ ایک نیک آدمی ہے اس نے مجھے ایک بات کی خبر دی ہے جس سے میں نے پہچان لیا ہے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خبر دی ہے جس کو اللہ نے ہم لوگوں کی طرف بھیجا تھا۔ وہ شخص

حضرت یونس بن متیٰ علیہ السلام تھے۔عقبہ اور شیبہ دونوں اس غلام پر ہنس پڑے۔ ان دونوں نے کہا بچنا، خیال کرنا کہیں یہ شخص تجھے تیری عیسائیت سے بھی نہ گمراہ کردے یہ بہت بڑا دھوکہ دینے والا آدمی ہے۔لہٰذا حضور ﷺ اس کے بعد مکہ واپس آ گئے تھے۔
(البدایۃ والنہایۃ ۳/۱۳۶۔ابن ہشام ۲/۲۸۔۳۰)

رسول اللہ ﷺ نے تکلیف کے باوجود بد دعا نہیں کی .... (۳) ہمیں حدیث بیان کی امام ابوالطیب سہل بن محمد بن سلیمان نے بطور املاء کے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس اسماعیل بن عبداللہ میکالی نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن موسیٰ اہوازی نے، ان کو عمرو بن سواد سرحی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبداللہ بن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے یونس بن یزید نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے عروہ بن زبیر نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ انہوں نے ان کو حدیث بیان کی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کیا آپ کے اوپر کوئی ایسا وقت بھی آیا ہے جو آپ کے اُوپر زیادہ سخت ہو یوم اُحد سے؟

آپ ﷺ نے فرمایا اس سے زیادہ شدید دن وہ تھا جو میں نے تیری قوم سے تکلیف پائی تھی وہ یوم العقبہ تھا جب میں نے اپنے آپ کو عبد یالیل بن عبد کلال کے حوالے کیا تھا۔اس نے میری بات نہ مانی تھی جو میں اس سے توقع لے کر گیا تھا میں ناکام لوٹ گیا تھا میرے چہرے سے ناکامی اور غم نمایاں تھا۔جب مجھے ہوش آیا تو میں مقام ثعالب میں تھا۔میں نے سر اُٹھایا تو میں نے دیکھا کہ ایک بادل مجھ پر سایہ کئے ہوئے ہے۔میں نے پھر دیکھا تو وہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔اس نے مجھے آواز دی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا جواب سن لیا ہے جو انہوں نے آپ کو دیا ہے اور ان کا قول سن لیا ہے۔

اللہ نے آپ کے پاس مَلَکُ الجِبال کو بھیجا ہے کہ آپ ان کے بارے میں جو چاہیں اس فرشتے کو حکم دے دیں۔اس کے بعد مجھے مَلَکُ الجِبَال نے آواز دی اور مجھے اس نے سلام کہا۔اور کہا کہ اے محمد! اللہ نے آپ کی قوم کا قول سن لیا ہے، میں ملک الجبال ہوں۔مجھے آپ کے ربّ نے آپ کے پاس بھیجا ہے اس لئے کہ آپ جو چاہیں ان کے بارے میں مجھے حکم دیں۔اگر آپ چاہیں تو ہم دونوں پہاڑوں کو جبل ابوقبیس کو اس کے سامنے کے پہاڑ کو آپس میں ملا دیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں ایسا میں نہیں چاہتا بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے شریروں میں سے، یا کہا تھا کہ ان کے اصلاب اور پشتوں میں سے ایسے لوگ پیدا کردے گا جو محض اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن یوسف سے، اس نے ابن وہب سے۔

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے عمرو بن سواد سے وغیرہ سے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زہری نے کہ رسول اللہ ﷺ بنوکندہ کے پاس گئے ان کے گھروں میں وہاں کا سردار بھی تھا اسے ملیح کہتے تھے آپ ﷺ نے ان کو اللہ کی طرف دعوت دی اور اپنے آپ کو ان کے آگے پیش کیا۔انہوں نے آپ ﷺ کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

اس کے بعد آپ ﷺ ایک اور قبیلے کے پاس گئے بنوکلب میں، ان کو بنوعبداللہ کہا جاتا تھا۔آپ ﷺ نے ان لوگوں سے کہا اے بنوعبداللہ! اللہ نے تمہارے باپ کا بہت نام بنایا تھا لیکن انہوں نے بھی آپ کی وہ دعوت قبول نہ کی جو آپ ﷺ نے ان پر پیش کی تھی۔
(ابن ہشام ۲/۳۲۔۳۳)

حدیث سوید بن صامت (یعنی قصہ سوید)

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحٰق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ انصاری نے اپنی قوم کے شیوخ سے۔ انہوں نے کہا کہ سوید بن صامت جو بنی عمرو بن عوف کے بھائی ہوتے تھے حج یا عمرہ کرنے کے لئے مکہ میں آئے تھے۔ اور سوید کو ان کی قوم والے اپنے اندر "الکامل" کا نام دیتے تھے ان کی عمر کے اعتبار سے بھی اور قوت ومضبوطی کے اعتبار سے بھی اور شعر گوئی میں بھی۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس کے درپے ہوئے اور اس کو اللہ کی طرف اور اسلام کی طرف دعوت دی۔ سوید نے کہا شاید وہ جو تیرے پاس اسی جیسی ہے جو میرے پاس ہے (یعنی کتاب وغیرہ)۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا وہ کیا ہے جو تیرے پاس ہے؟ یعنی صحیفۂ لقمان (اس کی مراد تھی حکمتِ لقمان یعنی فہم وفراست ودانائی کی باتیں)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ اس کو میرے آگے پیش کردیں (یعنی میرے سامنے بیان کریں)۔ چنانچہ سوید بن صامت نے وہ مضمون یا معلومات حضور ﷺ کے آگے بیان کیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلام اچھا ہے مگر جو میرے پاس ہے وہ اس سے افضل ہے۔ وہ تو قرآن ہے جس کو اللہ نے مجھ پر اُتارا ہے، وہ ہدایت ہے اور نور ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے آگے قرآن مجید تلاوت کیا اور اس کو اسلام کی دعوت دی۔ وہ آپ ﷺ سے دور نہ ہوا بلکہ کہنے لگا کہ یہ قول حسن ہے۔ اس کے بعد وہ واپس لوٹ گیا اور مدینے میں اپنی قوم کے پاس آیا۔ پس زیادہ دیر نہ ٹھہر سکا کہ قبیلہ بنو خزرج والوں نے اس کو قتل کردیا۔ اور اس کی قوم کے لوگ کہتے تھے، ہم سمجھتے تھے کہ وہ جب قتل ہوا تو وہ مسلم تھا (یعنی اسلام لے آیا تھا یعنی اسلام قبول کر چکا تھا)۔ اور اس کا قتل جنگِ بعاث سے پہلے ہوا تھا۔ (بعاث ایک مقام ہے وہاں پر قبیلہ اوس اور خزرج والوں کی لڑائی ہوئی تھی)۔ (ابن ہشام ۲/۳۵)

حدیث ایاس بن معاذ اشہلی اور حدیث یومِ بعاث
یعنی قصہ ایاس اور بعاث کی لڑائی کا پس منظر

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو محمد بن اسحٰق نے، ان کو حصین بن عبدالرحمٰن بن سعید بن معاذ نے محمود بن سعید سے، اس نے بنوعبدالاشہل کے بھائی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ابوالخیر انس بن رافع مکہ میں آیا تو اس کے ساتھ بنوعبدالاشہل کے کچھ جوان تھے ان میں سے (ایک معروف شخص کا نام) ایاس بن معاذ تھا۔ وہ لوگ مکہ میں یہ مقصد لے کر آئے تھے کہ قریش سے درخواست کریں کہ وہ لوگ ان کے حلیف بن جائیں ان کی قوم کے خلاف خزرج سے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کی آمد کے بارے میں جب سنا تو وہ ان جوانوں کے پاس آئے (اللہ کا پیغام دینے کے لئے)۔ آپ ﷺ ان کے پاس بیٹھے اور ان سے کہا کیا تمہیں اس سے بہتر مقصد کی طرف دلچسپی ہوگی اور اسے سُنیں گے جو اس مقصد سے کہیں زیادہ بہتر ہے، جس کو لے کر تم لوگ یہاں آئے ہو۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے بتایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں مجھے اللہ نے اپنے بندوں کے پاس بھیجا ہے۔ میں ان کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں اور بلاتا ہوں کہ وہ عبادت صرف اللہ کی کریں اور اس کے ساتھ کسی بھی شے کو شریک نہ بنائیں اور اللہ نے مجھ پر کتاب اُتاری ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ان کے آگے اسلام کو پیش کیا اور ان کے آگے قرآن مجید تلاوت کیا۔

چنانچہ ایاس بن معاذ کہنے لگا حالانکہ وہ نوعمر جوان لڑکا تھا، اے میری قوم والو! اللہ کی قسم یہ بہتر ہے اس سے جس کے لئے تم آئے ہو۔ یہ سنتے ہی ابوالحیر انس بن رافع نے کنکریوں کی مٹھی بھر کر ایاس بن معاذ کے منہ پر ماری اور کہا کہ ہمیں الگ رہنے دیجئے اپنے آپ سے۔ میری بقاء کی قسم ہم اس کام کے لئے نہیں آئے ہیں بلکہ اس کے علاوہ کسی اور کام سے آئے ہیں لہٰذا وہ چپ ہو گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ بھی وہاں سے اُٹھ کر چلے گئے۔ اور وہ لوگ مدینہ واپس لوٹ گئے۔ اور بعاث کا واقعہ اوس اور خزرج قبیلوں کے مابین ہوا تھا اس کے بعد ایاس بن معاذ زیادہ دیر نہ رہ سکا بلکہ فوت ہو گیا۔ محمد بن کبیر کہتے ہیں کہ کہ مجھے خبر دی اس نے جو میری قوم میں سے میرے پاس حاضر ہوا کہ وہ لوگ ایاس بن معاذ سے سنتے رہے کہ وہ اللہ کا کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہتے رہے۔ اور اللہ کی بڑائی کرتے رہے یعنی اللہ اکبر، اللہ کی حمد کرتے رہے یعنی الحمد للہ اور اللہ کی پاکی بیان کرتے رہے یعنی سبحان اللہ، حتیٰ کہ مر گئے۔ اور اس کی قوم والے اس میں شک نہیں کرتے تھے بلکہ انہیں یقین تھا کہ وہ مسلمان ہو کر مرے ہیں۔ تحقیق اس نے اسلام کو شعوری طور پر سمجھ لیا تھا اسی مجلس میں جس وقت اس نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا جو کچھ بھی سنا تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن جعفر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، ان کو ابواسامہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ یومِ بعاث وہ دن تھا جس کو اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے مقدمہ اور پیش خیمہ بنایا تھا لہٰذا جب رسول اللہ ﷺ مدینے میں آئے تو اوس اور خزرج (دونوں بڑے قبائل کا زور ٹوٹ چکا تھا اور ان کی وحدت پارہ پارہ ہو چکی تھی) ان کی جماعت میں تفرقہ پڑ چکا تھا اور ان کے سردار مارے جا چکے تھے، کئی زخمی تھے۔ اللہ نے اس کو پیش خیمہ بنایا تھا اپنے رسول کے لئے اسلام میں ان کے دخول کے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبید بن اسماعیل سے اس نے ابواسامہ سے۔

(بخاری۔ حدیث ۳۷۷۷۔ فتح الباری ۷/۱۱۰۔ ابن ہشام ۲/۳۶)

حدیث ابان بن عبداللہ بجلی، رسول اللہ ﷺ کا اپنے آپ کو قبائل عرب پر پیش کرنا اور مفروق بن عمرو اور اس کے اصحاب کا قصہ

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن اسماعیل فقیہ شاشی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن صاحب بن حمید شاشی نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عبدالجبار بن کثیر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بشر یمانی نے ابان بن عبداللہ بجلی سے، اس نے ابان بن ثعلب بن عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے۔ انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا یہ کہ وہ اپنے آپ کو قبائل عرب پر پیش کریں تو حضور ﷺ نکلے، میں بھی آپ کے ساتھ تھا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی۔

ہم مجالس عرب میں سے ایک مجلس میں پہنچے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور وہ ہر خیر کے کام میں پیش پیش ہوتے تھے۔ وہ نسب دار آدمی تھے انہوں نے سلام کیا اور پوچھا کہ کون لوگ ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ربیعہ سے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کون سے ربیعہ ہو؟ کیا تم ان کے ہام سے ہو؟ یعنی لہازم سے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم ہامۃ عظمیٰ سے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم ربیعہ کی کون سی ہامۃ عظمیٰ سے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ذہل الاکبر سے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تم میں عوف بھی ہے جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وادی عوف میں کوئی حُر نہیں ہے۔ بولے کہ نہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تم میں جساس بن مُرّہ حامی زمار اور مانع جار ہے؟ وہ بولے کہ نہیں۔ پھر پوچھا کہ کیا تم میں بسطام بن قیس، ابولواء اور منتہی اَحیا ہے؟ بولے نہیں۔ پھر پوچھا کہ کیا تم میں حوفزان قاتل ملوک سالب النفس ہے؟ بولے نہیں ہے۔ پھر پوچھا کیا

تم میں مزدلف ہے؟ صاحب عمامہ فردہ۔ بولے نہیں۔ پھر پوچھا کہ کیا تم میں اخوال الملوک ہیں بنو کندہ میں سے؟ بولے نہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ کیا تم میں سے اصحاب الملوک ہیں لخم میں سے؟ بولے نہیں۔ تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر تم ذہل الاکبر میں سے نہیں ہو بلکہ تم ذہل الاصغر میں سے ہو۔ فرمایا کہ بنو شیبان کا ایک غلام جس کو دغفل کہتے تھے وہ ان کی طرف مڑ گیا جس وقت اس کا چہرہ سامنے آیا اور اس نے کہا۔

ان علی سائلنا ان نسله والعبو لا نعرفه او نجهله

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا تعارف کرایا .... بے شک ہمارے سائل پر لازم ہے کہ ہم بھی اس سے سوال کریں اور وہ ہمیں جواب دے)۔ اور ہمیں بھی پتہ چلے کہ ہم بھی اس کو جانتے ہیں یا اس سے بے علم ہیں۔ ارے صاحب آپ نے ہم سے پوچھا ہے اور ہم نے آپ کو جوابات دیے ہیں اور ہم نے آپ سے کچھ بھی نہیں چھپایا۔ آپ کون جوان ہیں؟ کس قبیلے سے ہیں؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں قریش میں سے ہوں۔ اس نوجوان نے کہا بس بس آپ اہلِ عزت اور اہلِ شرف ہیں، اہلِ قیادت وسیادت ہیں۔ آپ کون سے قریشیوں میں سے ہیں؟ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتایا میں اولاد تیم بن مُرَّہ میں سے ہوں۔ پھر اس جوان نے کہا اللہ کی قسم آپ کو تیر مارنے والے نے قدرت دے دی ہے برابر کی گہمائی سے۔

کیا تم میں سے قصی ہے جو بنو فہر کے تمام قبائل کو جمع کرتا ہے اور وہ شخص قریش مجمع کہلاتا تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ اس شخص نے پوچھا کیا تم میں سے ہشام ہے جو اپنی قوم کے لئے گوشت کے شوربے میں روٹی کوٹتا تھا اور مکہ کے مرد قحط زدہ دُبلے پتلے اور کمزور تھے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کہ تم میں شیبۃ الحمد ہے؟ عبدالمطلب آسمان کے پرندوں کو کھلانے والا جس کا چہرہ چاند کی مثل سخت اندھیری رات میں چمکتا تھا؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا آپ اہلِ افاضہ میں سے ہو لوگوں کے ساتھ؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ پھر اس نے پوچھا کہ آپ اہلِ حجابہ سے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ نہیں۔ اس نے پوچھا کہ کیا آپ اہلِ سقایہ میں سے ہیں؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کہ کیا آپ ندادة میں سے ہیں؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کہ پھر آپ اہلِ افادہ میں سے ہیں؟ کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُونٹنی کی مہار کھینچی رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرنے والے۔ اس نوجوان لڑکے نے کہا :

صادف درالسیل درایدفعه یهضبه حینا و حینا یصدعه

بہر حال اللہ کی قسم اگر آپ رُکتے تو میں آپ کو قریش کے بارے میں خبر دیتا۔ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ مسکرائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے ابو بکر تحقیق آپ اعرابی سے ہار گئے ہیں۔ انہوں نے کہا جی ہاں اے ابو حسن نہیں کوئی مصیبت مگر اس سے بڑھ کر اور مصیبت بھی ہوتی ہے۔ اور آزمائش وابستہ ہوتی ہے بولنے کے ساتھ۔

کہتے ہیں اس کے بعد ہم ایک دوسری مجلس تک گئے (جب وہاں گئے) تو ان پر سکتہ تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آگے آئے انہوں نے سلام کیا اور کہا کہ کس قوم کے لوگ ہیں؟ بولے کے شیبان بن ثعلبہ سے ہیں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان، یہ لوگ ناتجربہ کار ہیں۔ اور ان میں مفروق بن عمرو ہے اور ہانی بن قبیصہ ہے اور مثنی بن حارثہ اور نعمان بن شریک۔ اور مفروق ان سب سے حسن و جمال میں اور زبان میں زیادہ تھا اور ان سے غالب تھا۔ اور اس کے پاس دو تلواریں تھیں جو اس کے سینہ پر لٹکی رہتی تھیں اور بیٹھنے کے اعتبار سے لوگوں میں سے قریب تر تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کتنی تعداد ہے تم لوگوں کی؟ مفروق نے جواب دیا ہم لوگ ہزار افراد سے متجاوز ہیں اور ہزار افراد قلت کی وجہ سے ہرگز مغلوب نہیں ہوتے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہاری اسودہ حال کتنے ہیں؟ مفروق نے کہا کہ ہمارے اُوپر تنگی اور مشقت واقع ہے اور ہر قوم کے لئے تنگی اور مفلسی ہوا کرتی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے اور تمہارے دشمن کے درمیان جنگ کیسی ہوتی ہے؟ مفروق نے کہا بے شک ہم لوگ البتہ بہت سخت ہوتے ہیں غضب میں جب ہم دشمن سے ٹکراتے ہیں اور البتہ بڑے شدید ہوتے ہیں جب ہم

دشمن سے جنگ میں ملتے ہیں۔ باقی نصرت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے وہی اسے پھیرتا ہے ایک دفعہ ہمارے لئے تو دوسری بار ہمارے خلاف (یعنی ہمارے حریف کے لئے)۔ اس نے کہا کہ شاید آپ قریش کے بھائی ہوں۔ ابوبکر نے کہا تمہیں یہ خبر پہنچ چکی ہوگی کہ ہمارے اندر ایک اللہ کا رسول ہے آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ یہ ہیں۔ مفروق نے کہا ہمیں خبر پہنچی ہے کہ وہ یہ ذکر کرتا ہے۔ اچھا تو بتائیے پھر آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہو اے قریشی بھائی؟ رسول اللہ ﷺ آگے آئے اور آ کر بیٹھ گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے انہوں نے ان پر اپنے کپڑے کا سایہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم لوگوں کو ایک شہادت کی دعوت دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں ہے وہ اکیلا الہ ہے۔ اس کی الوہیت میں کوئی شریک نہیں ہے اور اس شہادت کی دعوت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ اور میں تم سے اس بات کی درخواست کرتا ہوں کہ تم لوگ میری مدد کرو اور مجھے اپنے پاس تحفظ فراہم کرو۔ بیشک مخالف ہو گئے اور زبردستی مخالفت کر رہے ہیں اللہ کے امر کی اور اللہ کے رسول کی تکذیب کر رہے ہیں اور قریش باطل کے ساتھ حق سے لاپرواہ ہو گئے ہیں حالانکہ اللہ ہی غنی ہے اور حمید ہے۔

مفروق نے پوچھا کہ اور آپ کس چیز کی طرف ہمیں بلائیں گے اور دعوت دیں گے اے قریشی بھائی۔ اللہ کی قسم میں نے اس سے زیادہ خوبصورت کلام نہیں سُنا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے سورۃ الانعام کی یہ آیات تلاوت کیں:

قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکو بہ تا لعلکم تتقون

فرما دیجئے تم لوگ آؤ میں تمہارے سامنے پڑھتا ہوں کہ اللہ نے تمہارے اُوپر کیا کیا حرام کر دیا ہے

(پڑھتے گئے) تتقون تک (پورا رکوع سنا دیا)۔ اس کے بعد مفروق نے سوال کیا اور کس چیز کی آپ ہمیں دعوت دیتے ہیں اے قریشی بھائی؟ (اس کے علاوہ دوسرے راویوں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ اس نے سُن کر کہا تھا اللہ کی قسم یہ کلام اہلِ زمین کا کلام نہیں ہے) اس کے بعد ہم لوگ اپنی روایت کی طرف واپس آتے ہیں)۔ فرمایا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھی عن الفحشآء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون

بیشک اللہ تعالیٰ عدل وانصاف کا اور احسان کا حکم دیتا ہے اور قرابت داروں کو دینے کا۔ اور وہ بے حیائی کے کاموں سے اور برے کاموں سے روکتا ہے اور بدکاری سے۔ اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔

مفروق بن عمرو نے کہا اللہ کی قسم آپ نے دعوت دے دی ہے اے قریشی بھائی مکارم اخلاق کی اور محاسن اعمال کی۔ البتہ تحقیق اُلٹی پھیری گئی ہے وہ قوم جنہوں نے آپ ﷺ کی تکذیب کی ہے اور جنہوں نے آپ ﷺ کی مخالفت کی ہے۔

اور مفروق نے چاہا کہ وہ اپنے ساتھ اپنے ایک اور ساتھی کو بھی شریکِ گفتگو کریں جن کا نام ھانی بن قبیصہ تھا۔ چنانچہ ان کا تعارف کراتے ہوئے کہنے لگے یہ صاحب ہانی ہیں یہ ہمارے شیخ ہیں بڑے ہیں اور ہمارے صاحب دین ہیں۔ ہانی نے بات کا آغاز کیا اور کہا اے قریشی بھائی میں نے تیری بات چیت سُنی ہے میں یہ خیال کرتا ہوں کہ اگر ہم اپنا دین چھوڑ دیں اور ہم تیری اتباع کر لیں تیرے دین کے لئے صرف ایک مجلس کے ساتھ جو آپ نے ہمارے ساتھ کی ہے جس سے پہلے بھی کوئی مجلس نہیں ہوگی بعد میں بھی۔ تو یہ ہماری رائے اور سوچ کی غلطی ہوگی اور انجام میں قلت نظر ہوگی۔ ہمیشہ غلطی عجلت کرنے کی وجہ سے ہی ہوتی ہے۔ ہمارے پیچھے ہماری قوم ہے ہم یہ بات پسند نہیں کریں گے کہ ہم ان پر کوئی عہد اور معاہدہ باندھ کر جائیں (جبکہ وہ موجود بھی نہ ہوں)۔ بلکہ ہم واپس جاتے ہیں آپ بھی واپس جائیں ہم بھی انتظار کرتے ہیں معاملے کی آپ بھی انتظار کریں۔ اور اس نے چاہا کہ وہ مثنی بن حارثہ کو بھی شریکِ گفتگو کرے۔ لہٰذا اس نے کہا (تعارف کراتے ہوئے) کہ یہ مثنی بن حارثہ ہے۔ یہ ہمارے شیخ ہیں اور ہمارے لئے اُمورِ جنگ کے ذمہ دار ہیں۔ مثنی بن حارثہ نے کہا میں نے آپ کی بات سنی ہے اے قریشی بھائی! اس بارے میں میرا جواب بھی وہی ہے جو ہانی بن قبیصہ کا ہے ہمارے دین چھوڑنے اور آپ کے دین کی متابعت کرنے کے بارے میں۔ نیز ہم لوگ جہاں آباد ہیں وہ دو پانیوں کی جگہ ہے (جہاں پر لوگ پانی لینے آتے ہیں)۔ ایک یمامہ ہے، دوسرا سمامہ۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ صریان کیا ہیں؟

(دو پانی سے کیا مراد ہے؟) اس نے بتایا کہ اس سے مراد کسریٰ کی نہریں ہیں اور عرب کے پانی۔ بہرحال جو کسریٰ کی نہروں میں سے ہو اس کے رہنے والوں کا گناہ ناقابلِ معافی ہے عذر غیر مقبول ہے۔ اور جو اس کے متصل ہے عرب کے پانیوں میں سے بس اس کے رہنے والوں کا گناہ قابلِ معافی ہے اور عذر قبول ہے۔

اور ہم لوگ ایک معاہدے پر اُترے ہوئے ہیں جو انہوں نے ہم سے لے رکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم لوگ نہ تو کوئی نئی چیز نکالیں گے اور نہ ہی کسی نئی بات نکالنے والے کو اپنے پاس جگہ دیں گے۔ اور بے شک میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ جس کی آپ ہمیں دعوت دے رہے ہیں اے قریشی بھائی! ایسا ہے جس کو بادشاہ پسند نہیں کریں گے۔ اور اگر آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ ہم آپ کو جگہ دیں اور آپ کی نصرت کریں اس نہر سے جو میاہ عرب سے متصل ہے تو ہم یہ کام کرلیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کس قدر برا کیا ہے تم نے جواب میں۔ جبکہ تم نے سچ کو خوب واضح کیا ہے (یعنی جان لیا ہے)۔ بیشک اللہ کا دین اسی کی نصرت کرتا ہے جو اس کو تمام اطراف و جوانب سے حفاظت کرے۔ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ تم نہیں ٹھہرو گے مگر تھوڑی سی مدت۔ یہاں تک کہ اللہ تمہیں ان کی سرزمین کا وارث بنا دے گا اور ان کے گھروں اور مالوں کا اور ان کی عورتوں کو تمہارے بستر بنا دے گا۔ کیا تم اللہ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہو؟ نعمان بن شریک نے کہا اے اللہ! یہ اسی لئے ہوا ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی :

انا ارسلناك شاهدا و مبشرا و نذيرا و داعيا الى الله و سراجا منيرا

اوس اور خزرج کے پاس جانا............ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھامے اُٹھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے اے ابوبکر! کون سا اخلاق ہے جاہلیت میں۔ اس میں اچھا کون سا ہے۔ اللہ اس کے ساتھ بعض کے خطرے کو رفع کرتا ہے اور اسی کے ساتھ وہ آپس میں ایک دوسرے سے بچتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہم لوگ اوس اور خزرج کی مجلس کی طرف گئے۔ ہم اس محفل سے ابھی اُٹھنے نہیں پائے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرلی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ خوش ہو رہے تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نسب داری پر۔ (دلائل النبوۃ ۱/ ۳۳۷)

ہم سے عبدالرحمٰن نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کہا حسن بن صاحب نے کہ مجھے سے یہ حدیث لکھی ابوحاتم رازی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ تحقیق اس کو روایت کیا ہے محمد بن زکریا غلابی نے بھی اور وہ متروک ہے شعیب بن واقد سے۔ اس نے ابان بن عبداللہ بجلی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد عمانی نے ان کو حدیث بیان کی محمد بن زکریا غلابی نے، ان کو شعیب بن واقد نے، ان کو ابان بن عبداللہ بجلی نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اور اسی کے مفہوم کے ساتھ۔ ور ایک اور اسناد کے ساتھ بھی مروی ہے جو کہ مجہول ہے۔ وہ مروی ہے ابان بن تغلب سے۔

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابومحمد جعفر بن عنبسہ کوفی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی محمد بن حسن قریشی نے، ان کو احمد بن ابونصر سکونی نے ابان بن عثمان احمر سے، اس نے ابان بن تغلب سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، س نے علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے، اس نے ذکر کیا ہے اس کو۔ اور کہا ہے کہ آپ ﷺ منیٰ کی طرف نکلے اور میں ان کے ساتھ تھا۔

حدیث سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما اور وہ آواز جو مکہ میں ہاتف غیبی سے سُنی گئی ان دونوں کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی نصرت کے بارے میں

ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابواحمد محمد بن محمد حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحٰق بن ابراہیم نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالاشعث نے، ان کو ہشام بن محمد بن سائب کلبی نے، ان کو عبدالحمید بن ابوعیسیٰ بن خیر نے۔ اسی طرح کہا اور وہ عبدالحمید بن بوعبس بن محمد بن خیر نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی قریشی کو یہ کہتے سنا جو جبل ابوقبیس پر رات کے وقت کہہ رہا تھا :

فان یسلم السعدان یصبح محمد بمکة لا یخشی خلاف المخالف

اگر دو سعد مسلمان ہو جائیں تو محمد ﷺ اس کیفیت میں ہوں گے کہ وہ کسی مخالف سے نہیں ڈریں گے۔

جب صبح ہوئی تو ابوسفیان نے کہا کہ سعد کون ہیں۔ کیا سعد بن بکر یا سعد بن ہذیم؟ جب دوسری رات ہوئی تو لوگوں نے اسی ہاتف کو یہ کہتے سنا:

ایایاسعد سعد الاوس کن انت ناصرًا ویاسعد سعد الحزرجین الغطارف

اے سعد! قبیلہ اوس والے آپ کے مددگار بن جائیں۔ اور اے سعد قبیلہ خزرج والے۔

اجیبًا الی داعی الهدی و تمنیا علی اللّٰه فی الفردوس مُنیة عارف

فان ثواب اللّٰه للطالب الهدی جنان من الفردوس ذات رفارف

دونوں سعد تم ہدایت کی دعوت دینے والے کی بات مانو، اس کا جواب دو۔ اللہ پر جنت الفردوس میں عارف کی تمناؤں کی اُمید کرو۔ کیونکہ اللہ کا اجر و ثواب طالب ہدایت کے لئے ہوتا ہے جو کہ جنت الفردوس کی صورت میں ہوتا ہے۔ وہ جنت جو قالینوں سے سجائی ہوئی ہے

جب صبح ہوئی تو ابوسفیان نے کہا اللہ کی قسم یہ سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ مراد ہیں۔ (البدایة والنہایة ۱۶۵/۳)

باب ۹۳

بیعتِ عقبہ اولیٰ اور موسمِ حج میں جو انصار رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ان کی اسلام پر بیعت

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل بن قطان نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عتبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے دادا نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب زہری سے نبی کریم ﷺ کے طائف کی طرف خروج کے قصہ میں۔ کہ رسول اللہ ﷺ مکے کی طرف واپس لوٹے جب موسم آ گیا تو انصار کی ایک جماعت نے آ کر حج کیا۔ ان میں معاذ بن عفرا اور اسعد بن زرارہ اور رافع بن مالک اور ذکوان اور عبادہ بن صامت اور ابوعبدالرحمٰن بن ثعلبہ اور ابوالہیثم بن تیہان اور عویم بن ساعدہ تھے۔ حضور ﷺ ان لوگوں کے پاس آئے اور ان کو اپنی خبر بتائی اور یہ بھی کہ اللہ نے ان کو نبوت و رسالت کے شرف کے ساتھ چُن لیا ہے۔ اور حضور ﷺ نے ان کے سامنے قرآن پڑھا۔

انہوں نے جب حضور ﷺ کا قول سنا تو اس کے ساتھ یقین کر لیا اور ان کے دل اس کے ساتھ مطمئن ہو گئے جو کچھ انہوں نے حضور ﷺ کے منہ سے سنا تھا۔ اور انہوں نے اس کو پہچان لیا جو کچھ وہ اہلِ کتاب سے حضور ﷺ کی صفت سنتے رہتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے حضور ﷺ کی تصدیق کر لی اور آپ کی اتباع کر لی۔ اور وہ اس طرح حضور ﷺ کے لئے خیر کے اسباب بن گئے جو آپ کے لئے اسباب بنائے گئے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے کہا آپ کو تو معلوم ہے کہ ہمارے ہاں قبیلہ اوس و خزرج میں اختلاف ہے اور خون ریزی ہو رہی ہے اور ہم اس پر حریص ہیں۔ گویا ہماری شدیدی خواہش ہے اس کی جو اللہ نے آپ کو رُشد سے نوازا ہے۔ ہم جذبہ خیر خواہی کے ساتھ آپ کے لئے کوشش کریں گے۔ اور ہم اپنی رائے سے

آپ کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ کا نام لے کر اپنی اسی حالت پر رک جائیں، ہم واپس جاتے ہیں اپنی قوم کے پاس ان کے آگے آپ کی حالت ذکر کرتے ہیں۔ اور ہم ان کو اللہ اور رسول کی طرف دعوت دیتے ہیں شاید اللہ تعالیٰ ان کے درمیان صلح کرا دے اور ان کے معاملے کو اتفاق سے ہمکنار کر دے۔ آج ہم لوگ ایک دوسرے سے ناراض ہیں اور ایک دوسرے سے بعید ہو گئے ہیں اور اگر آپ ابھی ہمارے پاس آجائیں گے تو نہ تو ہمارے مابین صلح ہے نہ ہی ہماری جماعت ہے بلکہ ہم آپ کو آئندہ سال کا وعدہ دیتے ہیں۔

مدینۃ الرسول ﷺ میں خفیہ دعوت .... حضور ﷺ اس مشورے پر راضی ہو گئے اور وہ لوگ واپس چلے گئے اپنی قوم کے پاس۔ انہوں نے جا کر خفیہ طریقے پر ان کو دعوت دی اور ان کو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بتایا اور اس نبوت ورسالت کے بارے میں بتایا جس کے ساتھ اللہ نے ان کو مبعوث فرمایا تھا۔ اور انہوں نے ان کے سامنے قرآن پڑھ کر سنایا۔ یہاں تک بہت کم کوئی گھر باقی رہا ہوگا انصار کے گھروں میں مگر ہر گھر میں کچھ نہ کچھ لوگ مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد ان لوگوں نے معاذ بن عفراء کو بھیجا اور رافع بن مالک کو یہ کہہ کر کہ آپ ﷺ ہمارے پاس اپنی طرف سے کوئی آدمی بھیجیں جو ہمیں دین سکھائے اور لوگوں کو کتاب اللہ کے ذریعے دعوت دے۔ وہ اس قابل ہوگا اور اس لائق ہوگا کہ اس کی اتباع کی جائے۔

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی خفیہ دعوتِ اسلام .... کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے پاس حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کو بھیجا جو بھائی تھے بنی عبدالدار بن قصی کے۔ وہ مدینے میں جا کر بنو تیم میں اسعد بن زرارہ کے پاس اُترے۔ انہوں نے جا کر خفیہ طریقے پر لوگوں میں دعوت چلائی اور اسلام پھیلایا اور اس کے ماننے والے زیادہ ہوئے۔ وہ اس سب کچھ کے باوجود سخت طریقے سے چھپا رہے تھے اپنے کام کو۔ پھر اسعد بن زرارہ وہ ابوامامہ تھے آئے اور مصعب بن عمیر۔ یہاں تک کہ وہ بیر بنو مرق پر آئے دونوں وہاں بیٹھ گئے اور انہوں نے انصار کے ایک گروہ کی طرف بندہ بھیجا۔ وہ لوگ خفیہ طریقے پر ان دونوں کے پاس آ گئے۔ جا کر دیکھا تو مصعب بن عمران سے باتیں کر رہے تھے اور ان کے آگے قرآن بیان کر رہے تھے۔ ان کے بارے میں سعد بن معاذ کو خبر ہو گئی۔ بعض لوگ کہتے ہیں بلکہ اُسید بن حضیر کو، وہ ان کے پاس آئے اپنے طمطراق میں۔ ان کے ہاتھ میں نیزہ تھا آئے تو آ کر ان کے اوپر کھڑے ہو گئے اور ابوامامہ سے یعنی اسعد بن زرارہ سے کہنے لگے کہ تم ہمارے گھروں میں اس اکیلے آدمی کو جو مسافر ہے جو وہاں سے بھگایا ہوا ہے، کیوں لائے ہو؟ بلاوجہ ہمارے ضعیفوں کو یہ بے وقوف بنائے گا اور ان کو اپنی طرف دعوت دے گا۔ میں آج کے بعد تمہیں نہ دیکھوں کہ تم ہمارے پڑوس میں برائی کرو۔ چنانچہ یہ لوگ وہاں سے اٹھ گئے اور واپس چلے گئے۔

پھر وہ بعد میں دوسری بار پھر اسی جگہ بیر بنو مرق پر یا اس کے قریب لوٹ آئے پھر دوبارہ سعد بن معاذ کو پتہ چل گیا۔ وہ پھر ان کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے آ کر پہلی بار سے زیادہ ان کو ڈرایا، دھمکایا۔ جب اسعد بن زرارہ نے اس کو کسی وقت نرم ہوتے دیکھا تو موقع پا کر اس سے بات کی۔ اس نے کہا اے میری خالہ کے بیٹے! آپ اس (آنے والے مہمان مسافر کی) بات تو سنیں۔ اگر آپ کوئی غلط اور بری بات سنیں تو آپ اس سے کوئی بہتر بات اس کو بتا دیں۔ اور اگر آپ اس سے حق اور سچ بات سنیں تو اس کی بات مان لیں۔ لہٰذا اس کے بھی دل کو یہ بات لگی اور اس نے کہا میاں تم کیا کہتے ہو؟ لہٰذا مصعب بن عمیر نے اس کے سامنے سورۃ الزخرف تلاوت کی۔

حٰمٓ و الکتب المبین انا جعلنا قراٰنًا ۵ عربیًا لعلکم تعقلون

یہ سن کر سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ نے کہا میں نہیں سنتا مگر وہی جس کو میں سمجھتا ہوں۔ سعد بن معاذ واپس لوٹ گیا حالانکہ اللہ نے اس کو ہدایت دے دی تھی مگر اس نے ان دونوں کے سامنے اپنے اسلام کو ظاہر نہ کیا بلکہ اپنی قوم میں لوٹ آیا۔ اس نے بھی عبدالاشہل کو اسلام کی دعوت دی اور ان کے آگے اس نے اسلام کو ظاہر کر دیا۔ اور کہا کہ جو تم میں سے اس میں شک کرے وہ اس سے زیادہ ہدایت والی چیز پیش کرے۔ اللہ کی قسم یہ ایسا معاملہ آ گیا ہے کہ جس میں گردنیں ماری جائیں گی۔ چنانچہ بنو عبدالاشہل مسلمان ہو گئے۔ سعد بن معاذ کے اسلام اور اس کی دعوت کے وقت۔ مگر صرف وہ جو قابلِ ذکر نہ ہو۔ لہٰذا سعد بن معاذ کا گھرانہ انصار کے گھرانوں میں سے وہ پہلا گھرانہ تھا جو پورے کا پورا مسلمان

ہوگیا تھا۔اس کے بعد بنونجار نے مصعب بن عمیر کونکال دیا اوراسعد بن زرارہ پرتشدد کیا تو پھر مصعب بن عمیر بھی سعد بن معاذ کی طرف منتقل ہوگئے پھر وہیں انہی کے پاس رہے اورامن کے ساتھ دعوت دیتے رہے۔اللہ نے ان کے ہاتھ پر ہدایت جاری کی۔یہاں تک کہ انصار کے گھروں میں سے کم ہی کوئی گھر باقی رہا ہوگا مگر ہر گھر سے انصار کے اشراف مسلمان ہوگئے۔اور عمرو بن جموح مسلمان ہوگئے۔انہوں نے اپنے بُت خود توڑ دیئے اور مسلمان اہلِ مدینہ میں زیادہ عزت سے رہنے لگے اور مصعب بن عمیر رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس گئے آپ مقری کہلاتے تھے(قاری اور معلم)۔اور ابن شہاب نے کہا کہ مصعب پہلے شخص تھے جنہوں نے مدینے میں مسلمانوں کے لئے جمعہ قائم کیا تھا رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے۔

اوراسی طرح ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے انصار کا قصہ خرجہ اولیٰ میں۔

اوراس کو ابن اسحٰق نے ذکر کیا ہے اپنے شیوخ سے زیادہ کامل اس کے ذکر سے اور ابن اسحٰق نے گمان کیا ہے کہ مصعب پہلا شخص تھا جو انصار کے اس گروہ سے پہلے بھی ملا تھا جو موسم میں مکہ آئے تھے جن میں اسعد بن زرارہ بھی تھے پھر واپس لوٹ گئے تھے۔پھر جب آئندہ سال جو موسم آیا تو انصار کے بارہ آدمی آئے تھے اور انہوں نے عقبہ میں حضور ﷺ سے ملاقات کی تھی اور حضور ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی اسی کا نام بیعت عقبہ اولیٰ ہے۔ان بارہ میں اسعد بن زرارہ بھی تھے اور عبادہ بن صامت بھی۔پھر انہی لوگوں کے ساتھ یا بعد میں حضور ﷺ نے مصعب بن عمیر کو بھیجا تھا۔

نیز ہم اللہ کے حکم کے ساتھ اس قصے کو مکمل طور پر نقل کریں گے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو احمد بن عبدالجبار عطاردی نے ، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحٰق بن یسار سے۔وہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب کرنے کا ارادہ فرمایا اور اپنے نبی کو عزت عطا کرنے کا اور ان کے ساتھ کئے گئے وعدے کو پورا کرنے کا تو حضور موسمِ حج میں دعوت دینے کے لئے نکلے جس میں انصار کی ایک جماعت نے آپ سے ملاقات کی تھی۔حضور ﷺ نے اپنے آپ کو قبائل عرب کے آگے پیش کیا تھا حسبِ عادت جیسے آپ پہلے بھی ہر موسمِ حج میں کرتے تھے۔اتفاق سے اس وقت آپ ﷺ عقبہ کے پاس تھے آپ کی ملاقات بنوخزرج کے آٹھ نو افراد سے ہوئی۔اللہ نے جن کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اپنی قوم کے شیوخ سے۔انہوں نے کہا جب ان کو رسول اللہ ﷺ ملے تو آپ نے ان سے پوچھا تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے بتایا ہم لوگ بنوخزرج میں سے ہیں۔آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا آپ لوگ یہود کے موالی ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔حضور ﷺ نے فرمایا آپ لوگ بیٹھیں گے میں آپ سے کلام کرتا ہوں۔انہوں نے کہا جی ہاں ہم بیٹھیں گے۔

یہود نبی مبعوث کے انتظار میں تھے .... کہتے ہیں کہ وہ لوگ حضور ﷺ کے پاس بیٹھے۔رسول اللہ ﷺ نے ان کو اللہ کی طرف دعوت دی اور ان پر اسلام پیش کیا اور ان پر قرآن تلاوت کیا۔یہ بات اس کے اسلام لانے میں معاون ثابت ہوئی کہ یہود ان کے شہروں میں ان کے ساتھ رہتے تھے اور وہ اہل کتاب تھے اور اہلِ علم تھے۔اور اوس وخزرج اہلِ شرک تھے بتوں کے پجاری تھے۔یہ لوگ اس پوزیشن میں تھے کہ جب ان کے درمیان کوئی بات ہو جاتی تو یہود ان سے کہتے اب ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے اس کی بعثت کا وقت ہو چکا ہے، ہم لوگ اس کی اتباع کریں گے اور ہم لوگ اس نبی کے ساتھ مل کر تم لوگوں کو قتل کریں گے قوم عاد ارم کے قتل کی طرح۔حضور ﷺ نے جب ان لوگوں کے گروہ سے بات چیت کی اور ان کو اللہ کی طرف دعوت دی تو وہ ایک دوسرے سے کہتے تھے اے قوم یقین کرو اور جان لو کہ اللہ کی قسم یہی وہ نبی ہے جس کے بارے میں یہودی تمہیں ڈراتے رہتے ہیں۔ لہٰذا یہودی اس کی طرف تم سے کسی طرح سبقت نہ کر جائیں۔انہوں نے نبی کی بات مان لی اور آپ کی طرف سے دعوت الی اللہ کی اجابت کر لی اور آپ ﷺ نے ان کے آگے جو اسلام پیش کیا تھا انہوں نے اسے قبول کر لیا۔ان لوگوں نے حضور ﷺ سے کہا بے شک ہم لوگوں نے اپنی قوم کو

چھوڑ دیا ہے کوئی قوم ایسی نہیں جن کے مابین اس قدر عداوت ہو اور اس قدر بُرائی ہو جس قدر ہماری قوم میں ہے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو آپ کی وجہ سے اکھٹا کر دے اور ان کو متحد کر دے۔ ہم ابھی اُن کے پاس جاتے ہیں اور ان کے آپ کے معاملے کی دعوت دیتے ہیں اور ہم ان پر وہ سب کچھ پیش کرتے ہیں جس کی ہم نے اس دین میں سے آپ کی اجابت کی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کو آپ کے اوپر متحد کر دے تو آپ ﷺ سے زیادہ مضبوط کوئی آدمی نہیں ہوگا۔

اس کے بعد وہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے واپس لوٹ گئے اپنے شہروں کی طرف، حالانکہ وہ ایمان لا چکے تھے اور تصدیق کر چکے تھے۔ (اہلِ سیرت) کے خیال میں وہ چھ فراد تھے بنوخزرج میں سے، ان میں سے کچھ خزرج میں سے تھے اور کچھ بنونجار میں سے۔ اسعد بن زرارہ یعنی ابوامامہ اور عوف بن مالک بن رفاعہ اور رافع بن مالک بن عجلان اور قطبہ بن عامر بن حدیدہ اور عقبہ بن زیاد اور جابر بن عبداللہ۔ ان کا نسب بھی مذکور ہے مگر میں نے اس کو مختصر کر دیا ہے۔

کہتے ہیں کہ جب یہ لوگ واپس مدینے پہنچے اپنی قوم کے پاس تو انہوں نے ان کے آگے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا اور اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی۔ یہاں تک کہ ان میں اسلام پھیل گیا۔ حتیٰ کہ انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر باقی نہ رہا، گھر گھر میں رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ ہونے لگا۔ جب اگلا سال آیا تو موسم میں انصار کے بارہ آدمی روانہ ہو گئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی عقبہ میں (گھاٹی)۔ یہی عقبہ اُولیٰ ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی جیسے قرآن میں عورتوں سے بیعت کی شرائط مذکور ہیں۔ یہ جنگ کی ان پر فرضیت نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے۔

اسعد بن زرارہ اور عوف اور معاذ حارث کے بیٹے اور رافع بن مالک اور ذکوان بن عبد قیس اور عبادہ بن صامت اور ریزید بن ثعلبہ، عباس بن عبادہ بن نضلہ اور عقبہ بن عامر اور قطبہ بن عامر اور ابوالہیثم بن تیہان اور عویم بن ساعدہ جوان کے حلیف تھے (یہ بارہ مذکورہ افراد تھے)۔
(ابن ہشام ۲/۳۷۔۴۱)

(۳) اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری اسفرائنی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو نصر بن علی نے، ان کو وہب بن جریر نے حازم سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ایک آدمی نے ان کی قوم میں سے کہ ان میں سے ایک گروہ نے جمرے کی رمی کی۔ اس کے بعد وہاں سے چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ سامنے آ گئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس کے بعد راوی نے حدیث کو ذکر کیا ہے روایت یونس کے مفہوم کے ساتھ مگر اس میں چھ شمار کیا گیا ہے عوف بن عفراء اور معاذ بن عفراء کو عوف بن مالک اور عتبہ بن عامر کے بدلے میں۔

بیعت نساء کے الفاظ پر بیعت .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو یزید بن ابوحبیب نے مرثد بن عبداللہ یزنی سے۔ اس نے ابوعبداللہ صنابحی سے، اس نے عبدالرحمٰن بن عُسیلہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبادہ بن صامت نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی لیلۃ العقبہ اولیٰ میں اور ہم بارہ آدمی تھے۔ میں ان بارہ میں سے ایک تھا۔ ہم نے ان کی بیعت کی تھی بیعت نساء کی طرح ان شرائط پر کہ ہم لوگ اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں کریں گے۔ ہم چوری نہیں کریں گے، زنا نہیں کریں گے، ہم اپنی اولادوں کو قتل نہیں کریں گے اور ہم دیدہ ودانستہ افتراء اور بہتان نہیں باندھیں گے اور کسی نیکی میں ہم حضور ﷺ کی نافرمانی نہیں کریں گے۔ یہ بیعت جہاد کی فرضیت سے پہلے تھی کہ اگر تم نے یہ شرائط پوری کر لیں تو تمہارے لئے جنت ہے اور اگر تم نے بیعت کرنے پر دھوکہ کیا تو تمہارا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ اگر وہ چاہے گا تو معاف کر دے گا اور اگر چاہے گا تو عذاب دے گا۔

(۵)　اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن حفیر نے ، ان کو یعقوب بن سفیان نے ، ان کو حسن بن ربیع نے ، ان کو ابن ادریس نے ، ان کو ابن اسحاق نے ، ان کو یزید بن ابوحبیب نے ، ان کو مرثد بن عبداللہ یزنی نے عبدالرحمٰن بن عسیلہ صنابجی سے ، ان کو عبادہ بن صامت نے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ بارہ افراد تھے عقبہ اولیٰ میں (بیعت کرنے والے) ۔

اس نے حدیث ذکر کی ہے مذکور کی مثل مگر اس نے یہ بات نہیں کی کہ یہ واقعہ جنگ کے فرض ہونے سے پہلے کا ہے ۔ اور اس کو ذکر کیا ہے جریر بن حازم نے ابن اسحٰق سے ۔

(۶)　اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو عبداللہ محمد بن یعقوب نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن محمد صیدلانی نے اور محمد بن نعیم نے اور محمد بن شاذان نے اور احمد بن سلمہ نے ، ان کو قتیبہ بن سعید نے ، ان کو لیث نے یزید بن ابوحبیب سے ، اس نے ابوالخیر مرثد سے ، اس نے صنابجی سے ، اس نے عبادہ بن صامت سے کہ میں نے کہا بے شک ان نقیبوں میں سے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان سے بیعت کی تھی ان شرائط پر کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے ۔ ہم چوری نہیں کریں گے ، زنا نہیں کریں گے اور ہم کسی نفس کو قتل نہیں کریں گے جس کو اللہ نے قتل کرنا حرام کیا ہے (مگر حق کے مطابق) ۔ اور لوٹ مار (ڈاکہ زنی کرنا) نہیں کریں گے ، اور نافرمانی نہیں کریں گے جنت کے بدلے میں اگر ہم کریں گے اور اگر ہم ان امور ممنوعہ میں سے کسی شے کا ارتکاب کریں گے تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہوگا ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں قتیبہ بن سعید سے ۔

(۷)　ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحٰق نے ، ان کو یوسف بن یعقوب نے ، ان کو نصر بن علی نے ، ان کو وہب نے ، ان کو ان کے والد نے ، ان کو ابن اسحٰق نے ۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ لوگ واپس چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر کو بھیجا ۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بھیجا تھا ان کے جانے کے بعد اور ان لوگوں نے حضور ﷺ کی طرف لکھا تھا کہ اسلام تحقیق ہمارے اندر پھیل چکا ہے آپ اپنے ساتھیوں میں سے ہماری طرف کسی آدمی کو بھیجیں جو ہمیں قرآن پڑھائے اور اسلام میں ہمیں سمجھ دے ۔ اور ہمیں اس کی سنتوں اور اس کے طریقوں کے لئے تیار کرے اور نماز میں ہماری امامت کرے ۔ لہٰذا آپ ﷺ نے مصعب بن عمیر کو بھیجا ۔ مصعب بن عمیر ابوامامہ اسعد بن زرارہ کے پاس اترتے تھے اور مدینے میں ان کا نام مقری پڑ گیا تھا اور ابوامامہ ان کو انصار کے گھروں میں لے جاتے تھے وہ ان لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے تھے اور ان میں سے جو مسلمان ہو جاتا اس کو دین کی سمجھ دیتے ۔ (ابن ہشام ۴۲/۲)

ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابوبکر نے اور عبداللہ بن مغیرہ بن معیقیب نے ۔ یہ کہ اسعد بن زرارہ مصعب بن عمیر کو ساتھ لے کر آ نکلے اور ان کو دار بنوظفر میں لے آئے اور دار بنی عبدالاشہل میں ۔ لہٰذا دونوں گھرانوں میں سے جو مسلمان تھے وہ دونوں کے پاس آئے اور سعد بن معاذ نے ان دونوں کے بارے میں سنا ۔ (ابن ہشام ۴۳/۲)

(۸)　اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو احمد بن عبدالجبار نے ، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے ، ان کو حدیث بیان کی یزید بن ابوحبیب نے ۔ وہ کہتے ہیں کہ جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے واپس ہٹے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر کو بھیجا ۔

معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے .... عاصم بن عمر بن قتادہ سے یہ کہ مصعب بن عمیر ان لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے ۔ یہ اس لئے کہ اوس اور خزرج ناپسند کرتے تھے کہ بعض ان کے بعض کی امامت کریں ۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے اور عبداللہ بن مغیرہ بن معیقیب نے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مصعب بن عمیر کو اس گروہ کے ساتھ بھیجا

مدینے کی طرف، جو بارہ افراد پر مشتمل تھا، جنہوں نے عقبہ اولیٰ میں حضور ﷺ سے بیعت کی تھی۔ مصعب اہلِ مدینہ کو دین سمجھاتے تھے اور ان کو قرآن پڑھاتے تھے۔ کہا کہ عبداللہ بن ابو بکر کہتے تھے میں نہیں جانتا کہ عقبہ اولیٰ کیا ہے۔ ابن اسحٰق نے کہا جی ہاں میری بقا کی قسم۔ البتہ تحقیق تھی عقبہ اور عقبہ (یعنی اولیٰ اور ثانیہ)۔ ان دونوں نے کہا مصعب کا ٹھکانہ اسعد بن زرارہ کے پاس تھا اور سوائے اس کے نہیں کہ مدینے میں ان کا نام مقری پڑ گیا تھا۔ ایک دن اسعد بن زرارہ آپ کو ساتھ لے کر دار بنی عبدالاشہل کی طرف چلے اور اسے ساتھ لے کر ایک باغ میں گئے بنوظفر، یہ بنوظفر کی بستی تھی۔ بنی اشہل کی بستی کے پیچھے یہ دونوں چچا کے بیٹے تھے اس جگہ کو بیر مرق کہتے تھے۔ ان دونوں کے بارے میں سعد بن معاذ نے سنا اور ان کی خالہ کے بیٹے تھے اسعد بن زرارہ۔ انہوں نے اسید بن حضیر سے کہا کہ آپ اسعد بن زرارہ کے پاس جائیں اس کو ہم سے روکو کہ وہ ہم سے اس خیر کو روک دے جس کو ہم ناپسند کریں۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ اس مسافر آدمی کو لے کر آ گیا ہے اپنے ساتھ اور اس کے ذریعہ ہمارے کم سمجھ لوگوں کو پاگل بناتا ہے اور ہمارے کمزوروں کو بھی۔ اگر اس کے اور میرے درمیان قرابت نہ ہوتی تو میں خود ہی کچھ کر لیتا تمہیں کہنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔

اس کے بعد اُسید بن حضیر نے حربہ اٹھایا پھر باہر نکل گیا حتیٰ کہ ان دونوں کے پاس آیا۔ جب اسعد بن زرارہ نے اسے دیکھا تو انہوں نے مصعب بن عمیر سے کہا اللہ کی قسم یہ اپنی قوم کا سردار ہے جو تمہارے پاس آ رہا ہے۔ اللہ کے لئے اس کے بارے میں آزمائش برداشت کیجئے۔ کہنے لگے اگر وہ بیٹھے تو میں اس سے بات کروں گا۔ لہٰذا وہ ان دونوں کے پاس بیٹھ گئے بڑبڑاتے ہوئے۔ اور کہنے لگا اے اسعد! کیا ہو گیا ہمیں اور کیا ہو گیا ہے تجھے، کہ تم اس مسافر کو ہمارے پاس لے کر آ گئے ہو کہ اس کے ساتھ ہمارے کم عقل کم عقلی کرتے ہیں اور ہمارے ضعفاء بھی۔ انہوں نے جواب دیا کیا آپ بیٹھیں گے اور سنیں گے؟ اگر آپ کو کوئی بات اچھی لگے تو اس کو قبول کر لینا اور اگر آپ اس کو ناپسند کریں تو آپ اپنے آپ سے رد کر دینا۔ کہنے لگے کہ ٹھیک ہے تم لوگوں نے انصاف کی بات کی ہے۔ اس کے بعد اس نے اپنے نیزے کو زمین میں گاڑ دیا اور بیٹھ گیا۔ لہٰذا جب مصعب بن عمیر نے اس کی بات شروع کی اور اس کے آگے اسلام پیش کیا اور اس کے آگے قرآن مجید تلاوت کیا۔ پس اللہ کی قسم ہم نے اس کے چہرے پر اسلام پہچان لیا اس کے کلام کرنے اور بولنے سے پہلے، اس کے نرم پڑنے سے۔ اس کے بعد کہنے لگے کس قدر اچھا ہے یہ کلام اور کس قدر خوبصورت ہے۔ تم لوگ کیا کرتے ہو جب اس دین میں داخل ہوتے ہو؟ دونوں نے بتایا کہ آپ غسل کریں اور اپنے کپڑے پاک کریں اور پھر آپ شہادت دیں دینِ حق کی شہادت، اور آپ دو رکعت پڑھیں۔ اس نے ایسا ہی کیا۔

اسید بن حضیر کا چہرہ بدل چکا ہے .... اس کے بعد ان دونوں سے کہا میرے پیچھے میری قوم میں ایک آدمی ہے اگر وہ تمہاری تابعداری کر لے تو اس کے بعد کوئی بھی تمہاری مخالفت نہیں کرے گا۔ اس کے بعد وہ روانہ ہو کر سعد بن معاذ کے پاس گئے۔ جب ان کو سعد بن معاذ نے دیکھا آتے ہوئے کہا میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ تمہارے پاس اُسید بن حضیر آ رہا ہے واپس۔ مگر اس رُخ سے نہیں جس کے ساتھ گیا تھا، چہرہ بدل چکا ہے۔ کیا کہا آپ نے اے اسید؟ اس نے کہا ان دونوں کو ڈانٹا ہے۔ مگر اطلاع یہی پہنچی ہے کہ بے شک بنوحارثہ ارادہ کر رہے ہیں کہ وہ اسعد بن زرارہ کو قتل کر دیں تا کہ وہ اس میں آپ کے ساتھ بدعہدی کریں کیونکہ وہ آپ کی خالہ کا بیٹا ہے۔ چنانچہ یہ سنتے ہی اس کی طرف سعد غصے سے کھڑے ہو گئے۔

انہوں نے ان کے ہاتھ سے ڈھال پکڑ لی اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم میں نہیں دیکھتا کہ آپ نے کوئی فائدہ بھی دیا ہو۔ اس کے بعد وہ نکل گئے۔ جب اسعد بن زرارہ نے اس کو دیکھا کہ وہ ان دونوں کے سامنے آ گیا ہے تو اسعد نے مصعب سے کہا اللہ کی قسم یہ وہی سردار ہے جو اس کے پیچھے رہ گیا تھا۔ اس کی قوم کا اگر یہ آپ کی اتباع کر لے تو کوئی بھی آپ کی مخالفت نہیں کرے گا اس کی قوم میں سے۔ اس کے بارے میں اللہ سے دعا کریں۔ مصعب نے کہا اگر مجھ سے سنے تو میں اس سے کلام کروں گا۔ جب سعد بن معاذ آ کر ان دونوں پر کھڑا ہو گیا تو کہنے لگا اے اسعد! کیا ہوا تم نے ایسا کام کیوں کیا ہے جو مجھے ناپسند ہے جس سے مجھے ناگواری کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اور وہ اسے برا بھلا کہہ رہے تھے۔ خبردار!

اگر میرے اور تیرے درمیان قرابت نہ ہوتی تو آپ مجھ سے اس کے بارے میں کوئی توقع نہیں رکھ سکتے تھے مگر اسعد نے اس سے کہا کیا آپ بیٹھیں گے نہیں اور سنیں گے نہیں؟ آپ بیٹھیں اور سنیں اگر کوئی بات آپ کو پسند آئے تو اس کو قبول کر لیں اور اگر آپ کو بری لگے تو اس کو ختم کر دیں آپ اس کو نہ مانیں۔ اس کے بعد سعد بن معاذ کہنے لگے ٹھیک ہے، تم دونوں نے اس سے انصاف کیا ہے۔ اس نے اپنی تلوار یا نیزہ گاڑ دیا اور بیٹھ گئے۔ چنانچہ حضرت مصعب بن عمیر نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا اور ان کے آگے قرآن تلاوت کیا۔ اللہ کی قسم ہم نے اس کے بولنے سے قبل ہی چہرے پر اسلام کو پہچان لیا کیونکہ اس کا چہرہ نرم ہو گیا تھا۔ اس کے بعد وہ کہنے لگے کس قدر اچھا ہے (اسلام دین قرآن)۔ تم لوگ کیا کرتے ہو جب اس دین میں داخل ہوتے ہو؟ ان دونوں نے ان سے کہا کہ آپ غسل کیجئے پاک کپڑے پہنیں اور حق کی شہادت دیجئے دو رکعت پڑھ لیجئے۔ چنانچہ سعد بن معاذ اٹھے اور انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد وہ اٹھے اپنی تلوار اُٹھائی اور اپنی قوم کی طرف روانہ ہو گئے۔

جب اسے بنو عبد الاشہل کے لوگوں نے آتے دیکھا تو کہنے لگے اللہ کی قسم سعد تمہاری طرف آرہے ہیں مگر اس کے چہرے کے ساتھ ہیں جس کے ساتھ تم سے گئے تھے۔ جب گئے تو جا کر کھڑے ہو گئے ان کے سامنے۔ اور کہنے لگے اے بنی عبد الاشہل تم لوگ مجھے اپنے اندر کیسا آدمی سمجھتے ہو اور جانتے ہو؟ وہ آپ کو اچھا آدمی جانتے ہیں۔ آپ ہم سے بہتر ہیں ہم سے افضل ہیں آپ ہمارے اندر صاحب رائے ہیں۔ انہوں نے کہا تمہارے مردوں اور عورتوں کے ساتھ میرا بات کرنا حرام ہے جب تک کہ تم لوگ اللہ وحدہٗ کے ساتھ ایمان نہیں لاتے اور محمد ﷺ کی تصدیق نہیں کرتے۔ کہتے ہیں اللہ کی قسم اس دن شام ہونے سے پہلے پہلے دار بنی عبد الاشہل کا ہر ہر بندہ مسلمان ہو گیا خواہ مرد ہو یا عورت۔ اس کے بعد حضرت مصعب بن عمیر اور اسعد بن زرارہ کے پاس واپس لوٹ گئے۔

اسی طرح ہے یونس نے اپنی روایت میں کہ مصعب اسعد کے پاس ٹھہرے رہے۔ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے یہاں تک کہ انصاری عورتوں میں سے کوئی گھر باقی نہ رہا مگر اس میں مرد بھی اور عورتیں بھی مسلمان ہو گئے۔ صرف وہ لوگ باقی رہے جو دار بنی امیہ بن زید میں تھے دار خطمہ اور وائل اور واقف۔ اس کے بعد مصعب بن عمر مکہ واپس لوٹ گئے۔

مدینہ میں سب سے پہلے جمعہ قائم کرنے والے .... اور ہم نے روایت کی ہے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب زہری سے یہ کہ مصعب بن عمیر پہلے شخص تھے جنہوں نے مدینے میں مسلمانوں کے لئے جمعہ قائم کیا مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی آمد سے قبل۔

(۹) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحٰق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی محمد بن ابی امامہ بن سہل نے، اس نے اپنے والد سے، ان کو حدیث بیان کی عبد الرحمٰن بن کعب بن مالک نے، وہ کہتے ہیں جب میرے والد کی بینائی رک گئی تو میں ان کو لے کر چلتا تھا۔ میں جب ان کو لے کر جمعہ کے لئے نکلتا اور وہ جمعہ کی اذان سنتے تو ابو امامہ کے لئے استغفار کرتے یعنی اسعد بن زرارہ کے لئے۔ میں کچھ دیر رُک کر ان سے اس استغفار کو سنتا۔ میں نے بھی اس بات کا ذکر چھیڑا تو انہوں نے کہا اے بیٹے! حضرت اسعد پہلے شخص تھے جو نبی کریم ﷺ کی آمد سے قبل ہمیں جمعہ پڑھاتے تھے نشیبی زمین پر مقام حرہ بنی بیاضہ میں نقیع الخضمات میں (جگہ کا نام ہے)۔ میں نے پوچھا کہ اس وقت آپ کتنے لوگ ہوتے تھے؟ انہوں نے بتایا چالیس افراد ہوتے تھے۔

میں نے کہا کہ یہ احتمال ہے کہ یہ ابن شہاب کے قول کے مخالف نہ ہو۔ گویا کہ مصعب نے ان کو جمعہ پڑھایا ہو بیر معونہ کے مقام پر اسعد بن زرارہ سمیت۔ لہٰذا کعب نے اس کی نسبت خود اسعد کی طرف کر دی ہو۔ واللہ اعلم (ابن ہشام ۴۲-۴۳۔ طبقات ابن سعد ۲۱۹/۱)

☆☆☆

باب ۹۴

ذکر (بیعت) عقبہ ثانیہ اور موسم حج میں اُن انصار کا رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرنا جو اُس وقت مدینے سے آکر موجود ہوئے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے دفاع کی بیعت کرنا کہ وہ آپ کی اس طرح حفاظت کریں گے جیسے وہ اپنے نفسوں اور مالوں کی کرتے ہیں

(طبقات ابن سعد ۱/۲۲۱۔ تاریخ طبری ۲/۳۶۱)

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری اسفرائنی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو عبدالاعلی بن حماد نے، ان کو عطار نے، ان کو ابن خثیم نے ابن زبیر محمد بن مسلم سے کہ اس نے ان کو حدیث بیان کی ہے جابر بن عبداللہ انصاری سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ مکے میں اس لئے رہے کہ آپ موسم حج میں حاجیوں کے ٹھکانوں پر جا جا کر ان کے پیچھے کبھی بازار مجنہ میں، کبھی بازار عکاظ میں، کبھی منیٰ میں ان سے کہتے کہ کون ہے جو مجھے اپنے پاس جگہ دے۔ اور میری مدد کرے تاآنکہ میں اپنے رب کے پیغامات پہنچاؤں اس کے بدلے اس کو جنت ملے گی۔ لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ کوئی ایسا انسان نہیں پاتے جو آپ کو جگہ دیتا اور آپ کی مدد کرتا۔ یہاں تک کہ ایک آدمی اپنے ساتھی کو وہاں سے اُٹھا کر دور لے جاتا ہے خواہ وہ مصر کا ہو یا یمن کا۔ اور وہ اپنی قوم کے پاس جاتا اور کہتا کہ قریشی جوان سے بچ کر رہنا وہ کہیں تمہیں فتنے میں نہ ڈال دے۔ حضور ﷺ ان لوگوں کے سامان میں سواریوں میں گزرتے جاتے اور ان کو اللہ کی طرف دعوت دیتے جاتے۔ لوگ آپ ﷺ کی طرف اُنگلیاں اُٹھاتے۔

جابر کہتے ہیں یہاں تک کہ اللہ نے ہم لوگوں کو یثرب سے بھیجا۔ ایک ایک آدمی حضور ﷺ کے پاس جاتا ان کے ساتھ ایمان لے آتا اور آپ اس کو قرآن پڑھا دیتے۔ وہ آدمی اپنے گھر میں جا کر اسلام کی دعوت چلاتا یہاں تک کہ وہ لوگ مسلمان ہو جاتے۔ اس کے اسلام کی وجہ سے یہاں تک کہ یثرب میں کوئی گھر باقی نہ رہا مگر اس میں مسلمانوں کی ایک جماعت پیدا ہوگئی جو اسلام کو غالب کرنا چاہتے تھے۔ اس کے بعد اللہ نے ہم لوگوں کو اٹھایا ہم نے باہم مشورہ کیا اور ہم لوگ ستر آدمی اکٹھے ہو گئے۔ ہم نے سوچا کہ ہم کب تک رسول اللہ ﷺ کو اس حال پر چھوڑیں گے کہ وہ مکے کے پہاڑوں میں پھرتے رہیں اور ڈرتے پھریں۔ لہٰذا ہم لوگ روانہ ہو کر مکہ پہنچے موسم حج میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں شعب عقبہ میں ملنے کا وعدہ دیا۔ ہم لوگ اس میں جمع ہو گئے ایک ایک دو دو آدمی کر کے۔ یہاں تک کہ ہم پورے جمع ہو گئے۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کے ساتھ کن شرائط پر بیعت کریں۔

بیعت کی شرائط .... حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم ان شرائط پر بیعت کرو :

۱۔ سمع واطاعت کی بیعت (سننے اور اطاعت کرنے کی)۔ خوشی میں بھی اور غمی میں بھی۔

۲۔ اور نفقہ پر بیعت کریں (یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کریں گے)۔ تنگ دستی میں بھی اور آسودہ حالی میں بھی۔

۳۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر بیعت کریں (یعنی نیکی اور اچھائی کی تلقین کرتے رہیں گے اور برائی سے غلط کام سے روکتے رہیں گے)۔

۴۔ اور یہ کہ اللہ کی بات کرنے میں تاخیر نہیں کریں گے اوراس میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

۵۔ اوراس شرط پر آپ لوگ میری نصرت کریں گے جب میں آپ لوگوں کے پاس آجاؤں گا یثرب میں۔ اور میری حفاظت کرو گے ہر اس امر سے جس سے تم اپنی جانوں کی حفاظت کرو گے۔ اور جس سے تم اپنی بیبیوں کی اور بیٹیوں کی حفاظت کرو گے۔ اس کے بدلے میں تمہارے لئے جنت ہوگی۔

(حضور ﷺ کی یہ شرائط سننے کے بعد ہم نے ان شرائط کو دل وجان سے قبول کیا اور) ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ (حضور ﷺ نے بیعت کے لئے ہاتھ اُٹھایا تو) اسعد بن زرارہ نے جو کہ ہم سب ستر افراد میں سے چھوٹے تھے میں ان سے بھی چھوٹا تھا انہوں نے حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ذرا رک جائیں۔ اے اہل یثرب۔ ہم لوگوں نے اپنی سواریوں کے جگر نہیں مارے مگر اس لئے کہ ہم جانتے تھے کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ آج ان کو یہاں سے نکال کر لے جانا تمام عرب سے ان کو جدا کرنا ہے اور خود بھی تمام عرب سے جدا ہونا ہے اور اپنے معزز لوگوں کو قتل کروانا ہے۔ اگر تمہیں تلواریں کاٹ دیں (تو گھبراؤ نہیں) بہر حال تم تو ایسی قوم ہو جو تلواروں کی کاٹ پر صبر کرتے ہو اور اسے برداشت کرتے ہو جب تمہیں تلواریں چھوتی ہیں۔ اور اپنے اچھے لوگوں کے قتل پر صبر کرتے ہو اگر چہ تمہارے بہترین لوگ قتل بھی ہو جائیں اور اگر چہ تمہیں پورے عرب والے چھوڑ دیں تو بھی صبر کرو۔ بس اس سب کچھ کا اجر اللہ پر چھوڑ دو اور اسی سے اجر لو۔ اور اگر تم اپنے نفسوں کا خوف رکھتے تو پھر ان (محمد ﷺ) کو یہیں چھوڑ دو۔ یہ بات تمہارے لئے اللہ کے نزدیک عذر معقول ہوگی (اور اگر بعد میں بے وفائی کرو تو اللہ بھی معاف نہیں کرے گا)۔ اس کے بعد ہم لوگوں نے کہا اے اسعد بن زرارہ آپ ہاتھ لمبا کریں ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ بس اللہ کی قسم ہم لوگ آج کی بیعت کو نہ تو چھوڑ سکتے ہیں اور نہ ہی ہم اس کو آئندہ پر ٹال سکتے ہیں۔ اس کے بعد ہم کھڑے ہوئے اور بیعت شروع کی ایک ایک کر کے آپ ہم سے مذکورہ شرائط منواتے جاتے اور اس پر جنت دیتے جاتے (یعنی وعدۂ جنت)۔ (مسند احمد ۳/ ۳۳۹۔۳۴۰)

(۲) اور ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل المقری نے، اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق بن ابراہیم نے ان کو محمد بن یحییٰ بن ابوعمر عدنی نے ان کو یحییٰ بن سلیمان بن ابن خثیم نے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ انصاری سے، اس نے حدیث ذکر کی اسی کے مفہوم میں۔ ہاں مگر اس نے وسط حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ کے چچا عباس ؓ نے پوچھا اے بھتیجے میں نہیں جانتا کہ یہ کون لوگ ہیں جو تیرے پاس آئے ہیں۔ بیشک میں اہل یثرب کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ ہم میں سے ایک دو آدمی ان کے پاس جمع ہو گئے۔ عباس نے جب ہمارے چہروں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہی لوگ ہیں جن کو میں نہیں جانتا، یہ نئے لوگ ہیں۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم کس چیز پر آپ کے ساتھ بیعت کریں۔ حضور ﷺ نے وہ باتیں ذکر کیں۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار عطاردی نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحٰق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو معبد بن کعب بن مالک القین نے جو بھائی تھے بنوسلمہ کے، اپنے بھائی عبداللہ سے، اس نے اپنے والد کعب بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس حج کے لئے نکلے جس میں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی عقبہ میں اپنی قوم کے مشرکین کے ساتھ۔ اور ہمارے ساتھ براء بن معرور تھے جو ہمارے سردار تھے۔ یہاں تک کہ جب ہم ظاہر بیداء میں تھے تو انہوں نے کہا اے لوگو! تم لوگ اچھی طرح جان لو کہ میں نے ایک رائے قائم کی ہے۔ اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ تم لوگ اس پر موافقت کرو گے یا نہیں کرو گے۔ ہم لوگوں نے کہا وہ کیا ہے اے ابوبشر؟ اس نے کہا میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں اس عمارت کی طرف نماز پڑھا کروں اور اس کو اپنی پیٹھ کے پیچھے نہ دیکھوں (یعنی کعبے کو)۔ ہم نے کہا کہ نہیں ایسا نہ کرنا اللہ کی قسم ہمیں جو بات پہنچی ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ شام کی طرف ہی منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں اسی کی طرف ہی منہ کر کے پڑھوں گا۔ چنانچہ جب نماز کا وقت ہوتا تو وہ کعبے کی طرف منہ کر لیتے اور ہم لوگ شام کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ یہاں تک کہ ہم لوگ مکے میں آ گئے۔ مجھ سے براء نے کہا، اے بھتیجے!

ہمیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چل ۔ میں حضور ﷺ سے سوال کروں گا اس بارے میں جو کچھ میں نے اپنے سفر میں کیا میں اپنے دل میں تمہارے خلاف کر کے کچھ محسوس کرتا ہوں ۔لہٰذا ہم لوگ نکل آئے حضور ﷺ سے پوچھنے کے لئے ۔ہم لوگ وادی ابطح میں ایک بندے سے ملے ۔ ہم نے اس سے پوچھا کیا آپ ہمیں محمد بن عبدالمطلب ﷺ کے بارے میں بتائیں گے؟ اس نے پوچھا کیا تم ان کو پہچان لو گے؟ اگر تم ان کو دیکھو ہم نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم ہم ان کو نہیں پہچانیں گے کیونکہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہی نہیں تھا ۔اس نے پوچھا کہ کیا تم عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا جی ہاں ! کیونکہ ہم اس کو پہچانتے تھے اس لئے کہ وہ تجارت کے لئے ہمارے ہاں آتے جاتے رہتے تھے ۔اس آدمی نے بتایا کہ تم جب مسجد میں داخل ہو تو عباس رضی اللہ عنہ کو دیکھنا اس کے ساتھ جو ہو گا وہ محمد ﷺ ہوں گے ۔

براء بن معرور دربار نبوی میں .... کہتے ہیں کہ ہم لوگ مسجد میں گئے ۔ہم نے دیکھا کہ عباس رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ مسجد کے ایک کونے میں بیٹھے ہیں ۔کہتے ہیں کہ ہم نے سلام کیا اس کے بعد ہم بیٹھ گئے ۔رسول اللہ ﷺ نے عباس سے پوچھا ان آدمیوں کو آپ پہچانتے ہیں اے ابوالفضل؟ انہوں نے کہا جی ہاں ! یہ براء بن معرور ہے اپنی قوم کا سردار، اور یہ دوسرا کعب بن مالک ہے ۔اللہ کی قسم میں رسول اللہ ﷺ کو نہیں بھولا ''اشاعر'' (یعنی کعب بن مالک شاعر) ۔براء نے ان سے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنے اس سفر میں ایک رائے قائم کی ۔اور میں نے چاہا کہ آپ سے اس بارے میں پوچھ لوں تا کہ آپ مجھے اس بارے میں بتائیں جو کچھ میں نے سفر میں کیا ۔آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ میں نے یہ سوچا کہ میں نماز میں کعبے کو پیٹھ نہ کروں لہٰذا میں نے اس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھی ہیں ۔رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا تم قبلے پر ہی تھے اگر آپ منہ کرتے رہتے اسی پر ۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے قبلے کی طرف رجوع کر لیا اور اس کے گھر والے کہتے تھے کہ وہ اسی پر مرے تھے ۔اور ہم ان کو خوب جانتے ہیں تحقیق وہ رجوع کر چکے تھے قبلہ رسول کی طرف اور انہوں نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی تھی شام کی طرف ۔

اس کے بعد ہمیں رسول اللہ ﷺ نے وعدہ دیا عقبہ کا قیام تشریق کے وسط میں بیعت کے لئے اور ہم لوگ ستر افراد تھے ۔اور ہمارے ساتھ عبداللہ بن عمرو بن حزام ابوجابر تھے ۔حالانکہ وہ اپنے شرک پر تھے ، ہم نے ان کو پکڑ لیا ۔ہم نے کہا اللہ کی قسم ہم تیرے ساتھ اُنس ورغبت رکھتے ہیں اگر آپ اسی حالت پر مر گئے جس پر ہو تو اسی آگ کا ایندھن ہو گا ۔بے شک اللہ نے ایک رسول بھیج دیا ہے جو اللہ کی عبادت کی بات کرتا ہے اور تیری قوم کے بہت سے افراد مسلمان ہو چکے ہیں اور ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بیعت کے لئے وعدہ دے دیا ہے چنانچہ وہ بھی مسلمان ہو گئے ۔انہوں نے اپنے کپڑے پاک کئے اور بیعت کے لئے ہمارے ساتھ حاضر ہو گئے لہٰذا وہ بھی نقیب تھے ۔

جب وہ رات ہو گئی جس رات کا رسول اللہ ﷺ کے ہمیں منیٰ میں وعدہ دیا تھا ۔اول حصے رات میں ہم گئے اپنی قوم کے ساتھ ۔جب لوگ گہری نیند سو گئے تو ہم لوگ قریش سے چھپ کر ایسے کھسک گئے جیسے قطا پرندہ چھپ کر جاتا ہے ۔جب ہم عقبہ میں جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آ گئے آپ کے ساتھ اور کوئی نہیں تھا جس کا موجود ہونا وہ پسند کرتے اپنے بھتیجے کے ساتھ ۔لہٰذا چچا عباس نے پہلے کلام کیا اور کہا ۔

حضور ﷺ سے پہلے حضور ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کا انصار کے وفد سے بات کرنا

اے جماعت خزرج ! سوائے اس کے نہیں کہ عرب نام رکھتے تھے اس قبیلے انصار میں سے اوس اور خزرج ۔بیشک محمد ﷺ ہم میں سے ہیں اور ایسے مقام پر ہیں جس کو تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو ۔وہ اپنی قوم سے تحفظ میں ہیں اور اپنے شہروں میں ۔ہم نے اس کو اس کے شایانِ شان تحفظ فراہم کیا ہے بالکل اسی طرح جیسے ہمارے اندر اس کا مقام ہے ہماری نظروں میں مگر اس نے انکار کر دیا ہے مگر تمہاری طرح انقطاع کو پسند کیا ہے اور تمہاری دعوت کو ترجیح ہے ۔اب اگر تم لوگ دیکھتے ہو کہ تم اس کے ساتھ وہ بات پوری کرو گے جس کی طرف تم نے اسے بلایا ہے پھر تم ہی اس کے ذمہ دار ہو گے جو تم نے ذمہ داری اپنے اُوپر ڈالی ہے ۔اور اگر تم لوگوں کو اپنے نفسوں کی طرف سے کسی طرح کے دھوکہ اور بے وفائی کا ڈر ہو تو اس کو اس کی قوم کے پاس رہنے دو ۔یہ اپنی قوم اور اپنے کنبے قبیلے کے تحفظ میں ہیں (اس کو یہاں پر کوئی خطرہ نہیں) ۔ہم نے کہا کہ ہم نے سن لیا ہے

آپ نے جو کچھ بھی کہا ہے۔آپ بات شروع کیجئے یارسول اللہ! اب رسول اللہ ﷺ نے کلام شروع کیا اور آپ نے اللہ کی طرف دعوت دی اور قرآن کی تلاوت کی اور اسلام کی ترغیب دلائی۔ہم لوگوں نے آپ کے ساتھ ایمان لاکر آپ ﷺ کی اجابت کی اور آپ کی تصدیق کی اور ہم نے ان سے کہا یارسول اللہ! آپ اپنے رب کے لئے اور اپنی ذات کے لئے وعدہ لیجئے اور بیعت لیجئے۔آپ ﷺ نے فرمایا :

میں تمہاری بیعت لیتا ہوں اس شرط پر کہ تم لوگ میرا تحفظ کرو گے ان تمام چیزوں سے جن سے تم اپنی اولادوں اور اپنی عورتوں کا تحفظ کرتے ہو۔

چنانچہ آپ ﷺ کو براء بن معرور نے جواب دیا اور کہا کہ جی ہاں ہم آپ کو تحفظ اسی طرح فراہم کریں گے۔قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔جن چیزوں سے ہماری عورتوں کی حفاظت کی جاتی ہے ہم آپ کی بھی حفاظت کریں گے آپ ہماری بیعت لے لیں یارسول اللہ! بیشک ہم لوگ اس اللہ کی قسم اہلِ حرب وضرب میں اہل اسلحہ ہیں پشت در پشت ہم اس کے وارث چلے آرہے ہیں۔(چونکہ حضور ﷺ سے بات چیت براء کر رہے تھے) بیچ میں ابوہیثم نے بات کاٹ کر کہا بے شک رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان اور دیگر کئی قوموں کے درمیان تعلقات ہیں ہم انہیں کاٹ دیں گے۔قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو غالب کردے پھر آپ اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ کر آجائیں اور ہمیں چھوڑ آئیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ الدَّمُ الدَّمُ ، والهَدمُ والهَدمُ۔یعنی آپ کا خون میرا خون اور آپ کے خون کو ضائع کرنا میرا خون ضائع کرنا ہے (یعنی پکا معاہدہ ہے ہم آپ کو پیچھے چھوڑ کر واپس اپنی قوم کے پاس نہیں جائیں گے)۔میں تم میں سے ہوں اور تم مجھ سے۔میں اس سے صلح کروں گا جس سے تم صلح کرو گے اور میں اس سے جنگ کروں گا جس سے تم جنگ کرو گے۔(ابن ہشام ۲/۴۷۔۵۱۔طبری ۲/۳۶۲)

اب براء بن معرور نے کہا یارسول اللہ! آپ ہاتھ دراز کیجئے ہم بیعت کرتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اپنے اندر سے بارہ نقیب اور ذمہ دار میرے سامنے نکالو۔انہوں نے بارہ آدمی الگ کردیئے۔

نقباء کے اسماء گرامی :

۱۔ بنونجار کے نقیب (اور نگران) اسعد بن زرارہ تھے۔
۲،۳۔ اور بنوسلمہ کے نقیب (نگران ذمہ دار) براء بن معرور۔اور عبداللہ بن عمرو بن حرام تھے۔
۴،۵۔ اور بنوساعدہ کے نقیب (نگران ذمہ دار) سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو تھے۔
۶۔ اور بنوزریق کے نقیب (نگران ذمہ دار) رافع بن مالک بن عجلان تھے۔
۷،۸۔ اور بنوحارث بن خزرج کے نقیب (نگران ذمہ دار) عبداللہ بن رواحہ اور سعد بن ربیع تھے۔
۹۔ اور بنی عوف بن خزرج کے نقیب (نگران) عبادہ بن صامت تھے۔
۱۰،۱۱۔ اور اوس بنی عبدالاشہل کے نقیب (ذمہ دار) اسید بن حضیر اور ابوہیثم تھے۔
۱۲۔ اور بنی عمرو بن عوف کے نقیب (ذمہ دار) سعد بن خیثمہ تھے۔

یہ بارہ نقیب تھے۔ان میں سے چھ قبیلہ خزرج سے تھے اور تین قبیلہ اوس کے تھے۔حضرت براء بن معرور نے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور اپنا ہاتھ اس پر ماردیا۔پہلا شخص بیعت کا آغاز کرنے والا براء بن معرور تھا اس کے بعد لوگوں نے مسلسل بیعت شروع کردی اور شیطان نے دور سے عقبہ پر چیخیں ماریں۔اللہ کی قسم کوئی آواز ہے جس کو میں نے ہرگز نہیں سنا۔اس نے کہا اے اہل جباجب کیا ہے تمہیں مُذَمَّمْ کے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں محمد ﷺ اور تمام صحابی جوان کے ساتھ ہیں جو تمہارے ساتھ جنگ کرنے پر اکھٹے ہوئے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ (بکواس کرنے والا) عقبہ کا ازَبّ ہے یہ ابن ازَیب ہے۔(ابن اثیر نے کہا کہ وہ شیطان تھا اس کا نام اَزَبُّ الكعبه تھا اور یہ بھی کہا گیا کہ ازب عقبیٰ چھوٹا مذموم)۔ خبردار! اللہ کی قسم میں ضرور فارغ ہوں گا تمہارے لئے۔بھاگ جاؤ اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف۔

عباس بن عبادہ بن نضلہ بن سالم کے بھائی نے کہا یارسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ چاہیں تو ہم صبح ہی اہلِ منیٰ پر اپنی تلواروں کے ساتھ ٹوٹ پڑیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیں اس چیز کا حکم نہیں ملا۔ آپ لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف چلے جاؤ۔ لہٰذا ہم لوگ (بیعت اور معاہدوں کی تکمیل کے بعد) اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف چلے گئے اور اپنے بستروں پر جا کر لیٹ گئے۔

جب صبح ہوئی تو قریش کے بڑے بڑے لوگ ہمارے پاس آ گئے۔ ان میں حارث بن ہشام جوان مرد بھی تھا اس کے اوپر دو نئی نعل تھیں۔ وہ ہمارے ٹھکانوں پر آ گئے اور بولے اے خزرج کی جماعت! ہمیں اطلاع پہنچی ہے کہ تم لوگ ہمارے آدمی (محمد ﷺ) کے پاس آئے ہو تا کہ تم اس کو ہمارے بیچ سے نکال کر لے جاؤ گے۔ بیشک بات یہ ہے کہ اللہ کی قسم پورے عرب میں کوئی شخص ہمارے نزدیک اتنا برا اور مبغوض نہیں ہو گا جو جنگ برپا کر دے ہمارے درمیان اور اپنے درمیان تم میں سے۔ تم لوگ جاؤ وہاں پر ہماری قوم میں سے جو مشرکین ہیں ان کو بھیجو۔ وہ یہاں آ کر اللہ کی قسم کھائیں کہ اس میں سے کچھ بھی نہیں ہو گا اور نہ ہی ہم ایسا کریں گے (جب قریش نے یہ بات کہہ دی تو) میں ابو جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام کی طرف دیکھ رہا تھا وہ خاموش ہو گئے۔ میں بھی خاموش تھا۔ جب لوگ جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تو میں نے ایک کلمہ کہا گویا میں ان کو بھی شریک کلام کرنا چاہتا تھا۔

میں نے کہا ابو جابر آپ سردار ہیں ہمارے سرداروں میں سے اور بوڑھے ہیں ہمارے بوڑھوں میں سے کیا اس بات کی طاقت نہیں رکھتے کہ اس قریشی جوان کی جوتی لے لیں۔ (قبائلی رسم کے مطابق یہ وفاداری نبھانے اور بے وفائی نہ کرنے کے لئے کیا جاتا تھا)۔ اس جوان نے میری یہ بات سنی تو اس نے اپنی دونوں جوتیاں اتار کر میری طرف پھینک دیں اور کہنے لگا قسم اللہ کی تم ضرور ان کو پہننا۔ ابو جابر نے کہا ٹھہرو ٹھہرو کیا آپ اس مرد کی (محمد ﷺ) حفاظت کریں گے؟ گویا وہ کہہ رہے تھے کہ اگر تم اس کو رسوا کر دو یا بے یار و مددگار چھوڑ دو تو ابھی یہ جوتیاں اس کو واپس کر دو۔ میں نے کہا کہ نہیں میں ان کو واپس نہیں کروں گا بلکہ یہ تو ہمارے لئے نیک فال ہے۔ اللہ کی قسم میں تو یہ امید کر رہا تھا کہ یہ چھین کر لے لوں اس آدمی سے۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر نے ابن حزم سے، وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ قریش ان لوگوں سے ہٹ کر چلے گئے اور عبداللہ بن اُبی کے پاس گئے اور جا کر اس سے پوچھا اور اس سے بات کی۔ اس نے کہا یہ بہت بڑا معاملہ ہے میری قوم اتنا بڑا کام مجھ کو چھوڑ کر نہیں کرے گی۔ چنانچہ وہ اس سے بھی ہٹ گئے۔ (ابن ہشام ۲/۵۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحٰق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو نصر بن علی نے، ان کو وہب بن جریر بن حازم نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو محمد بن اسحٰق نے۔ انہوں نے یہ قصہ ذکر کیا ساتھ اسناد یونس بن بکیر کے اس نے ابن اسحاق سے اسی مذکورہ مفہوم کے ساتھ۔

محمد کو دشمنوں کے حوالے کرنا دنیا و آخرت کی رسوائی ہے .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار عطاردی نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابوبکر بن حازم نے۔ یہ کہ عباس بن عبادہ بن نضلہ بنو سالم کے بھائی نے کہا: اے قبیلہ خزرج کی جماعت کیا تم جانتے ہو کہ تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کس چیز پر بیعت کر رہے ہو تم لوگ سرخ اور سیاہ جنگ پر اس سے بیعت کر رہے ہو۔ اگر تم یہ دیکھتے ہو جب تمہارے مال لٹیں گے تو وہ مصیبت ہو گی اور تمہارے اشراف قتل ہوں گے تو تم محمد ﷺ کو واپس اس کے دشمنوں کے حوالے کر دو گے۔ تو ابھی سے دیکھ لو اللہ کی قسم اگر تم نے ایسا کیا تو یہ دنیا اور آخرت کی رسوائی ہو گی اور اگر تم دیکھتے ہو کہ تم اس کو برداشت کر لو گے اور تم نے جو اس کے ساتھ معاہدہ کیا ہے وہ پورا کر لو گے مالوں پر مصیبت آنے کے باوجود بھی اور اشراف کے قتل کے باوجود بھی تو یہ اللہ کی قسم دنیا اور آخرت کی بھلائی ہو گی۔ عاصم نے کہا اللہ کی قسم

عباس نے یہ معاملہ اس لئے کہا تا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے اس کے ذریعے سے معاہدہ پکا کر دے۔ اور عبداللہ بن ابی نے کہا تھا کہ عباس نے یہ اس لئے کہا تھا تا کہ وہ اس کے ذریعہ قوم کے اس امر کو مؤخر کر دے اس رات کو تا کہ عبداللہ بن اُبی ان کے معاملے میں موجود ہو جائے اور وہ معاملہ ان کے لئے زیادہ قوی ہو جائے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے ان کو حنبل بن اسحٰق نے، ان کو ابونعیم فضل بن دکین نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زکریا بن ابوزائدہ نے، ان کو عامر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ چلے، آپ کے ساتھ ان کے چچا عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے انصار کے ستر آدمیوں کے وفد سے بات کرنے کے لئے عقبہ کے پاس درخت کے نیچے۔ حضور ﷺ نے جا کر فرمایا تمہارا متکلم بات کرے لیکن خطاب لمبا نہ کرے۔ بے شک تمہارے اوپر مشرکین نظریں کئے ہوئے ہیں۔ اگر وہ تمہاری اس کیفیت کو دیکھ لیں گے تو تمہیں رسوا اور قتل کر دیں گے۔ پس کہنے والے نے ان میں سے کہا، وہ ابوامامہ اسود بن زرارہ ہی تھے۔ اے محمد! آپ مانگئے اپنے ربّ کے لئے اور اپنی ذات کے لئے جو چاہیں۔ اس کے بعد (یعنی ہم سے جو آپ وعدہ کروانا چاہتے ہیں) ہمیں بتائیں کہ ہمارے لئے کتنا ثواب ہوگا اللہ کے ذمہ اور آپ کے ذمہ جب ہم وہ کام کریں گے (جو آپ ہم سے چاہتے ہیں)۔

حضور ﷺ نے فرمایا میں اپنے ربّ کے لئے تو یہ مانگتا ہوں کہ تم لوگ اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور اپنے لئے یہ مانگتا ہوں کہ اپنے اور اپنے اصحاب کے لئے تم لوگ ہمیں جگہ دو اپنے پاس رکھو اور ہماری مدد کرو اور ہماری حفاظت کرو جس سے تم اپنے نفسوں کو بچاتے ہو۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم جب یہ سب کچھ کریں گے تو ہمارے لئے کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے لئے جنت ہوگی۔ ان لوگوں نے کہا ٹھیک ہے یہ سب کچھ آپ کے لئے ہے (یعنی یہ ساری ذمہ داریاں ہم نے آپ کی قبول کر لی ہیں) ستر آدمیوں کے ساتھ عقبہ پر درخت کے نیچے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو خبر دی جعفر بن عون نے، ان کو زکریا بن ابوزائدہ نے عامر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انصار کے وفد سے بات کرنے کے لئے رات کے وقت چلے تو ان کے ساتھ عباس بھی تھے جو کہ صاحب رائے آدمی تھے۔ (عامر نے) حدیث ذکر کی ہے اس کی مثل اور اس نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے شعبی سے سنا وہ کہتے تھے نہیں سنا کسی بوڑھے نے نہ کسی جوان نے کوئی خطبہ جو اس سے زیادہ چھوٹا ہو اور اس سے زیادہ بلیغ ہو۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابوعبداللہ احمد بن حنبل نے، ان کو یحییٰ بن زکریا نے، ان کو مجاہد نے عامر سے، اس نے ابومسعود انصاری سے مذکور کی مثل۔ انہوں نے کہا اور ابومسعود عمر میں ان سب سے چھوٹے تھے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابوعبداللہ نے، ان کو یحییٰ نے، ان کو اسماعیل بن ابوخالد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے شعبی سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ کسی بوڑھے یا جوان نے اس کی مثل خطبہ میں سنا۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے محمد بن ابراہیم بن فضل فحام نے، ان کو محمد بن یحییٰ ذہلی نے، ان کو عمرو بن عثمان رقی نے، ان کو زہیر نے، ان کو عبداللہ بن خثیم نے اسماعیل بن عبید بن رفاعہ سے، اس نے اپنے والد عبید بن رفاعہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس شراب کی مشکیں آئیں اور عبادہ بن صامت کے پاس بھی انہوں نے ان کو پھاڑ دیا۔ اور کہا کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی ہے سننے کی اور اطاعت کی، خوشی میں اور غمی میں۔ اور خرچ کرنے کی تنگدستی میں اور آسانی میں۔ اور امر بالمعروف کرنے اور نہی عن المنکر کرنے پر۔ اور اس بات پر کہ ہم اللہ کی بات کہیں گے اس میں ہمیں کسی ملامت کرنے والے کی

ملامت مانع نہیں ہوگی۔ اوراس بات پر بیعت کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی نصرت کریں گے جب وہ یثرب میں ہمارے پاس آئیں گے۔ بایں صورت کہ ہم ان کی حفاظت کریں گے ان چیزوں سے جن سے ہم اپنے نفسوں کی حفاظت کرتے ہیں اوراپنی بیویوں کی حفاظت کرتے ہیں اوراپنی بیٹیوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ تھی رسول اللہ ﷺ کی بیعت۔ ہم نے ان کے ساتھ انہی شرائط پر بیعت کی تھی۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کوابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کواحمد بن عبدالجبار عطاردی نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کوابن اسحاق نے، ان کوعبادہ بن ولید نے، عبادہ بن صامت سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، اس نے عبادہ بن صامت سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی مثل بیعت جنگ کے سمع اور اطاعت پر ہمارے عُسر اور یُسر میں ہماری خوشی اور ہماری مصیبت میں اور ہمارے اُوپر ترجیحی سلوک کئے جانے کی صورت میں۔ فرمایا تھا کہ اگر چہ تمہارے اوپر ترجیح دی جائے، اگر چہ میری قوم مجھے ملامت کرے اس بات پر۔ میں نے کہا اللہ کی قسم میں ضرور آپ کو بیان کروں گا جو میں نے اپنے والد سے سنا وہ مجھے حدیث بیان کرتے تھے۔ اوراس شرط پر بیعت کی تھی کہ ہم اس معاملے میں کسی ایسے آدمی کے ساتھ نزاع اور جھگڑا نہیں کریں گے اور یہ بات بیان کرتے تھے مجھے کہ تم حق بات کہنا تم جہاں کہیں ہو۔ اور یہ کہ ہم اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

ابن اسحٰق نے کہا ہے مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اسعد بن زرارہ سے کہا تھا آپ اپنی قوم پر ذمہ دار ہیں اس امر کے ساتھ جو کچھ ان میں ہے۔ اور میں اپنی بقایا قوم پر ذمہ دار ہوں جیسے حواریین نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام پر کفالت کی ذمہ داری لی تھی۔

(۱۰) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کوحسن بن ربیع نے، ان کوابن ادریس نے اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ ابوبکر بن حزم نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے کہا تھا تم لوگ میرے پاس اپنے اندر بارہ نقیب بھیجو جو اپنی قوم پر ذمہ دار ہوں جیسے حواریین نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے لئے کفالت و ذمہ داری لی تھی۔ لہٰذا اسعد بن زرارہ نے کہا جو بنونجار کے ایک فرد تھے، جی ہاں یارسول اللہ! اور آپ نقیب ہوں گے اپنی قوم پر لہٰذا ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی۔ اور حضور ﷺ نے ان میں سے بارہ نقیب نگران و ذمہ دار بنائے تھے۔ اس کے بعد ان کا نام رکھا۔

جیسے گذر چکا ہے معبد بن کعب بن مالک کی روایت میں، اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو یونس بن عبدالاعلی نے، ان کو خبر دی ابن وھب نے، ان کو مالک نے۔ وہ کہتے ہیں کہ اُسید بن حضیر بھی نقباء میں سے ایک تھے اور انصار سے بارہ نقیب تھے۔ ویسے سب لوگ ستر آدمی تھے۔

مالک کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی انصار کے ایک شیخ نے یہ کہ جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کو اشارہ کرتے جاتے تھے اس بندے کی طرف جس کو آپ ﷺ نقیب بناتے تھے۔ مالک کہتے ہیں کہ میں حیران ہوتا تھا کہ ہر ہر قبیلے سے دو دو بندے کیسے آ گئے تھے اور ایک قبیلے سے ایک آدمی۔ یہاں تک کہ مجھے حدیث بیان کی اس شیخ نے کہ جبرئیل علیہ السلام ان کی طرف اشارہ کرتے جاتے تھے بیعت والے یوم العقبہ میں۔ مجھے مالک نے کہا کہ نقباء کی تعداد بارہ تھی۔ نوخزرج میں سے تھے اور تین اوس میں سے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ جوہری نے، ان کو ابواوس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔

انصار سے معاہدہ کے وقت حضرت عباس ؓ ساتھ تھے .... (ح) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو ابن فلیح نے یونس سے، اس نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث

بیان کی یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ذکر کیا ہے حسان بن عبداللہ نے ابن لہیعہ سے، اس نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے، یہ الفاظ اس کی حدیث کے ہیں ابن عتاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر حج کیا اگلے سال انصار میں سے ستر افراد نے۔ ان میں سے چالیس آدمی ان کے بزرگوں میں سے تھے اور تیس ان کے جوانوں میں سے تھے ان میں چھوٹا عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ تھا۔ وہ ابومسعود اور جابر بن عبداللہ ان کو ملے عقبہ میں اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو خبر دی اس چیز کے بارے میں جس کے ساتھ اللہ نے ان کو خاص کیا تھا نبوت میں سے اور کرامت میں سے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور یہ کہ وہ حضور ﷺ کی بیعت کریں اس بات پر کہ وہ حضور ﷺ کی حفاظت کریں گے جن چیزوں سے وہ حفاظت کرتے ہیں اپنے نفسوں کی اور اپنے مالوں کی۔ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی اجابت کی اور رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی۔ اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ او پر شرط رکھیں اپنے رب کے لئے اور اپنی ذات کے لئے جو کچھ آپ چاہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں شرط رکھتا ہوں اپنے ربّ کے لئے یہ کہ تم لوگ اس کے ساتھ کسی شئے کو شریک نہ کرنا اور اپنے لئے یہ شرط لگاتا ہوں کہ تم میری حفاظت کرو جن چیزوں سے تم اپنی اور اپنے مالوں کی حفاظت کرتے ہو۔ جب ان کے ساتھ ان کے نفس مطمئن ہو گئے شرائط سے تو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے رسول اللہ ﷺ کے لئے وعدے لئے وفا کرنے کے لئے۔ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے اور ان لوگوں کے درمیان ہونے والے عہد و میثاق کو اہم اور عظیم قرار دیا اور اس بات کا تذکرہ کیا کہ عبدالمطلب کی ماں سلمٰی بن عمرو بن زید بن عدی بن نجار تھی (گویا خاندانی نسبت جوان کو بنونجار سے تھی اس کو اُجاگر کیا کہ میری دادی آپ کے قبیلے بنونجار سے تھی)۔

اس کے بعد عروہ نے حدیث ذکر کی ابوہیثم بن تیہان کی شروع شروع میں بیعت کے بارے میں اور جو کچھ اس نے کہا تھا اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے اس کو جواب میں فرمایا تھا اسی مفہوم کے ساتھ جو گذر چکا ہے ابن اسحٰق کی روایت سے۔ اس کے بعد ان ناموں کو ذکر کیا جنہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی۔ عروہ کہتے ہیں کہ جمیع وہ لوگ جو عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اوس اور خزرج سے وہ ستر مرد اور عورتیں تھے۔

(۱۲) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جمیع افراد جو عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اوس اور خزرج سے اور گرد و پیش کے قبائل سے وہ ستر آدمی تھے اور دو عورتیں تھیں بنوخزرج سے۔ ان میں ایک اُمّ عمارہ تھی اور اس کا شوہر اور اس کے دو بیٹے تھے۔ پس جمیع اصحاب عقبہ دو عورتوں سمیت پچھتّر نفوس تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۶۳)

ابن اسحٰق نے ان کے نام لئے ہیں ان کے ناموں کا یہاں پر ذکر کرنا کتاب کی طوالت کا باعث ہوگا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں جب لوگ لیلۃ عقبہ میں بیعتِ رسول سے فارغ ہو کر چلے گئے اور صبح ہوگئی قریش نے اس خبر کے بارے میں اور بیعت کے بارے میں تحقیق تفتیش شروع کی، انہوں نے اس کو سچ پایا۔

لہٰذا وہ لوگ ان بیعت کرنے والے لوگوں کی تلاش میں نکلے اور انہوں نے سعد بن عبادہ کو پالیا اور منذر بن عمر وان سے چھپ گئے تھے۔ لہٰذا انہوں نے سعد بن عبادۃ کو پکڑ کر ان کے ہاتھ گردن کے ساتھ باندھ دیئے تھے رسی کے ساتھ۔ ان کے جسم پر بال کثیر تھے لہٰذا انہوں نے ان کے بال نوچنے شروع کئے۔ بال نوچتے اور تھپڑ مارے، گھونسے مارتے۔ اتنے میں مطعم بن عدی اور حارث بن امیہ آ گئے اور سعد ان دونوں کو اپنے پاس ٹھہراتے تھے وہ جب مدینے میں جاتے تھے لہٰذا ان دونوں سے اسے چھڑایا۔ یوں ان کی رہائی وجود میں آئی۔

اور اسی اسناد کے ساتھ ابن اسحٰق سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ حواء بنت زید بن سکن قیس بن عبدالخطیب کے پاس تھی۔ اسی طرح کہا ہے وہ ابن الخطیم تھے مدینے میں اور حواء کی ماں عقرب بنت معاذ بہن تھی

سعد بن معاذ کی۔ حواء مسلمان ہوگئی تھی اس کا اسلام بہت اچھا تھا جبکہ اس کا شوہر قیس بدستور کفر پر تھا۔ وہ جب آتا تو وہ نماز پڑھ رہی ہوتی تھی وہ اس کو اذیت دیتا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ سے مکے میں کوئی امر پوشیدہ نہیں ہوتا تھا۔ مدینے میں جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا تھا آپ ﷺ کو خبر پہنچتی رہتی تھی۔

قیس کہتے ہیں کہ میں مشرکین کی ایک جماعت کے پاس جو حج کرنے گئے تھے میں مکہ میں گیا۔ اچانک ایک آدمی نے میرے بارے میں آکر پوچھا اس کو میرے بارے میں بتا دیا گیا۔ وہ شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا آپ قیس ہیں میں نے کہا کہ جی ہاں! اس نے پوچھا کہ حواء کے شوہر آپ ہیں۔ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ اس شخص نے کہا کہ تم اپنی عورت کے پر بے ہودہ حرکت کرتے ہو اور اس کے دین پر اس کو اذیت پہنچاتے ہو۔ میں نے کہا کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ اس نے کہا اس کے ساتھ یہ سلوک نہ کرنا اس کو میرے لئے رہنے دیجئے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ چنانچہ قیس جب واپس مدینے میں آیا اس نے یہ بات اپنی بیوی سے ذکر کی اور بیوی سے کہا کہ تم جانو اور تمہارا دین۔ اللہ کی قسم میں نے نہیں دیکھا اس شخص کو مگر خوبصورت چہرے والا اور خوبصورت شکل وصورت والا۔

بنی سلمہ کے بت کی حالت زار .... (۱۳) اور اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ معاذ بن عمرو بن جموع بیعت العقبہ میں موجود تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی عقبہ میں اور عمر ایک سردار تھے سادات بن سلمہ میں سے۔ انہوں نے اپنے گھر میں ایک لکڑی کا بت بنایا ہوا تھا اس کو منافہ کہتے تھے۔ جب بنی سلمہ کے کچھ نوجوان مسلمان ہوگئے معاذ بن جبل وراس کا اپنا بیٹا معاذ بن عمرو غیرہ۔ وہ رات کو داخل ہوتے تھے عمرو کے صنم کے پاس۔ وہ اس کو اُٹھا کر بنو سلمہ کے کسی کھڈے میں ڈال کر آجاتے تھے اوندھا سر کے بل اور کھڈے میں لوگوں کی غلاظت پڑی ہوتی۔

عمر صبح کو جب اس کی حالت دیکھتا تو اس کو سخت رنج ہوتا وہ کہتا تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ کون ہمارے الٰہ کے ساتھ آج رات دشمنی کر گیا ہے۔ اس کے بعد صبح کو وہ ان کو تلاش کر کے جب اسے پالیتا تو اس کو دھو کر پاک صاف کر کے خوشبو لگا کر رکھ دیتا۔ پھر کہتا خبردار اگر مجھے پتہ چل گیا کہ کس نے یہ بری حرکت کی ہے تو اس کو جلا دوں گا۔ جب شام ہوتی اور عمرو اُٹھا کر چلے جاتے تو وہ نوجوان پھر اس کے ساتھ وہی سلوک کرتے۔ بار بار انہوں نے یہی کیا۔ جب وہ باز نہیں آئے تو اس نے ایک بار ایسا کیا کہ اس کو وہ لے آیا دھو دھا کر صاف کر کے خوشبو لگا کر اسے کھڑا کیا اور اپنی تلوار اس کے کندھے پر لٹکا دی (کہ جب کوئی گستاخی کرنے آئے گا یہ اس کو تلوار کے ساتھ مار دے گا)۔ اور کہنے لگا اللہ کی قسم اب میں دیکھوں گا کہ تم اس کے ساتھ کیا حشر کرو گے اور وہ تمہارا کیا بگاڑے گا۔ اگر اے صنم تیرے اندر کوئی چیز ہے تو تم اس کو روک دینا اور اپنا تحفظ کر لینا۔ یہ تلوار آپ کے پاس ہے۔

جب شام ہوئی اور عمرو سو گیا ان نوجوانوں نے اس پر حملہ کیا اس کی تلوار اتاری کندھے سے اور ایک مرا ہوا کتا لا کر اس کے اُوپر لٹکا دیا اور اس کو رسی کے ساتھ باندھ دیا۔ پھر اس کو اُٹھا کر بنو سلمہ کے کھڈوں میں سے کسی گہرے کھڈ میں ڈال دیا جس میں گندگی تھی۔ عمرو نے صبح کی تو صنم نہیں تھا۔ وہ اس کی تلاش میں نکلا۔ جا کر کیا دیکھتا ہے کہ وہ گندگی میں اوندھا پڑا ہوا ہے اور اس کے ساتھ مرا ہو کتا بھی بندھا ہوا ہے۔ اس نے جب اس کی یہ حالت دیکھی اور اس کی قوم کے جو لوگ مسلمان ہوگئے تھے انہوں نے اسے سمجھایا تو عمرو بن جموع بھی مسلمان ہو گیا اس نے اپنے اسلام کو اچھا کیا۔ عمرو جب مسلمان ہوگئے تو وہ کہتے تھے اور اس کو جب اللہ کی معرفت حاصل ہوگئی تو وہ اپنے صنم کو اس طرح ذکر کرتے تھے۔ یہ اشعار کہے تھے۔

تا للّٰه لو كنت الهاً لم تكن أنت وكلب وسط بئر فى قرن
اُف لمصرعك الهاً مستَدنُ الآن فتشناك عن سوء الغَبَنُ

الحمد للّٰه العلی ذی المنن الواهب الرزاق و دیان الدین
هو الذی انقذنی من قبل ان اکون فی ظلمة قبر مرتهن
با حمد المهدی النبی المؤتمن

اللہ کی قسم اگر تو مشکل کشا، حاجت روا ہوتا تو تُو کتے کے ساتھ بندھا ہوا نہ پڑا ہوتا کنویں کے اندر۔ افسوس ہے تیرے اوپر کہ تو مشکل کشا ہو کر یوں ذلت کے ساتھ پچھاڑا ہوا پڑا ہے۔ اب ہماری سوچ کی غلطی اور حماقت ہماری سمجھ میں آگئی ہے۔ تمام تعریفیں اور شکر اس اللہ کے لئے جو انعامات و احسانات کا مالک ہے جو سب کچھ دینے والا ہے اور عطایا عطا کنندہ ہے۔ وہی تو ہے جس نے مجھے نجات دے دی ہے قبر کے اندھیرے میں پڑے ہونے سے پہلے۔ احمد مرسل کے ذریعے جو ہدایت دینے والا نبی ہے، امین ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۶۱-۶۳)

باب ۹۵

خواب میں حضور ﷺ کو دار الہجرت دکھایا جانا

اور روانگی کی اجازت سے قبل جن صحابہ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبداللہ حافظ نے بصورت املاء۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس قاسم نے القاسم سیاری نے مقام مرو میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن ہلال نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسن بن شقیق نے، ان کو عیسیٰ بن عبید الکندی نے غیلان بن عبداللہ عامری سے، اس نے ابو زرعہ بن عمر بن جریر سے، اس نے جریر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی تھی کہ ان تین شہروں میں سے جس شہر میں آپ جائیں وہ آپ کی دار ہجرت ہوگی مدینہ، بحرین، قنسرین۔ اہلِ علم نے کہا ہے کہ اس کے بعد آپ ﷺ کے لئے مدینہ کو پکا کر دیا گیا یا مدینے کی تاکید کر دی گئی۔ لہٰذا آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو اسی کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ (ترمذی ص ۳۹۲۳)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سفر ہجرت سے روکنا .... (۲) اور ہمیں خبر دی محمد بن حسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج بن ابو منیع نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے زہری سے، اس نے عروہ سے۔ اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا وہ اس دن مکے میں تھے، مجھے تم لوگوں کی دار ہجرت دکھا دی گئی ہے۔ میں نے ارض سبخہ دیکھی ہے (یعنی ایسی زمین جس کے اوپر شور کلر نمک اوپر آیا ہوا ہے اور وہ کوئی چیز نہیں اُگا سکتی سوائے کچھ درختوں کے)۔ اور وہ زمین کھجور کے درختوں والی ہے وہ لا بَتَین کے درمیان ہے (مراد یہ ہے کہ ایسی زمین جس میں سیاہ پتھر ہیں جیسے آگ کے ساتھ جل گئے ہیں اور حرہ اسی طرح ہے)۔ اور وہ دو حَـرَّہ ہیں۔ لہٰذا ہجرت کی میں نے مدینہ کی جانب جب رسول اللہ ﷺ نے یہ ذکر کر دیا اور بعض وہ لوگ بھی مدینہ کی طرف ہجرت کر آئے جنہوں نے مسلمانوں میں سے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی سامان تیار کیا ہجرت کرنے کے لئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ ابھی یہیں رہو مجھے امید ہے کہ مجھے اجازت دے دی جائے گی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ یہ بھی امید رکھے بیٹھے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں بالکل۔ لہٰذا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

اپنے آپ کو روک لیا رسول اللہ ﷺ کے لئے تا کہ وہ آپ کی صحبت میں رہیں اور اپنے دو اُونٹنیوں کو خوب گھانس کھلائی جو آپ کے پاس تھیں۔ اور کیکر کے پتے کھلاتے رہے چار مہینے تک۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں حدیث عقیل وغیرہ سے اس نے زہری سے۔

صحابہ کرام ہجرت کر کے مدینہ پہنچتے رہے .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے محمد بن فلیح سے، اس نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے اور یہ الفاظ ہیں اسماعیل بن ابراہیم کی روایت کے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر اور مسلمانوں پر ان کا معاملہ نہایت سنگین ہو گیا تو آپ نے ان کو مدینہ ہجرت کر جانے کا حکم دیا۔ لہٰذا مسلمان جماعت در جماعت کے سے نکلے۔ رسول اللہ ﷺ کے مکے سے نکلنے سے قبل مدینہ کی طرف جو نکل گئے وہ ابوسلمہ بن عبدالاسد اور اس کی بیوی اُم سلمہ بنت ابوامیہ، عامر بن ربیعہ اس کی بیوی اُم عبداللہ بنت ابوحثمہ۔ اور کہا جاتا ہے کہ پہلی ظعینہ (کجاوے میں عورت) ہجرت کرنے والی جو مدینے میں آئی وہ اُم سلمہ تھی اور بعض لوگوں نے کہا کہ اُم عبداللہ تھی۔ واللہ اعلم

اور مصعب بن عمر، عثمان بن مظعون، ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ، عبداللہ بن جحش، عثمان بن شرید، عمار بن یاسر اور ابوسلمہ عبداللہ بن جحش بن عمرو بن عوف کے پاس جا کر اترے۔ اس کے بعد عمر بن خطاب ﷺ نکلے اور عیاش بن ابوربیعہ اپنے احباب کے ساتھ، یہ لوگ اُترے بنی عمرو بن عوف میں۔ چنانچہ ابوجہل بن ہشام نے اور حارث بن ہشام نے اور عاص بن ہشام نے اس کو تلاش کیا۔ اور عیاش بن ابوربیعہ ابوجھل کا بھائی تھا ماں کی طرف سے۔ یہ لوگ مدینہ گئے اور جا کر کہا ہماری اور تمہاری امی تمہارے لئے بہت غمگین ہو کر رو رہی ہیں اور وہ قسم کھا بیٹھی ہے کہ وہ گھر کی چھت کے سائے تلے نہیں جائے گی اور نہ ہی سر میں تیل کنگھی کرے گی جب تک وہ تم کو نہ دیکھ لے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہم لوگ آپ کی تلاش میں نہ نکلتے تم اللہ سے ڈرو اپنی ماں کا خیال کرو۔ اس کو بھی اپنی ماں کے ساتھ بہت پیار تھا اور اس کو یہ بھی معلوم تھا کہ اس کی ماں اس کے ساتھ انتہائی محبت کرتی ہے۔ چنانچہ اس نے ان کی بات کو سچا مان لیا اور اپنی ماں پر ترس کھایا۔ جب انہوں نے یہ بات اس سے ذکر کی تھی تو اس نے کہا تھا میں تمہارے ساتھ جانے کے لئے تیار نہیں ہوں جب تک حارث بن ہشام اس کے بعد وعدے کرے۔ جب یہ دونوں اس کو مدینے لے کر نکل گئے تو انہوں نے اس کو رسیوں سے جکڑ دیا وہ ہمیشہ وہاں رہا۔ یہاں تک کہ وہ اس وقت مکے سے نکلا تھا جب فتح مکہ سے کچھ پہلے جو لوگ نکلے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اس کی خلاصی کی دعا فرمایا کرتے تھے۔

راوی کہتے ہیں کہ اور نکلنے والوں میں عبدالرحمٰن بن عوف تھے جو سعد بن ربیع کے پاس جا کر ٹھہرے بنو حارث بن خزرج میں۔ اور عثمان بن عفان اور طلحہ بن عبداللہ اور زبیر بن عوام اور ایک دوسرا طائفہ۔ بہر حال طلحہ شام کی طرف نکل گئے تھے۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے اصحاب رسول مدینہ کی طرف نکلنا شروع ہو گئے تھے ٹولی ٹولی کر کے۔ اور کچھ لوگ اصحاب رسول میں سے ایسے تھے جو مکے میں ٹھہرے رہے یہاں تک وہ حضور ﷺ کے مدینے آجانے کے بعد ہی آ گئے ان میں سے سعد بن ابووقاص تھے۔ میں کہتا ہوں کہ سعد کی آمد کے بارے میں اختلاف ہے۔ کہا گیا ہے کہ اسی طرح جیسے مذکور ہوا۔ اور یہ کہا گیا کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو حضور ﷺ کی آمد سے کچھ قبل آئے تھے۔ (الدرر ص ۷۷۔۸۹)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی نافع نے عبداللہ بن عمر ﷺ سے، اس نے اپنے والد ﷺ بن خطاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم نے ہجرت کی بات پکی کر لی تو میں اور عیاش بن ابوربیعہ اور ہشام بن العاص بن وائل ہم لوگ بیٹھے اور ہم نے کہا ہمارا تمہارا وعدہ گاہ تناضب

(مقام یا درخت) ہے بنی غفار کے جوہڑ سے جو شخص تم میں صبح کرے مگر وہاں نہ پہنچے تو سمجھا جائے گا کہ وہ روک لیا گیا ہے۔ لہٰذا اس کے دیگر دو ساتھی چل پڑیں گے اس کا انتظار نہیں کریں گے۔ میں نے صبح کی اس مقام پر۔ میں اور عیاش بن ابو ربیعہ اور ہشام ہم سے روک لئے گئے اور آزمائش میں ڈالا گیا، بس میں آزمائش میں پڑ گیا۔ ہم لوگ مدینے میں آ گئے ہم کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں کرے گا جنہوں نے اللہ کو پہچان لیا اور اس کے ساتھ ایمان لائے اور اس کے رسول کی تصدیق کی۔ اس کے بعد اس سے رجوع کر لیں اور واپس پھر جائیں مصیبت اور آزمائش کی وجہ سے جو اُن کو پہنچی ہے دنیا سے۔ اور وہ لوگ اس کو اپنے نفسوں کے لئے کہتے تھے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انہی کے بارے میں یہ آیت اُتاری:

قل یا عبادی الذین اسرفو علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمة اللّٰہ۔ (سورۂ زمر)

فرما دیجئے اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے مت مایوس ہو اللہ کی رحمت سے

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے لکھا اس کے بعد میں نے اس کو ہشام کی طرف بھیج دیا۔ ہشام بن العاص نے کہا جب میرے پاس پہنچی تو اس کو لے کر ذی طُوی کی طرف نکلا میں نے اس کو ساتھ لے کر اوپر کو چڑھا اور تصویب کراتا تا کہ میں اس کو سمجھ لوں۔ میں نے کہا اے اللہ! مجھ کو یہ سمجھا دے۔ لہٰذا میں نے اس کو پہچان لیا یقیناً یہ ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جیسے ہم لوگ تھے اپنے نفسوں کے بارے میں کہتے تھے اور کہا جاتا ہمارے بارے میں۔ چنانچہ میں واپس آیا اور اپنے اونٹ پر بیٹھا اور پیچھے رسول اللہ ﷺ کو جا کر ملا لہٰذا ہشام قتل ہو کر شہید ہو گئے اجنادین میں ابوبکر صدیقؓ کی حکومت میں۔ (ابن ہشام ۲/۸۵۔۸۷)

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، اس نے کہا ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی احمد بن ابوبکر بن حارث بن زرارہ بن مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ہے عبدالعزیز بن محمد نے عبداللہ سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمرؓ سے۔ کہ انہوں نے کہا ہم لوگ مکے سے آئے تھے اور ہم مقام عقبہ میں اترے تھے عمر بن خطابؓ اور ابوعبیدہ بن جراح، سالم مولی ابوحذیفہ۔ ان کی امامت سالم مولی ابوحذیفہ کرتے تھے کیونکہ ان کو ان سب میں قرآن زیادہ یاد تھا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن نصر نے، ان کو عبداللہ بن حارث نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمر بن مطر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوخلیفہ نے، ان کو عبداللہ بن رجاء نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی اسرائیل نے ابواسحٰق سے، اس نے براء سے، اس نے ذکر کی ہے حدیث ہجرت اور قبلہ، براء سے۔ کہتے ہیں کہ پہلا شخص جو ہمارے پاس آیا تھا مہاجرین میں سے وہ مصعب بن عمیر تھے بنی عبدالدار بن قصی کے بھائی۔ ہم نے ان سے کہا تھا رسول اللہ ﷺ کیا سوچ رہے ہیں؟ اس نے بتایا کہ حضور ﷺ تا حال اپنی جگہ پر ہیں اور ان کے اصحاب میرے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں۔ اس کے بعد عمرو بن اُم المکتوم اعمٰی آئے وہ بھائی تھے بنی فہر کے۔ ہم نے اس سے کہا تیرے پیچھے جو رہ گئے ہیں وہ کیا کر رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب۔ انہوں نے بتایا کہ وہ پیچھے پیچھے ہیں یعنی آنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد عمار بن یاسر آئے اور سعد بن وقاص اور عبداللہ بن مسعود اور بلال اس کے بعد عمر بن خطابؓ ہمارے پاس آئے بیس گھڑ سواروں کے ساتھ۔ اس کے بعد ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ آئے۔ ابوخلیفہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ براء نے کہا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آتے تھے یہاں تک کہ میں کوئی سورت پڑھتا تھا مفصلات میں سے۔ اس کے بعد ہم نکلتے، ہم ملتے تھے قافلے سے ہم نے ان کو پا لیا۔ تحقیق ڈر رہے تھے۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث اسرائیل سے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس نے، ان کو احمد نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے۔ اس نے مدینے کی طرف نکلنے والے اصحابِ رسول کے اسماء گرامی کا تذکرہ زیادہ جامع کیا ہے موسیٰ بن عقبہ کے تذکرہ کرنے سے۔ یہ ایسی بات ہے جس کے ساتھ کتاب مزید طویل ہوجائے گی۔

ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ لوگوں میں سے مدینے میں جو سب سے آخر میں آیا جو اپنے دین میں آزمائش میں نہیں واقع کیا گیا یا روکا گیا تھا وہ علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ اس لئے ہوا کہ حضور ﷺ نے ان کو مکے میں پیچھے چھوڑا ہوا تھا اور ان کو حکم دیا تھا کہ وہ میرے بستر پر سوجائیں اور ان کو مدت مختصر کردی تھی تین دن کی۔ اور انہیں حکم دیا تھا (کہ وہ حضور ﷺ کی طرف سے) ہر ذی حق کا حق ادا کردیں۔ انہوں نے ایسے ہی کیا تھا۔ اس کے بعد وہ پیچھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لاحق ہوگئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۱۱۱)

باب ۹۶

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشرکوں کا مکروفریب کرنا

اور اللہ کا اپنے رسول کو بچانا اور حضور ﷺ کو اس کے بارے میں بتانا یہاں تک کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مہاجر بن کر نکل گئے تھے

(ابن ہشام ۲/۹۶-۱۱۲۔ ابن سعد ۱/۲۲۷)

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمرو بن خالد نے ابن لہیعہ سے، اس نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حج کے بعد ٹھہرے رہے بقیہ دن ذی الحجہ کے اور محرم کا مہینہ اور صفر کا۔ اس مہینہ قریش کے مشرکین نے باہم مشورے سے طے کرلیا اور انہوں نے مکر کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو پکڑ کر یا تو قتل کردیں یا ان کو بند کردیں یا ان کو شہر سے نکال دیں یا ان کو باندھ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کے مکر سے آگاہ کردیا۔

واذ یمکربك الذین کفروا لیثبتوك او یقتلوك او یخرجوك ویمکرون ویمکراللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین ۔

(سورۃ الانفال)

یاد کرو اُس وقت کو جب مشرکین اور کفار تیرے بارے میں مکر کررہے تھے کہ تجھے برقرار رکھیں یا قتل کردیں یا تجھے نکال دیں۔ وہ مکر کررہے تھے اور اللہ تعالیٰ بھی تدبیر کرچکا تھا۔ اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔

لہٰذا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ نکل گئے رات کے وقت غارِ ثور کی طرف۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بسترِ رسول سنبھال لیا وہ اس پر سو گئے۔ اللہ نے آپ کو لوگوں کی نگاہوں سے چھپالیا تھا۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے، ان کو

محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے ، اس نے ابن شہاب زہری سے ، یہ الفاظ حدیث اسماعیل کے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں ٹھہرے رہے تھے رسول اللہ ﷺ حج کے بعد بقیہ ذی الحجہ اور محرم اور صفر کہ پھر مشرکین قریش نے اس پر اتفاق کرلیا کہ یا تو (محمد ﷺ) کو قتل کردیں یا ان کو نکال دیں جب گمان کریں کہ وہ یہاں سے نکلنے والے ہیں ۔ اور انہوں نے جان لیا تھا کہ اللہ نے ان کے لئے ٹھکانہ بھی بنادیا ہے اور ان کے اصحاب کے لئے تحفظ بھی ۔ اور جو لوگ مسلمان ہو کر گئے تھے ان کے اسلام لانے کی خبر بھی ان کو پہنچ چکی تھی اور یہ بھی دیکھ چکے تھے کہ کون کون ہجرت کر کے مہاجرین میں سے ان کی طرف چلا گیا ہے ۔ لہٰذا انہوں نے یہ طے کرلیا کہ یا تو رسول اللہ ﷺ کو قتل کردیں گے یا ان کو باقی رکھیں گے ۔ اللہ عزوجل نے فرمایا :

واذ يمكربك الذين كفروا ليثبتوك او يقتلوك او يخرجوك ويمكرون ويمكرالله والله خير الماكرين ۔

(سورۃ الانفال)

لہٰذا جس روز وہ حضرت ابوبکر ؓ کے پاس آئے تو ان کو خبر مل گئی کہ وہ آج رات حضور ﷺ پر شب خون ماریں گے جب اپنے بستر پر ہوں گے ۔ لہٰذا حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ درمیانی رات میں غارِ ثور کی طرف نکل گئے ۔ یہ وہی غار ہے اللہ نے قرآن میں جس کا ذکر کیا ہے ۔ اور حضرت علی بن ابوطالب ؓ جاکر بسترِ رسول ﷺ پر سو گئے تھے تاکہ وہ ان کو شک میں ڈال سکیں کہ (حضور ﷺ موجود ہیں اور سو رہے ہیں) ۔ قریش رات بھر آتے جاتے رہے اور مشورہ کرتے رہے کہ ان میں سے کون آپ کے بستر پر پہنچے اور جاکر حضور ﷺ کو جکڑ دے ۔ رات بھر یہی ہوتا رہا تا آنکہ صبح ہوگئی ۔ جب انہوں نے دیکھا تو وہ حضرت علی ؓ تھے ۔ انہوں نے ان سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھا ۔ حضرت علی ؓ نے ان کو بتایا کہ مجھے ان کے بارے میں صحیح معلوم نہیں ہے وہ سمجھ گئے کہ وہ یہاں سے نکل کر فرار ہوگئے ہیں لہٰذا انہوں نے ہر سمت پر گھڑ سوار بھیجے آپ ﷺ کو تلاش کرنے کے لئے ۔

قریش کا آپس میں مشورہ .... (۳) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو احمد بن عبدالجبار نے ، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے ، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو جو آپ کے اصحاب میں مکے میں موجود تھے ، حکم دیا کہ وہ مدینے میں اپنے بھائیوں کے ساتھ لاحق ہوجائیں باہم آپس میں مشورہ کریں ۔ مشرکین نے کہا اب وقت ہے لہٰذا انہوں نے باہم اتفاق کرلیا محمد کے معاملے میں ۔ بس اللہ کی قسم یہ تو جوانوں کی جماعت اکٹھی ہو کر تمہارے اوُپر حملہ کردے گی (اگر مدینے چلا گیا) ۔ لہٰذا یا تو اس کو یہیں مضبوط رکھو یا قتل کردو یا جلا وطن کردو ۔ چنانچہ انہوں نے سب کو آپ ﷺ کے لئے دارالندوۃ میں اکٹھا کیا تا آنکہ آپ کے قتل کا مشورہ کریں ۔ جب دار میں داخل ہوئے تو شیطان ایک خوبصورت آدمی کی شکل میں ان کے سامنے آیا اپنی چادر میں ۔ البت کا مطلب الکساء ہے ۔ اس نے آکر پوچھا کہ کیا میں اندر آسکتا ہوں ۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اس نے بتایا کہ میں اہلِ نجد میں سے ایک آمی ہوں ۔ میں نے سنا ہے اس بارے میں جو تم مشورہ کررہے ہو ۔ میں نے چاہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں مبادا کہیں تم سے کوئی اچھی رائے یا مشورہ نہ رہ جائے ۔ ان لوگوں نے کہا کہ جی ہاں ضرور آپ آجائیں ۔

شیخ نجدی کی رائے .... جب وہ داخل ہوا تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے معاملہ کس قدر پیچیدہ ہے تم جانتے ہو لہٰذا ایسا کرو کہ اس آدمی کے مشورے کے مطابق ایک ایک رائے پر اتفاق کرلو ۔ دارالندوہ میں جو لوگ جمع تھے ان میں کفار کی معروف شخصیات یہ تھیں : شیبہ عتبہ ، ربیعہ کے دو بیٹے ، ابوجہل بن ہشام ، نضر بن حارث ۔ ان میں سے کسی نے کہا کہ میرا تو مشورہ یہ ہے کہ اسے (محمد ﷺ) بند کردو ، قید کردو پھر اس کے بارے میں انتظار کرو گردش زمانہ کا ۔ یہاں تک کہ وہ ہلاک ہوجائے جیسے اس سے قبل والے شعراء ہلاک ہوگئے تھے مثلاً زہیر بن ابوسلمیٰ اور نابغہ وغیرہ وغیرہ ۔ مگر شیطان نے (فرضی بزرگ) اس رائے کی مخالفت کی اور کہا اللہ کی قسم یہ کوئی اچھی اور مفید رائے نہیں ہے تمہارے حق میں ۔ اللہ کی قسم اگر تم لوگوں نے ایسے کیا تو اس کی رائے اور اس کی بات اس کے دوستوں تک پہنچتی رہے گی ۔ یہاں اس کو بند کرو گے

اور عین ممکن ہے کہ وہ لوگ تمہارے ہاتھ سے اس کو چھین کر لے جائیں گے پھر وہ غالب آ جائیں گے تمہارے اوپر۔ اس پر بھی جو معاملہ آج تمہارے ہاتھ میں ہے۔ کسی نے یہ کہا کہ بلکہ ہم اس کو نکال دیں اور اپنے شہروں سے دور کہیں جلاوطن کر دیں جب اس کا چہرہ ہم سے غائب ہوگا اور اس کی بات بھی ہمارے سامنے نہیں ہوگی تو اللہ کی قسم ہمیں اس کی پرواہ نہیں ہوگی کہ وہ کہاں شہروں میں پڑا ہوا ہو۔ اور اس کے بعد ہمارا معاملہ زیادہ اتفاق سے ہمکنار ہوگا اور آپ میں ہمارا اتفاق بھی ہوگا۔ مگر اس نجدی نما بزرگ (فی الحقیقت شیطان) نے کہا اللہ کی قسم تمہاری یہ رائے بھی کوئی رائے نہیں ہے کیا تم نے اس کی میٹھی بولی نہیں سنی اور حسن حدیث وغیرہ۔ اور دیکھتا نہیں وہ جس کو ملتا ہے یا جو اس کو ملتا ہے یہ اس پر غالب آ جاتا ہے جبکہ اس کے مخالف ایسا نہیں کر سکتے۔ اللہ کی قسم اگر تم ایسا کرو گے تو وہ عرب کے جس قبیلے پر بھی داخل ہوگا وہ اسی کی رائے سے متفق ہو جائیں گے۔ اس کے بعد وہ اس کو لا کر تمہارے سروں پر مسلط کر دیں گے۔ یہ ان کو لا کر تمہیں روندھ ڈالے گا۔ اللہ کی قسم یہ رائے بھی تمہاری کوئی اچھی رائے نہیں ہے۔

اتنے میں ابوجہل بن ہشام نے کہا اللہ کی قسم میری بھی اس کے بارے میں ایک رائے ہے مجھے نہیں معلوم کہ تم اس پر متفق ہو گے یا نہیں۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ کیا رائے ہے؟ میں یہ سوچ رہا ہوں کہ تم لوگ ہر ہر قبیلے کا قریش میں سے ایک مضبوط نوجوان لڑکا جو صاحب حسب و نسب ہو اس کے ان مضبوط نوجوان لڑکوں کے ہاتھ میں تیز دھار تلواریں دیں۔ وہ سارے اکٹھے ہو جائیں اور وہ یکبارگی ان پر مل کر اجتماعی وار کریں اور اس کو قتل کر دیں جب اس ترتیب کے ساتھ قتل کرو گے تو اس کا خون تمام قبائل میں بکھر جائے گا۔ اس کے بعد بنو عبد مناف نہیں سمجھ سکیں گے کہ وہ کیا کریں اور تمام قبائل سے لڑنے کی قوت واستطاعت نہیں رکھیں گے۔ اس کے بعد لامحالہ بات یہی طے ہوگی یہ لوگ دیت اور خون بہا لے لیں لہٰذا ان کو اس کی دیت دے دی جائے گی۔ شیطان نے (نجدی نما بزرگ) کہا اللہ کے لئے نیکی ہے اس نوجوان کی بس یہی رائے ہے ورنہ کوئی شے نہیں۔ چنانچہ وہ سب اسی بات پر متفق ہو کر اٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس مشورے کی خبر پہنچی اور رسول اللہ ﷺ کو کہا گیا کہ اُس رات اپنے بستر پر نہ سوئیں۔ لہٰذا آپ ﷺ اس جگہ نہ سوئے جہاں سوتے تھے اور اپنے بستر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سلایا۔

(۴) اور اس میں جو ذکر کیا ابوعبداللہ حافظ نے یہ ہے کہ محمد بن اسماعیل مقری نے ان کو حدیث بیان کی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحٰق بن ابراہیم نے، ان کو سعید بن یحییٰ بن سعید ابوعثمان نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو محمد بن اسحٰق نے عبداللہ بن ابونجیح سے، اس نے مجاہد سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی کلبی نے، زاذان مولی اُم ہانی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ایک جماعت قریش کی اشراف میں سے ہر قبیلے کے جمع ہوئے۔ راوی نے اس مذکور قصے کا مفہوم ذکر کیا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے کہا ہے کہ پھر جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ کے پاس آئے اور حضور ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اپنے بستر پر رات نہ گذاریں جس جگہ آپ رات گذارتے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مکے سے نکلنے یعنی ہجرت کرنے کی اجازت دی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ پر آپ کے مدینہ آ جانے کے بعد سورۃ الانفال میں یہ آیت اتاری جس میں اللہ نے حضور ﷺ پر اپنی نعمت کا ذکر کیا ہے اور اپنے نزدیک ان کی آزمائش کا ارشاد ہوا:

واذ يمكربك الذين كفروا ليثبتوك او يقتلوك او يخرجوك ويمكرون ويمكرالله والله خير الماكرين

جب کفار و مشرکین تیرے ساتھ مکر و تدبیر کر رہے تھے تا کہ آپ کو بند رکھیں یا قتل کر دیں یا شہر سے نکال دیں۔ غرض یہ کہ بری تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ تدبیر خیر کر چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کنندہ ہے

اور دوسری تدبیرِ بد یہ تھی کہ محمد ﷺ کو بند کر دیا جائے یہاں تک کہ آپ ہلاک ہو جائیں جیسے ان سے قبل شعراء ہلاک ہو گئے تھے۔ اس بارے میں ارشاد فرمایا:

ام يقولون شاعر نتربص به ريب المنون

کیا بھلا یوں کہتے ہیں کہ یہ (محمد ﷺ) شاعر ہے ہم اس کے بارے میں انتظار کریں گے گردشِ ایام کی۔ (ابن ہشام ۹۵/۲)

جبرائیل علیہ السلام کا مشورہ .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو احمد بن عبدالجبار نے ، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے ۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کے مقیم رہے اللہ کے حکم کا انتظار کرتے رہے ۔ یہاں تک کہ جب قریش کے سارے بڑے جمع ہو گئے اور انہوں نے حضور ﷺ کے بارے میں تدبیر شر بنالی اور ان کے قتل کا پروگرام بنالیا تو جبرائیل علیہ السلام عین وقت پر آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو آکر یہ ہدایت دے گئے اب رات کو اپنے آرام کی جگہ پر نہ رہیں ۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ رات کو آپ کے بستر پر رات گذاریں اور آپ کی سبز چادر اوپر اوڑھیں انہوں نے ایسا ہی کیا ۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سب کے سامنے نکلے حالانکہ وہ حضور ﷺ کے دروازے پر موجود تھے ۔ حضور ﷺ اس طرح نکلے کہ آپ کے ہاتھ میں مٹی کی بھری ہوئی مٹھی تھی آپ ان لوگوں کے سروں پر اس کو بکھیرتے گئے جس سے اللہ نے ان کی بینائی اپنے نبی کو دیکھنے سے سلب کر لی ۔ حضور ﷺ یہ پڑھ رہے تھے :

یٰسٓ والقران الحکیم انک لمن المرسلین تا فاغشینھم فھم لا یبصرون

اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت اس کی تائید کرتی ہے ۔ (ابن ہشام ۲/۹۵-۹۶)

باب ۹۷

نبی کریم ﷺ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار کی طرف نکلنا اور اس میں جن آثار کا ظہور ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوبکر بن اسحٰق فقیہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی عبید بن عبدالواحد نے ، ان کو یحیٰی بن بکیر نے ، ان کو لیث نے ، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالحسن محمد بن عبداللہ نے اور یہ الفاظ اسی کی روایت کے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحٰق نے ، ان کو محمد بن یحیٰی نے ، ان کو ابن صالح نے ، ان کو لیث نے ، ان کو عقیل نے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن شہاب نے کہا تھا کہ مجھے خبر دی عروہ بن زبیر نے یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ رسول فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے اپنے ماں باپ کو سمجھنا شروع کیا یعنی جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے وہ دونوں دیندار تھے یعنی پکے مسلمان تھے ۔ اور کوئی دن ہمارے اوپر نہیں گذرتا تھا مگر ہر روز رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لاتے تھے (دونوں وقت صبح اور شام) ۔

جب مسلمان آزمائش میں مبتلا کئے گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے یہاں تک کہ جب وہ مقام برک الغماد تک پہنچے (یہ مقام تھا یمن کے کونے پر ساحل سمندر پر) وہاں پر ان کو ابن دغنہ ملے (ان کا نام ربیعہ بن رفیع اہبان بن ثعلبہ سلمی تھا ۔ دغنہ اس کی ماں کا نام تھا) ۔ وہ قارہ کے سردار تھے ۔ اس نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے اے ابوبکر؟ انہوں نے بتایا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے ۔ میں نے چاہا کہ میں دھرتی پر سفر کر جاؤں (اور آزادی کے ساتھ) میں رب کی عبادت کروں ۔ ابن دغنہ نے کہا کہ آپ جیسا شخص نہ نکالا جاتا ہے نہ خود نکلتا ہے آپ ناداروں کو کما کر کھلاتے ہیں ۔ اور آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور مجبوروں و معذوروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں یعنی ان کی کفالت کرتے ہیں ، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق امور میں آپ مدد کرتے ہیں ۔ بے شک میں تیرا پناہ دہندہ ہوں آپ واپس لوٹ چلیں اپنے شہر (مکہ) میں اپنے رب کی عبادت (آزادی) کے ساتھ کریں ۔

ابن دغنہ کا صدیق اکبر ﷺ کو پناہ دینا .... چنانچہ ابن دغنہ نے ابوبکر ﷺ کے ساتھ واپس کوچ کیا اور مکے میں آ کر اس نے قریش کے اشراف کے پاس جا کر کہا کہ ابوبکر جب بندہ نہ خود نکلتا ہے نہ ہی نکالا جاتا ہے۔ کیا تم لوگ ایسے شخص کو نکالتے ہو جو ناداروں کی سرپرستی کرتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، معذوروں اور مجبوروں کے بوجھ اٹھاتا ہے اور مہمانوں کو کھانا کھلاتا ہے، حق کے امور میں مدد کرتا ہے۔ قریش نے ابن دغنہ کی پناہ کو ابوبکر کے حق پر جاری رکھا انہوں نے بھی ابوبکر صدیق ﷺ کو امان دے دی۔ اور انہوں نے ابن دغنہ سے کہا آپ ابوبکر سے کہہ دیں کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں اور نمازیں بھی پڑھیں اور قرآن بھی جتنے پڑھیں جتنے بھی چاہیں لیکن وہ اس کے ساتھ ہمیں اذیت نہ پہنچائے اور اس کا اعلان نہ کرے ظاہر اور کھلم کھلا نہ کرے۔ ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں ہماری اولاد اور ہماری عورتیں دیکھ سن کر فتنے میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ چنانچہ ابوبکر صدیق ﷺ اپنے گھر میں رب کی عبادت کرتے رہے انہوں نے نماز اور تلاوتِ قرآن کو ظاہراً اور دوسرے کے گھر میں نہ پڑھا۔

گھر کے صحن میں مسجد .... اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کو یہ بات سوجھی کہ انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنا ڈالی پھر وہ اس میں نماز بھی پڑھتے اور قراءت بھی کرتے۔ لہٰذا مشرکین کی عورتیں اور ان کے بیٹے ابوبکر ﷺ کی قراءت سننے کے لئے بے تاب ہو کر پروانہ وار ابوبکر پر گرتے تھے وہ حیران ہو کر ان کی طرف دیکھتے تھے۔ اور حضرت ابوبکر ﷺ بہت رونے والے نرم دل آدمی تھے وہ جب قرآن پڑھتے تو اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکتے تھے لہٰذا اس بات نے مشرکین میں اشرافِ قریش کو پریشان کر دیا تھا۔ انہوں نے ابن دغنہ کی طرف نمائندہ بھیج کر ان کو بلایا وہ جب ان کے پاس آئے تو انہوں نے اس سے کہا ہم لوگوں نے ابوبکر کو اس شرط پر پناہ دی تھی کہ وہ رب کی عبادت اپنے گھر میں کرے وہ اس بات سے آگے بڑھ گیا ہے۔ اس نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنا رکھی ہے وہ نماز پڑھتا ہے اور زور سے قراءت کرتا ہے۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ کہیں ہمارے بیٹوں کو اور ہماری عورتوں کو فتنے میں نہ واقع کر دے۔ آپ جائیں اور جا کر اسے کہیں کہ وہ اگر یہ پسند کرے کہ اپنے رب کی عبادت پر کاربند رہے اپنے گھر کے اندر تو ضرور ایسا کرے لیکن اگر وہ انکار کرے کہ نہیں میں تو نماز بھی اور قراءت بھی اعلانیہ اور ظاہر پڑھوں گا اور زور زور سے پڑھوں گا تو آپ اس سے کہیں کہ وہ آپ کی ذمہ داری اور پناہ آپ کو واپس کر دے۔ ہم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ہم تیری پناہ میں عہد شکنی کریں ہم لوگ ابوبکر کو زور زور سے نماز اور قرآن پڑھنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔

اللہ کی پناہ پر خوش ہوں .... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابن دغنہ ابوبکر ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ابوبکر! آپ جانتے ہیں وہ جس پر ہم نے آپ سے عہد باندھا تھا۔ یا تو آپ اس بات کے پابند رہیں یا پھر آپ میری ذمہ داری اور میری پناہ واپس کر دیں۔ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ عرب یہ بات سنیں کہ میری پناہ توڑ لی گئی ہے اور میرے ذمہ میں عہد شکنی ہوگئی ہے کسی ایک بھی آدمی کے بارے میں جس کے لئے میں نے عہد باندھا تھا۔ ابوبکر صدیق ﷺ نے فرمایا کہ میں آپ کی پناہ آپ کو واپس کرتا ہوں اور اللہ کی پناہ کے ساتھ خوش ہوں ان دنوں رسول اللہ ﷺ مکے میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے کہا مجھے تمہاری دار الہجرت دکھا دی گئی ہے، شور والی زمین کھجوروں والی دو سیاہ پہاڑوں کے درمیان والی دکھائی گئی ہے (وہ دونوں حرہ ہیں)۔ چنانچہ ہجرت کی مدینے کی طرف جب رسول اللہ ﷺ نے تذکرہ کیا۔ اور وہ مسلمان بھی واپس آ گئے جنہوں نے ارض حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ لہٰذا حضرت ابوبکر ﷺ نے بھی مدینہ ہجرت کرنے کے لئے سامان تیار کیا مگر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ آپ ابھی اپنی حالت پر رہیں مجھے امید ہے کہ مجھے اجازت دے دی جائے گی۔ ابوبکر ﷺ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ کو اس بات کی امید ہے؟ میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان جائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں! لہٰذا ابوبکر ﷺ نے اپنے آپ کو روک لیا رسول اللہ ﷺ کے لئے تاکہ آپ کی صحبت سفر میں بھی اختیار کر سکیں۔ اور انہوں نے دو اُونٹنیوں کو خوب گھانس کھلائی جو ان کے پاس تھیں اور چار مہینے تک (درختوں کے پتے کھلائے) خصوصاً کیکر کے درخت کے۔

حضور ﷺ کو ہجرت کی اجازت .... ابن شہاب نے کہا کہ عروہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک دن ہم لوگ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے انتہائی شدید گرمی کا وقت تھا کہ کہنے والے نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ آ گئے ہیں چادر کا گھونگھٹ نکالے، ایسے وقت میں جس وقت نہیں آیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان حضور ﷺ اس وقت ایسے نہیں آئے ضرور کوئی بات ہے اتنے میں حضور ﷺ پہنچ گئے۔ انہوں نے اجازت طلب کی آپ کو اجازت دی گئی آپ ﷺ اندر آئے تو آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا یہاں سے چلیں ذرا (بات کرنی ہے)۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان یارسول اللہ! یہ سارے گھر والے آپ کے گھر کے افراد تو ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک۔ مجھے یہاں سے نکلنے کی (یعنی ہجرتِ مدینہ) کی اجازت دے دی گئی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یارسول اللہ! کیا آپ کے صحابہ کو بھی اجازت مل گئی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جی ہاں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ! میری ان دو اُونٹیوں میں سے ایک آپ لے لیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں قیمتاً خریدوں گا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے دونوں کا سامانِ سفر تیار کیا ہلکا پھلکا سامان (یا عجلت میں تیار کیا ہوا مختصر سامان)۔ ہم لوگوں نے ان کے لئے ایک دستر خوان اور ایک تھیلی میں سامان باندھا اور اسماء بنت ابوبکر نے اپنے دوپٹے یا کمر پیٹے کو دو حصوں میں چیرا اور اس کے ساتھ وہ بوری یا تھیلی کا منہ باندھا اس لئے وہ اسی وجہ سے نام رکھ دی گئیں ذات النطاقین۔

سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہاڑ کی غار میں جا ملے جس کو ثور کہا جاتا ہے۔ چنانچہ تین راتیں وہ اس میں چھپے رہے۔ عبداللہ بن ابوبکر رات ان کے پاس جا کر گزارتے تھے وہ نوجوان لڑکے تھے، ذہین تھے، حاذق اور زکی العہد تھے۔ لہٰذا وہ منہ اندھیرے صبح ان کے ہاں سے روانہ ہوتے اور صبح کے وقت مکے میں قریش میں موجود ہوتے جیسے انہوں نے رات یہاں گذاری ہے۔

قریش جو بھی مکر و تدبیر بناتے وہ اس کو یاد رکھتے اور جا کر اس کی خبر حضور ﷺ کو اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بتاتے رات کے اندھیرے میں۔ اور عامر بن فہیرہ جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے وہ ان دونوں کی بکریاں چراتے تھے جو کہ دودھ والی تھیں چنانچہ وہ شام کو اندھیرا چھا جانے کے بعد بکریاں وہاں پر لے کر جاتے۔ اور ان دونوں کو ان کا دودھ پلاتے وہ دونوں اسی دودھ پر رات گذارتے۔ پھر وہ اندھیرے میں ہی بکریوں کو ہانک کر لے جاتے تینوں راتیں وہ ایسے کرتے رہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے کرائے پر ایک آدمی لیا اور ابوبکر نے بنو دیل میں بنو عبد بن عدی سے جو راستے کی رہنمائی کرتا خِرِّیت تھا خریت راستے کے ماہر کو کہتے ہیں اس کو قسم دی گئی تھی آل عاص بن وائل میں۔ وہ شخص کفارِ قریش کے دین پر تھا۔ انہوں نے اس کو امین بنا دیا اور اپنی سواریاں اس کے حوالے کر گئے تھے اور اس کو غارِ ثور کا وعدہ دے گئے تھے۔ چنانچہ تین راتیں پوری ہونے کے بعد صبح ہی وہ دونوں سواریاں لے کر دونوں کے پاس پہنچ گیا لہٰذا وہ دونوں اس وقت وہاں سے کوچ کر گئے تھے اور عامر بن فہیرہ اور وہ رہنما بھی جو کہ دُوَلی تھا یہ شخص ان کو یدٗ بحر سے لے گیا وہ ساحل کا راستہ ہے۔

اس کو بخاری صحیح میں روایت کیا ہے یحییٰ بن بکیر سے اس نے لیث سے، وہ کہتے ہیں (اس میں) یہ لفظ بھی ہے تَكْسِيبُ الْمَعْدُوْم۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک رات آل عمر سے بہتر ہے .... (۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر احمد بن اسحٰق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن عباد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عفان بن مسلم نے، ان کو سری بن یحییٰ نے، ان کو محمد بن سیرین نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں کچھ آدمیوں کا تذکرہ ہو رہا تھا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے ہیں۔ جب یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم ایک رات ابوبکر کی بہتر ہے آل عمر سے اور ایک دن بہتر ہے ابوبکر کا آل عمر سے۔ رسول اللہ ﷺ ایک رات غار کی طرف روانہ ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ ساتھ تھے۔ ایک لحظہ وہ آگے آگے چلتے اور ایک لحظہ پیچھے چلتے۔ رسول اللہ ﷺ اس ادا کو سمجھ گئے اور پوچھنے لگے ابوبکر کیا ہوا آپ ایک لحظہ آگے چلتے ہیں اور ایک لحظہ پیچھے چلتے ہین میرے۔ عرض کی یارسول اللہ! طلب کو یاد کرتا ہوں تو آپ کے پیچھے چلتا ہوں۔ اس کے بعد رصد کو یاد کرتا ہوں تو آپ کے آگے

چلتا ہوں۔ حضور ﷺ نے پوچھا اے ابوبکر! کیا میرے سوا کوئی چیز ہے جس کو آپ میرے سوا پسند کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکر ؓ نے کہا یا رسول اللہ! کوئی معمولی سی معمولی چیز بھی ایسی نہیں میں جس کو آپ کے سوا پسند کروں۔ جب وہ دونوں غار تک پہنچ گئے ابوبکر ؓ اندر داخل ہوئے اور حضور ﷺ سے کہا آپ باہر رہیں میں پہلے آپ کے لئے غار صاف کرلوں۔ چنانچہ انہوں نے اندر جا کر پہلے غار کو صاف کیا جب اوپر آ گئے تو پھر انہیں خیال آیا کہ ایک سراغ رہ گیا تھا جس کو وہ ابھی تک صاف نہیں کر پائے تھے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ رہیں میں ایک سوراخ بند کر کے آجاؤں۔ چنانچہ پھر اندر گئے اس کو بھی بند کر کے آ گئے۔ اس کے بعد کہنے لگے یا رسول اللہ! آپ اتریں پھر حضور ﷺ اندر اُترے۔ حضرت عمر ؓ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ وہی رات بہتر ہے آل عمر سے۔

سانپ کا بار بار ڈنک مارنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران عدی نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی احمد بن سلمان نجار فقیہ نے بطور املاء۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ روایت پڑھی گئی تھی یحیٰ بن جعفر کے سامنے اور میں سن رہا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرحمٰن بن ابراہیم راسبی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی فرات بن سائب نے میمون بن مہران سے، اس نے ضبہ بن محصن عنزی سے، اس نے عمر بن خطاب ؓ سے ایک قصے میں جس کا انہوں نے ذکر کیا تھا۔

کہتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ نے کہا تھا کہ البتہ ایک رات ابوبکر کی اور ایک دن بہتر ہے عمر کی ساری زندگی سے۔ کیا تجھے دلچسپی ہے میں تجھے بتاؤں ان کی ایک رات اور ان کا ایک دن؟ وہ کہتے ہیں کہ کیوں نہیں اے امیر المؤمنین۔ انہوں نے کہا بہرحال رات تو وہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکے سے ہجرت کر کے روانہ ہوئے تو رات کے وقت چلے تھے ابوبکر ؓ ان کے پیچھے چل رہے تھے کبھی آگے چلتے اور کبھی پیچھے چلتے، کبھی ان کے دائیں، کبھی بائیں چلتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کیا بات ہے اے ابوبکر، آپ کی یہ ادا سمجھ میں نہیں آئی؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میں رصد کو یاد کرتا ہوں تو آپ کے آگے ہو جاتا ہوں اور طلب کو یاد کرتا ہوں تو آپ کے پیچھے ہو جاتا ہوں اور کبھی دائیں بائیں ہو جاتا ہوں۔ آپ کے بارے میں بے فکر نہیں رہتا ہوں بلکہ فکر لگی رہتی ہے۔ اس رات رسول اللہ ﷺ پیروں کی اُنگلیوں پر چلتے رہے تھے یہاں تک کہ آپ کے پیروں کے نشانات چھپ جائیں۔

جب ابوبکر ؓ نے حضور ﷺ کے اپنے قدموں کو اگلے حصوں پر چلتے دیکھا تو حضور ﷺ کو اپنے کندھوں پر اُٹھا لیا اور اس کے لئے ان کو سخت مشقت اُٹھانا پڑی حتیٰ کہ آپ ﷺ کو وہ غار کے دھانے تک لے آئے۔ پھر ان کو اُتارا پھر کہنے لگے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آپ اس میں نہ جائیں میں پہلے جاتا ہوں۔ اگر اس میں کوئی چیز ہوتو وہ مجھے تکلیف پہنچائے آپ کو نہ پہنچائے۔ اندر جا کر دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی پھر آپ کو اٹھا کر اندر بھی لے گئے۔ غار میں ایک سوراخ تھا اس میں سانپ وغیرہ تھے حضرت ابوبکر ؓ کو خوف لاحق ہوا کہ وہاں سے کوئی چیز نکل کر رسول اللہ ﷺ کو تکلیف نہ پہنچائے لہٰذا انہوں نے اس سوراخ میں اپنا قدم رکھ لیا۔ سانپ نے بار بار ان کو ڈنگ مارنا شروع کیا اور تکلیف کی وجہ سے ابوبکر ؓ کے آنسو بہنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوبکر آپ غم نہ کریں بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا سکینہ ان پر اتارا اور اطمینان۔ یہ تھی حضرت ابوبکر ؓ کی رات۔

ابوبکر ؓ کا خاص دن .... بہرحال باقی رہا ان کا خاص دن۔ وہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے اور عرب مرتد ہو گئے تو بعض نے کہا کہ ہم نماز تو پڑھیں گے لیکن زکوٰۃ نہیں دیں گے اور بعض نے کہا کہ نہ ہم نماز پڑھیں گے نہ زکوٰۃ دیں گے۔ میں ان کے پاس گیا میں نے ان کو نصیحت کرنے میں کوئی کمی نہ چھوڑی اور میں نے کہا اے خلیفۂ رسول آپ لوگوں سے اُلفت اور شفقت والا سلوک کریں۔ انہوں نے جواب دیا آپ جاہلیت میں زبردست تھے اور کیا اسلام میں آ کر کمزور ہو گئے ہو۔ کون سی چیز میں مَیں ان کے ساتھ الفت کروں کیا کسی مصنوعی شعر کے ساتھ یا کسی جھوٹے شعروں کے ساتھ؟ نبی کریم ﷺ وفات پا چکے ہیں اور وحی اٹھ چکی ہے پس اللہ کی قسم اگر لوگ مجھ سے اُونٹ کے پیر کی رسی روکیں گے اُس میں سے جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس رسی پر بھی ان سے قتال کروں گا۔ حضرت عمر ؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے ان کے ساتھ مل کر قتال کیا تھا اللہ کی قسم یہ صحیح اور درست اقدام تھا۔ یہ ہے حضرت ابوبکر ؓ کا خاص دن۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن اویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے ابن شہاب سے (ح) اور اس میں جس کو ذکر کیا ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ نے یہ کہ ابو جعفر بغدادی نے ان کو خبر دی ہے، اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومحمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو حدیث بیان کی ہے ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابولہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے کہ مشرکینِ مکہ نے ہر طرف سوار دوڑائے جو حضور ﷺ کو تلاش کر رہے تھے اور جہاں جہاں پانی کے گھاٹ تھے وہاں بندے بھیجے ان کے بڑے بڑے انعام مقرر کئے۔ اور مشرکین جبلِ ثور پر گئے جس میں غارِ ثور ہے جس میں نبی کریم ﷺ موجود تھے اس کے اوپر چڑھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر ؓ ان کی آوازیں سن رہے تھے۔ حضرت ابوبکر ؓ خوف زدہ ہو گئے اور انہیں فکر و پریشانی لاحق ہو گئی ایسے وقت میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا تھا: لا تحزن ان اللہ معنا "آپ غم نہ کریں بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے"۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی۔ لہٰذا ان پر سکینہ اور اطمینان نازل ہوا۔

فانزل اللّٰہ سکینتہ عَلیٰ رسولہ وعلی المؤمنین و جعل کلمۃ الذین کفروا السفلیٰ و کلمۃ اللّٰہ ھی العلیا واللّٰہ عزیز حکیم۔ (سورۃ التوبۃ)

پس اللہ نے سکینہ نازل فرمایا اپنے رسول پر اور مومنون پر اور اللہ نے کافروں کی بات کو نیچا کیا اور اللہ کی بات کو اونچا کیا۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اور ابوبکر ؓ کی دودھ والی بکریاں تھیں جو شام کو ان کے پاس جاتی تھیں اور مکے میں ان کے گھر میں بھی۔ اور عامر بن فہیرہ مولیٰ ابی بکر امین تھا اس کے پاس امانتیں رکھوائی جاتی تھیں۔ اس نے اسلام کو خوبصورت پایا اور اس نے ایک آدمی کو اُجرت پر لیا تھا وہ بنی عبد بن عدی میں سے تھا اس کو اریقط کہا جاتا تھا۔ اور وہ قریش میں حلیف تھا اس کے بعد بنوسہم میں، اس کے بعد آل عاص بن وائل میں۔ اور یہ عدوی تھا اُس وقت یہ مشرک تھا اور وہ راستوں کی رہنمائی کرتا تھا۔ ان لوگوں نے اپنا جانا مخفی رکھا تھا ان راتوں میں جو وہ غار میں رہے تھے۔ صرف ان کے پاس عبداللہ ابن ابوبکر آتے جاتے تھے اور شام کے وقت ہر خبر لے جاتے تھے جو مکے میں ہوتی تھی اور شام کو ان کے پاس عامر بن فہیرہ بکریاں لے جاتے تھے۔ ہر رات وہ دودھ دوھ لیتے پھر صبح شام سویرے چلتے۔ صبح کو لوگوں کی آنکھوں کے سامنے ہوتا اس کے نہ سمجھا جاتا جب ان دونوں کے آگے آوازیں پست ہو گئیں وہ ان دونوں کے پاس آیا اگر خاموشی ہو گئی تو ان کے ساتھی دو اُونٹ لے کر آ گیا۔ اور وہ دونوں غار میں دو دن اور دو راتیں ٹھہرے رہے تھے۔

اور موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ تین راتیں۔ اس کے بعد وہ دونوں روانہ ہو گئے اور ساتھ ہی عامر بن فہیرہ روانہ ہوئے جو کہ ان کی خدمت کر رہے تھے اور ان کی مدد کر رہے تھے۔ ابوبکر ؓ سواری پر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے دونوں کے ساتھ لوگوں میں سے اور کوئی نہیں تھا سوائے عامر بن فہیرہ کے اور سوائے بھائی بنوعدی کے جوان کو راستے کی رہنمائی کر رہا تھا۔ اس نے ان دونوں کو مکے کا نیچے والا زیریں حصہ پار کروایا اس کے بعد ان کو ساحل کی طرف لے کر چلا عُسفان کے زیر علاقے سے۔ اس کے بعد ان کا گزران ہوا یہاں تک کہ راستے کے سامنے آگے جب وہ قدید سے گزرے۔ یہ الفاظ حدیث عروہ اور حدیث موسیٰ بن عقبہ کے ہیں مذکورہ حدیث کے مفہوم کے ساتھ۔ (البدایہ والنہایۃ ۱۸۹/۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو اسود بن عامر شاذان نے، ان کو اسرائیل نے اسود سے، اس نے جندب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ غار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ان کے ہاتھ کو پتھر لگ گیا تھا۔ انہوں نے کہا :

ان انت الا اصبع دمیت .... وفی سبیل اللّٰہ ما لقیت

تم محض خون آلود اُنگلی ہو اور اللہ کی راہ میں تمہاری یہ کیفیت ہوئی ہے۔

(۵)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اسحٰق بن محمد بن یوسف سوسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن یونس ضبی نے، ان کو عفان بن مسلم اور محمد بن سفیان نے، ان کو ہمام نے، ان کو خبر دی ابوثابت نے انس سے یہ کہ ابوبکر نے اس کو حدیث بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار میں تھا میں نے کہا یا رسول اللہ! اگر کوئی ایک ان میں سے اپنے قدموں کی طرف دیکھ لے تو ہمیں دیکھ لے گا۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! تیرا کیا خیال ہے ان دو کے بارے میں جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔ (بخاری ص ۳۶۵۳۔ فتح الباری ۷/ ۹۰۸)

(۶)　اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو عبدالعزیز بن معاویہ قریشی نے، ان کو حبان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حماد نے بنانی سے اس نے ذکر کیا ہے اس کو اپنی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل۔ مگر اس نے کہا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی بھی اپنا قدم اٹھائے گا ہمیں دیکھ لے گا اپنے قدموں کے نیچے سے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن سفیان سے اور عبداللہ بن محمد سے، اس نے حبان بن ہلال سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے زہیر بن حرب وغیرہ سے، اس نے حبان سے۔

(۷)　ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن عبداللہ بن ابراہیم ہاشمی نے بغداد میں، ان کو حدیث بیان کی عثمان بن احمد دقاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن محمد بن عیسٰی البری نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے (ح) اور ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے اور ابوصادق محمد بن احمد عطار نے، ان کو ابوالعباس احمد نے، ان کو محمد بن علی نے ان کو مسلم نے، ان کو عون بن عمر قیسی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو مصعب مکی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے پالیا انس بن مالک کو اور زید بن ارقم کو مغیرہ بن شعبہ کو۔

میں نے ان کو سنا وہ باتیں بتاتے تھے کہ جب نبی کریم ﷺ غار میں تھے اللہ تعالیٰ نے درخت کو حکم دیا وہ آپ کے چہرے کے سامنے اُگ گیا تھا اس نے آپ کے چہرے کو چھپا لیا تھا۔ اور اللہ نے مکڑی کو حکم دیا تھا اس نے غار کے دھانے پر جالا بُن لیا تھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ کا چہرہ چھپ گیا تھا۔ اللہ نے دو کبوتروں کو حکم دیا جو جنگلی تھے وہ غار کے دہانے کے پاس بیٹھے اور قریش کے نوجوان آئے، ہر قبیلے کا ایک آدمی تھا جو لاٹھیوں اور موٹے ڈنڈوں سے اور تلواروں سے آراستہ تھے۔ جب وہ حضور ﷺ سے چالیس ہاتھ کے فاصلے پر تھے ان میں ہر شخص غار کے اندر دیکھنے لگا۔

اس نے غار کے منہ پر دو کبوتروں کو دیکھا وہ اپنے دیگر ساتھیوں کے پاس لوٹ کر آ گئے۔ وہ اس سے کہنے لگے کیا بات ہے کہ تم نے غار کے اندر نہیں دیکھا؟ اس نے کہا کہ تم نے غار کے منہ پر دو کبوتریاں نہیں دیکھیں تھیں میں نے تو اس سے یہ اندازہ لگایا ہے کہ ان میں کوئی نہیں ہوسکتا۔ نبی کریم ﷺ نے سن لیا جو کچھ وہ کہہ رہے تھے۔ آپ ﷺ سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین کو ہم سے روک دیا ہے ان کبوتروں کی وجہ سے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو بلایا اور ان پر برکت اتاری اور ان کی جزا مقرر کر دی اور وہ حرم میں لوٹنے لگے۔ (ابن سعد ۱/ ۲۲۹)

(۸)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اسحاق بن ابوسعید سوسی نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس طرائفی نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوسعید حسن بن عبدالصمد قُهُنـدَزِیُ نے، ان کو محمد بن حمید نے، ان کو علی بن مجاہد نے، ان کو اشعث بن اسحاق نے، ان کو جعفر بن ابوالمغیرہ نے، ان کو سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے ان پر سکینہ نازل کیا۔ کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر، کیونکہ نبی کریم ﷺ پر تو ہمیشہ سکینہ رہتا ہی تھا۔

☆☆☆

باب ۹۸

سراقہ بن مالک بن جُعشم کا رسول اللہ ﷺ کے قدموں کے نشانات

کی مدد سے آپ ﷺ کا تعاقب کرنا اور اس واقعہ میں دلائل نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین قطان نے بغداد میں، اور ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے اور عبداللہ بن رجاء ابوعمر غدانی نے، اس نے اسرائیل سے، اس نے ابواسحٰق سے، اس نے براء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عازب سے تیرہ درہم کے بدلے میں اونٹنی خریدی تھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عازب سے کہا تھا براء سے کہو کہ وہ اس پر سوار ہوکر میرے گھر تک اس کو لے آئے۔ عازب نے ان سے کہا نہیں میں ایسے نہیں کروں گا بلکہ پہلے آپ ہمیں بتائیں کہ آپ اور رسول اللہ ﷺ نے کیا کیا تھا جب آپ لوگ ہجرت کر کے نکلے تھے اور مشرکین آپ کو تلاش کر رہے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ہم لوگ مکے سے اندھیری رات میں چلے تھے ہم لوگ اس رات کو اگلے دن تک جاگتے رہے حتیٰ کہ سورج ڈھلنے لگا اور سخت گرمی ہوگئی۔ میں نے ہر طرف نظر دوڑائی کیا کوئی سایہ مجھے نظر آتا ہے ہم جہاں جگہ پکڑ لیں۔ مجھے ایک چٹان نظر آئی میں وہاں پہنچا۔ اس کا تھوڑا سا سایہ باقی تھا میں نے اس کو برابر کیا اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے چمڑے کا بچھونا بچھایا اور میں نے عرض کی یارسول اللہ! آپ لیٹ جائیے، آپ ﷺ لیٹ گئے۔ اس کے بعد میں نے اپنے اِردگرد کا جائزہ لینے لگا کہ کیا مجھ کو مطلوبہ انسان نظر آرہا ہے اچانک مجھے بکریوں کا ایک چرواہا نظر آیا جو اپنی بکریوں کو پہاڑ کی طرف ہانک رہا تھا۔ وہ بھی وہی چاہتا تھا جو ہم نے چاہا تھا یعنی وہ بھی سائے کی تلاش میں تھا۔

میں نے اس سے پوچھا اے لڑکے تم کس کے ہو؟ اس نے کہا میں قریش کے ایک بندے کا غلام ہوں، اس نے مالک کا نام لیا تو میں پہچان گیا۔ میں نے پوچھا کہ کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا کہ ہے۔ میں نے کہا کہ کیا تم مجھے دودھ نکال دو گے؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں نکال دوں گا۔ میں نے اس سے کہا تو اس نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری کے پیروں میں رسی باندھی۔ میں نے کہا کہ اس کی کھیری جھاڑ دو مٹی صاف ہو جائے گی۔ پھر میں نے کہا کہ آپ اپنے ہاتھ بھی جھاڑ دیں۔ اس نے ایک ہتھیلی دوسری پر ماری اور اس نے میرے لئے تھوڑا تھوڑا کر کے بہت سارا دودھ نکالا۔ میں نے شکم سیر ہوکر دودھ پیا۔

میرے پاس رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک چھوٹا مشکیزہ تھا اس کے منہ پر ایک کپڑا تھا میں نے اس کو دودھ پر انڈیلا حتیٰ کہ اس کا نیچے کا حصہ ٹھنڈا ہوگیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اتفاق ایسا ہوا کہ وہ جاگ گئے تھے۔ میں نے کہا کیا آپ دودھ پئیں گے یارسول اللہ؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے بھی دودھ پیا، آپ بھی خوش ہوئے۔ میں نے کہا کوچ کرنے کا وقت ہوگیا ہے یارسول اللہ!

غم نہ کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے .... کہا کہ ہم لوگوں نے کوچ کیا جبکہ لوگ ہمیں تلاش کر رہے تھے ہمیں ان میں سے کسی نے نہ پایا سوائے سراقہ بن مالک بن جُعشم کے وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے کہا یارسول اللہ! یہ کوئی ہمیں تلاش کرنے والا لگتا ہے جو ہمارے پیچھے پیچھے آگیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: لا تحزن ان اللہ معنا ''آپ غم نہ کریں بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔ جب وہ ہمارے قریب ہوا اور اس کے اور ہمارے درمیان فاصلہ صرف دو یا تین کمان کا رہ گیا میں نے کہا کہ یہ جاسوس ہمارے پیچھے آگیا ہے یارسول اللہ! اور میں رو پڑا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ میں نے کہا اللہ کی قسم میں اپنے لئے نہیں روتا بلکہ میں آپ کے لئے رو رہا ہوں۔ کہتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے بد دعا کی اور کہا اللّٰھم اکفِنا عَلَیہِ بِما شِئتَ ''اے اللہ تو اس کو کافی ہو جا جیسے تو چاہے''۔ کہتے ہیں کہ اس کا گھوڑا اس کے سمیت پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ چنانچہ سراقہ اس کے اُوپر سے کود گیا پھر کہنے لگا اے محمد! آپ کو معلوم ہے کہ آپ کا ہی عمل ہے۔ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے اس مصیبت سے نجات دے جس میں میں گرفتار ہوں۔ اللہ کی قسم میں ایک تلاش سے اندھا بن جاؤں گا اپنے پچھلوں کے لئے۔ یہ لیں میرا ترکش ہے آپ اس میں سے تیر نکال لیں بیشک آپ عنقریب گذریں گے میرے اُونٹوں اور بکریوں کے پاس جو کہ اتنی اتنی ہیں آپ اس میں سے جتنی چاہیں لے لیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں تیری اُونٹوں کی اور بکریوں کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ پھر حضور ﷺ نے اس کے حق میں دعا کی۔ لہٰذا وہ لوٹ کر چلا گیا اپنے دوستوں کے پاس۔ اور رسول اللہ ﷺ اور میں اپنے سفر پر روانہ ہو گئے یہاں تک کہ ہم رات کو مدینے پہنچ گئے۔ (مسند احمد ۱/۲-۳)

(۲)　ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابوعمر بن مطر نے، ان کو خبر دی ابوخلیفہ نے، ان کو عبداللہ بن رجاء غدانی نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے مذکور کی مثل۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن رجاء سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے اسرائیل سے۔

(فتح الباری ۷-۸)

سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے .... (۳) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالولید فقیہ نے، ان کو عبداللہ بن محمد نے، ان کو سلمہ بن شبیب نے، ان کو حسن بن محمد بن اعین نے، ان کو زہیر نے، ان کو ابواسحق نے، انہوں نے سنا براء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کے والد کے پاس ان کے گھر میں گئے انہوں نے اس سے پالان خریدا۔ اور راوی نے آگے اس حدیث کو ذکر کیا ہے حدیث اسرائیل کے مفہوم میں۔ یہاں تک کہا کہ ہم لوگوں نے کوچ کیا سورج ڈھلنے کے بعد اور سراقہ بن مالک نے ہمارا تعاقب کیا اور ہم لوگ اس وقت سخت پتھریلی مگر ہموار زمین پر سفر کر رہے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! ہم لوگ پکڑے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لا تحزن ان اللہ معنا، ''فکر نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے خلاف بد دعا کی جس سے اس کے گھوڑے کے سم سخت زمین کے اندر دھنس گئے اور وہ پیٹ تک اندر اُتر گیا۔ سراقہ نے کہا میں نے سمجھ لیا ہے کہ تم دونوں نے میرے اوپر بد دعا کی ہے اب میرے لئے دعا کرو، اللہ تمہارا ہے یہ کہ میں تمہاری تلاش سے اور تعاقب سے رک جاؤں گا اور باز آ جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی لہٰذا اس کو نجات مل گئی۔ چنانچہ وہ واپس ہو گیا جو بھی اس کو ملتا وہ اس سے یہی کہتا تحقیق کفایت کی گئی ہے تمہیں اس سے جو کچھ یہاں تھا۔ اور جس کو بھی وہ راستے میں ملتا اس کو واپس کر دیتا اور ہمارے ساتھ وفاداری کرتا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے سلمہ بن شبیب سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے زہیر بن معاویہ سے۔

(۴)　ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابن ملحان نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، اس کو لیث نے عقیل سے (ح) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسن محمد بن عبداللہ نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو محمد بن یحییٰ نے، ان کو ابوصالح نے، ان کو لیث نے، ان کو عقیل نے، ان کو ابن شہاب نے، اور مجھے خبر دی عبدالرحمٰن بن مالک مدلجی نے، وہ سراقہ بن مالک بن جعشم کے بھائی کے بیٹے تھے۔ یہ کہ اس کے باپ نے اس کو خبر دی کہ اس نے سنا تھا سراقہ بن جعشم سے اور ابن عبدان کی روایت میں ہے کہ سراقہ بن مالک بن جعشم کہتے ہیں ہمارے پاس کفار قریش کے نمائندے آئے تھے وہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں دیت

یعنی خون بہا دینے کی بات کرتے تھے۔ان دونوں میں سے ہر ایک کے قتل کرنے یا ان کو قید کرے کی بات۔ میں بیٹھا ہوا تھا اپنی قوم کی ایک مجلس میں کہ بنی مدلج سے ایک آدمی ان میں ہمارے پاس آیا آ کر کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا سراقہ میں نے ابھی ابھی ساحل کی طرف سیاہ نشان دیکھے ہیں میں ان کو محمد اور ان کے ساتھی سمجھا ہوں۔ سراقہ نے کہا میں نے ان کو پہچانا ہے کہ وہ وہی ہیں۔ ابن عبدان نے کہا اور حدیث کو ذکر کیا ابوعبداللہ نے اپنی روایت میں کہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ میں نے سراقہ سے کہا کہ وہ لوگ وہ نہیں ہیں شاید آپ نے فلاں فلاں شخص کو دیکھا ہوگا۔ تم ہمارے سامنے چلے جاؤ (یعنی ان کی تلاش میں)۔

سراقہ نے کہا کہ میں ذرا سی دیر مجلس میں بیٹھا رہا اس کے بعد میں کھڑا ہوا اور اندر گھر میں گیا۔ میں نے اپنی لڑکی سے کہا کہ میرا گھوڑا نکالیں۔ اس کو ٹیلے کے پیچھے اُتار کر میرے لئے روک رکھیں میرے آنے تک۔ میں نے اپنا نیزہ اُٹھایا اور اپنے گھر کے پچھواڑے سے نکل گیا۔ میں نے نیزے کے نیچے والے حصے کو اُوپر کیا اور اوپر والے کو نیچے کیا (تا کہ اس کو کوئی نہ دیکھے) اپنے گھوڑے کے پاس آ گیا اور اس پر سوار ہو گیا۔ اور میں نے اسے خوب دوڑایا حتیٰ کہ میں ان کے قریب پہنچ گیا۔ اچانک میرا گھوڑا پھسلا جس سے میں گر گیا۔ میں جلدی سے کھڑا ہوا میں نے اپنا ہاتھ اپنی ترکش کی طرف بڑھایا میں نے اس میں سے تیر نکالے قسمت کے تیر، کہ کیا میں ان لوگوں کو نقصان پہنچاؤں یا نہ پہنچاؤں۔ تیر وہ نکلا جو میں پسند نہیں کرتا تھا کہ میں ان کو نقصان نہ پہنچاؤں۔ پھر بھی میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور میں نے اس دفعہ تو قسمت کے تیروں کے بھی خلاف کیا پھر میں نے اس کو خوب دوڑایا اس نے مجھے پھر قریب کر دیا حتیٰ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی قراءت سُن لی مگر حضور ﷺ مڑ کر پیچھے نہیں دیکھ رہے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کثرت کے ساتھ بار بار پیچھے دیکھ رہے تھے۔

امن کا پروانہ لکھ دیا .... کہتے ہیں کہ میرے گھوڑے کے اگلے دونوں ہاتھ زمین میں دھنس گئے اور وہ گھٹنوں تک چھپ گئے اور میں اس کے اُوپر سے گر پڑا۔ پھر میں نے گھوڑے کو ڈانٹا میں اٹھ گیا مگر اس کے اگلے پیر نکل نہیں سکتے تھے جب وہ سیدھا کھڑا ہوا تو اس کے قدموں کے نشانات سے دھوئیں کی طرح ایک دھواں اوپر کی طرف بلند ہوا۔ میں نے قسمت کا حال معلوم کرنے کے لئے تیر کھینچا پھر وہ ہی نکلا جس کو میں پسند نہیں کرتا تھا کہ میں ضرر نہ پہنچاؤں۔ میں نے ان دونوں کو پکارا الامان ، مجھے امان دے دو۔ وہ دونوں (حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) میرے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس پہنچ گیا میرے دل میں ایک بات آ گئی، جب یہ سب کچھ ہو گیا اور میں نے ان سے رک گیا۔ وہ یہ تھی کہ عنقریب رسول اللہ ﷺ غالب آ جائیں گے۔ میں نے ان سے کہا بے شک آپ کی قوم کی طرف سے آپ دونوں کے بارے میں دِیت (خون بہا) مقرر کر دیا گیا ہے۔ نیز میں نے ان کو ان باتوں کی خبر دی جن کا وہ ارادہ رکھتے تھے اور میں نے سامانِ سفر اور دیگر سامان ان کو پیش کر دیا۔ انہوں نے نہ مجھے پریشان کیا نہ ہی مجھ سے کچھ پوچھا مگر یہی کہا ہم سے آپ غائب ہو جائیں۔ میں نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپ مجھے کوئی عہد نامہ لکھ دیں میں جس کی وجہ سے محفوظ رہوں۔ آپ ﷺ نے عامر بن فہیرہ سے کہا۔ اُس نے مجھے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر لکھ دیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ چلے گئے۔

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے یحییٰ بن بکیر سے اس نے لیث سے۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن شہاب نے، ان کو عبدالرحمٰن بن مالک بن جعشم مدلجی نے کہ ان کے والد مالک نے ان کو خبر دی ہے کہ ان کے بھائی سراقہ بن جعشم نے ان کو خبر دی کہ جب رسول اللہ ﷺ مکے سے مدینہ ہجرت کر چلے تو قریش نے انعام مقرر کیا تھا کہ جو ان کو لے کر واپس آئے اس کو سو اُونٹ دیں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اپنی قوم کی محفل میں بیٹھا ہوا تھا ہم میں سے ایک آدمی آیا اس نے کہا اللہ کی قسم میں نے تین سوار دیکھے ہیں جو ابھی میرے پاس سے گذرے ہیں میں ان کو محمد گمان کرتا ہوں۔

سراقہ کہتے ہیں کہ میں نے اس بندے کو آنکھوں سے اشارہ کیا کہ تم چپ ہو جاؤ۔ میں نے اس سے کہا کہ نہیں نہیں وہ تو بنوفلاں سے تھے ان کا اُونٹ گم ہو گیا ہے وہ اس کی تلاش میں پھر رہے ہیں شاید وہ وہی ہوں گے وہ شخص خاموش ہو گیا۔ میں ذرا سی دیر رک گیا اس کے بعد میں اُٹھا اپنے گھر کے اندر گیا میں نے اپنے گھوڑے کے لئے کہا اس کو بطن وادی میں کھینچ کر لایا گیا۔ میں نے اپنے ہتھیار اپنے گھر کے پیچھے سے نکالے اس کے بعد میں نے قسمت کے معلوم کرنے والے تیر نکالے۔ اس کے بعد میں نے تلوار لٹکائی اس کے بعد میں نے پھر قسمت کا حال معلوم کیا اس وقت بھی وہ تیر نکلا جو میں ناپسند کرتا تھا کہ ان کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ میں امید کر رہا تھا کہ میں محمد ﷺ کو واپس لا کر سو اُونٹنیاں حاصل کروں گا۔

چنانچہ میں آپ ﷺ کے پیچھے روانہ ہو گیا میرا گھوڑا اچل رہا تھا کہ اچانک وہ پھسل گیا جس سے میں اس کے اُوپر سے گر گیا۔ پھر میں نے قسمت کا تیر نکالا پھر وہ تیر نکلا جس کو میں ناپسند کر رہا تھا کہ لا تضر۔ مگر میں نے ضد کر کے ان کا تعاقب کیا جب وہ لوگ مجھے نظر آ گئے تو پھر میرا گھوڑا بدکا۔ اتنے میں اس کے دونوں ہاتھ زمین کے اندر چلے گئے اور میں اس کے اُوپر سے گر گیا۔ اس کے بعد اس نے کسی طرح اپنے اگلے پیر نکال لئے اور ان دونوں کے پیچھے دھوئیں کی مثل ایک غبار چلا گیا۔ میں سمجھ گیا کہ مجھے منع کیا گیا ہے اور وہ غالب آ جائیں گے۔ پھر میں نے ان کو آواز لگائی مجھے دیکھو اللہ کی قسم میں تمہیں تکلیف نہیں پہنچاؤں گا نہ ہی کوئی ایسا کام کروں گا جو ناپسند ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا مجھے کوئی چیز نشانی کے طور پر لکھ دیں جو میرے اور آپ کے درمیان رہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! اس کو لکھ دو۔ اس کے بعد انہوں نے میرے لئے لکھا اور اس کو لپیٹ نے مجھے دے دیا میں واپس لوٹ آیا اور میں خاموش ہو گیا۔ میں نے کسی چیز کا تذکرہ نہ کیا کہ کیا کیا میرے ساتھ ہوا۔ حتیٰ کہ جب اللہ نے فتح مکہ کرا دیا اور حضور ﷺ اہلِ خیبر سے فارغ ہو گئے۔

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تا کہ میں ان سے ملوں اور میرے پاس وہ تحریر بھی موجود تھی جو میرے لئے لکھی گئی تھی، میں قصد ہی کر رہا تھا۔ میں داخل ہوا ایک جماعت کے سامنے انصار کی جماعتوں میں سے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے نیزوں کے کچوکے دینے شروع کئے اور وہ کہہ رہے تھے ہٹو ہٹو تم۔ حتیٰ کہ میں رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچ گیا وہ اپنی اُونٹنی پر سوار تھے میں ان کی پنڈلی کو دیکھ رہا تھا جیسے کہ وہ کھجور کے اوپر سے نکلنے والی گری ہے۔ میں نے اپنے ہاتھ میں تحریر اونچی کر کے دکھائی۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! یہ آپ کی تحریر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج کے دن نیکی اور وفا کا دن ہے مجھے دے دیجئے۔ کہتے ہیں کہ میں مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے کوئی چیز ذکر کی جس کے بارے میں نے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تھا۔

ابنِ شہاب نے کہا سوائے اس کے نہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا گم شدہ چیز کے بارے میں۔ اور اس شے کے بارے میں جو اس نے کہی تھی ان کے سامنے۔ مجھے کوئی چیز یاد نہیں سوائے اس کے میں نے کہا تھا یا رسول اللہ! گم شدہ اُونٹ میرے پانی کے حوضوں پر کثرت کے ساتھ آ جاتے ہیں جو میں نے اپنے اُونٹوں کے لئے پانی سے بھرے ہوتے ہیں اگر میں ان آوارہ اونٹوں کو بھی پانی پینے دوں تو کیا اس پر مجھ کو ثواب ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جی ہاں! ہر تازہ جگر جاندار میں ثواب ملے گا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے واپس چلا گیا اور جا کر صدقہ کے جانور ہانک کر لے آیا۔

سراقہ کے اشعار .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوجہل نے سراقہ کے بارے میں کچھ اشعار کہے تھے۔ سراقہ نے بھی ان کے اشعار کا جواب دیا اور یہ اشعار کہے۔

ابا الحکم واللات لو کنت شاهدا لا مر جوادی اذ تسیخ قوائمه
عجبت ولم تشکک بان محمدًا نبی برهان فمن ذا یقاومه

علیك بكف الناس عنه فانني اری امرة یوماً ستبدو معالمهٗ

بامریود النصر فیه بالبها لو ان جمیع الناس طرا تسالمه

اے ابوالحکم (ابوجہل) قسم ہے لات کی اگر تو مشاہدہ کرتا میرے گھوڑے کے معاملے کا جب اس کے پیر دھنس گئے تھے تو حیران پریشان ہو جاتا اور تُو یقین کر لیتا کہ محمد ﷺ نبی ہے اور ایسا صاحبِ برہان ہے کون اس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ تیرے اوپر لازم ہے لوگوں کو اس سے روکنا۔ بے شک میں دیکھتا ہوں اس کے امر کو ایک دن اس کی بلندیاں جلدی ظاہر ہو جائیں گی۔ اگر چہ سارے لوگ اس کو تنہا بے یارو مددگار چھوڑ دیں تو بھی نصرت اور کامیابی اس کے قدم چومے گی۔

سراقہ نے واپس آ کر لوگوں کو بتانا شروع کیا اس نے جو کچھ دیکھا تھا اور جس کا مشاہدہ کیا تھا۔ حضور ﷺ کے معاملے میں تو امرائے قریش کو خوف ہوا کہ کہیں یہ بات بہت سے لوگوں کے مسلمان ہو جانے کا سبب نہ بن جائے۔ لہٰذا ابوجہل نے بنومدلج کو سراقہ کے بارے میں یہ اشعار لکھ بھیجے تھے۔

بنی مدلج انی اخاف سفیهكم سراقة مستغو لنصر محمد

علیكم به الا ایفرق جمعكم فیصبح شتی بعد عزو سؤدد

ان اشعار کے جواب میں سراقہ نے مذکورہ اشعار کہے تھے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو حدیث بیان کی ابن ابوقماش نے، ان کو سعید بن سلیمان واسطی نے بغداد میں، ان کو ابومعشر نے ابووہب مولیٰ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مدینے میں داخلے کے وقت لوگوں کو مجھ سے مطمئن کرنا، تم لوگوں کی توجہ محمد ﷺ سے ہٹانا، ان کو دور کرنا۔ بے شک شان یہ ہے کہ کسی نبی کے شایانِ شان نہیں ہے جھوٹ بولنا۔ لہٰذا کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا جاتا کہ آپ کون ہیں؟ تو وہ کہتے تھے میں فروخت کرنے والا ہوں۔ جب پوچھا جاتا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے راستہ بتانے والا ہے مجھے راستہ بتا رہا ہے۔ (السیرۃ الشامیۃ ۳/۳۷۵)

باب ۹۹

رسول اللہ ﷺ کا ایک عورت اور اس کے بیٹے کے پاس سے گذرنا

اور اُس میں جو نبوت کے آثار ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو خبر دی احمد بن یحییٰ حلوانی اور محمد بن فضل بن جابر نے۔ ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عمران بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ نے، ان کو یحییٰ بن ابوزائدہ نے (ح) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران العدل نے بغداد میں اور یہ الفاظ اسی کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد مصری نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن ابومریم نے، ان کو اسد بن موسیٰ نے، ان کو یحییٰ بن زکریا بن ابوزائدہ نے، ان کو محمد بن عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ نے، ان کو عبدالرحمٰن بن اصبہانی نے۔ انہوں نے سنا عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکے سے نکلا تھا۔ ہم لوگ ایک قبیلے میں پہنچے تھے قبائل عرب میں۔

نبی کریم ﷺ نے کونے میں ایک طرف نظر اُٹھا کر دیکھا آپ اسی کی طرف چلے گئے۔ جب ہم وہاں جا کر اُترے تو اس میں ایک عورت کے علاوہ کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ بولی اے اللہ کے بندے! مین ایک عورت ہوں میرے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے آپ لوگ قبیلہ کے سر پر ہیں اور آپ بڑوں کے پاس جاؤ جہاں تم مہمان نوازی چاہتے ہو۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو کوئی جواب نہیں دیا، یہ شام کا وقت تھا۔ اس کے بعد اس عورت کا بیٹا بھی آ گیا۔ وہ اپنی بکریاں چرانے گیا تھا ان کو اسی وقت ہانک کر لایا تھا۔ اس عورت نے اس سے کہا بیٹے یہ بکری لے جا اور چھری، ان دونوں آدمیوں کے پاس۔ اور ان دونوں سے کہو میری امی تمہیں کہہ رہی ہیں کہ اسے ذبح کیجئے اور خود بھی کھائیے اور ہمیں بھی کھلائیے۔ جب وہ لڑکا لے کر آیا تو نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ آپ چھری واپس لے جائیے اور مجھے ایک پیالہ لا دیجئے۔ اس نے کہا یہ تو (نجرد ہے) بغیر بچہ جنے کے ہے (اس کا دودھ کہاں سے آئے گا) اس کا دودھ نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ جائیے تو وہ گیا اور پیالہ لے آیا۔

حضور ﷺ نے اس کی کھیری کو ہاتھ لگایا اس کے بعد دودھ دوہنا شروع کر دیا اور پیالہ بھر گیا۔ پھر فرمایا کہ اسے اپنی امی کے پاس لے جائیے۔ اس نے سیر ہو کر پیا۔ پھر پیالہ واپس لایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے لے جائیے اور دوسرا لے آئیے۔ اس نے ایسے ہی کیا اس کے بعد حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر ؓ کو بلایا پھر وہ ایک اور لے کر آ گیا۔ اس کے بھی ایسے کیا اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے خود پیا۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس رات کو سو گئے اس کے بعد ہم لوگ روانہ ہو گئے۔ اس عورت نے حضور ﷺ کو مبارک نام دیا اور اس کی بکریاں کثیر ہو گئیں حتیٰ کہ وہ مدینہ کی طرف چلی آئیں۔

ایک دن حضرت ابوبکر صدیق ؓ اس کے پاس سے گذرے تو اس کے بیٹے نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو پہچان لیا اور کہنے لگا امی یہ وہی آدمی ہیں جو مبارک کے ساتھ تھے (یعنی حضور ﷺ کے ساتھ)۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور پوچھنے لگی اے اللہ کے بندے! وہ کون آدمی تھا تیرے ساتھ اس دن؟ انہوں نے پوچھا کیا آپ جانتی ہیں کہ وہ کون تھے؟ بولی کہ نہیں میں نہیں جانتی۔ انہوں نے بتایا کہ وہ اللہ کے نبی تھے۔ وہ بولی مجھے بھی ان کے پاس لے چلو۔ کہا کہ ابوبکر ؓ ان کو لے گئے۔ حضور ﷺ نے اسے کھانا کھلایا اور کچھ عطایا دیئے۔

ابن عبدان نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ اس عورت نے کہا تھا کہ مجھے اس کی طرف راہنمائی کیجئے۔ چنانچہ وہ ان کے ساتھ گئی اس عورت نے کچھ پنیر حضور ﷺ کے لئے ہدیہ کیا اور کچھ عرب کا سامان۔ راوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس کو کپڑے دیئے اور کچھ عطایا دیئے۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ بھی کہا تھا کہ وہ مسلمان ہو گئی تھی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۹۱/۳۔۱۹۲۔السیرۃ الشامیہ ۳۵۰/۳)

(امام بیہقی کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ یہ قصہ اگرچہ کم ہے اس سے جو ہم نے اُم معبد کے قصے میں روایت کیا ہے۔ اور بعض روایات میں اس کے قریب قریب ہے اور عین ممکن ہے کہ یہ وہی ایک ہی چیز ہو۔ اور تحقیق ذکر کیا ہے محمد بن اسحٰق بن یسار نے ام معبد کے قصے میں کچھ حصہ جو دلالت کرتا ہے کہ وہ اور یہ ایک ہی تھی۔ واللہ اعلم۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۹۲/۳)

ایک سال والی بکری سے دودھ نکالنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اُم معبد کے خیمہ میں اُترے۔ ام معبد وہی تھی کہ بالائی حصہ میں جس کو جن نے خوبصورت آواز سے کچھ کہا تھا۔ اُم معبد کا نام عاتکہ بنت خالد ابن منقذ بن ربیعہ بن اصرم تھا۔ ان لوگوں نے اس سے مہمان نوازی کرنے کی خواہش کی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ اللہ کی قسم ہمارے پاس نہ تو کھانے کی کوئی چیز ہے نہ یہ دودھ والی کوئی بکری ہے نہ ہی کوئی ذبح کرنے والی بکری ہے۔ ہاں مگر یہ ایک سال کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی وہی ایک بکری منگوائی اس کی کھیری پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اللہ سے دعا کی اور ایک بڑے پیالے میں دودھ نکالنا شروع کیا حتیٰ کہ وہ برتن بھر گیا۔ حضور ﷺ نے اس عورت سے کہا کہ آپ پئیں اے اُم معبد۔ اس نے کہا آپ کا زیادہ حق ہے۔ پھر حضور ﷺ نے اس کو واپس کر دیا اور اُم معبد نے پہلے پیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اسی طرح کی

ایک اور سال والی منگوائی اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا۔ آپ نے خود پیا اس کے بعد آپ نے ایک اور سال والی منگوائی اور دودھ اپنے راستہ بتانے والے کو پلایا اس کے بعد ایک اور منگوائی اور دودھ عامر کو پلایا اس کے بعد یہ لوگ چلے گئے۔

اتنے میں حضور ﷺ کو تلاش کرنے والے قریش بھی پہنچ گئے اُم معبد کے پاس۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ تم نے محمد کو دیکھا ہے؟ اور اس کا حلیہ ایسا ایسا ہے۔ انہوں نے اس کے آگے حضور ﷺ کی وصف بتائی۔ وہ بولی میں نہیں جانتی کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تحقیق میری ضافیت کی ہے ایک سال کی بکری کا دودھ نکالنے والے نے۔ قریش نے کہا یہ وہی ہے جس کا تم ذکر کر رہی ہو۔

میں کہتا ہوں کہ احتمال یہ بھی ہے کہ یہ کیفیت شرع کی وہ جو خیمے کے خالی ہونے کی تھی۔ جیسے ہم نے حدیث ام معبد میں ذکر کیا ہے اس کے بعد اس کا بیٹا بکریاں لایا ہو۔ جیسے ہم نے روایت کیا ہے حدیث ابن ابی لیلیٰ میں اس کے بعد جب اس کا شوہر آیا ہو تو اس نے اس کے آگے حضور ﷺ کی وصف بیان کی ہو۔ واللہ اعلم

باب ۱۰۰

حضور ﷺ کا اپنے ساتھی کے ساتھ چرواہے پر گزر

اور اس میں ظاہر ہونے والی علامات

ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر احمد بن اسحاق بن ایوب نے، ان کو خبر دی محمد بن غالب نے، ان کو ابوالولید نے، ان کو عبیداللہ بن ایاس بن نقیط نے، ان کو قیس بن نعمان نے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ روانہ ہوئے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی چھپ کر، تو ان کا گذر ایک ایسے غلام کے پاس سے ہوا جو بکریاں چرا رہا تھا۔ انہوں نے اس سے پینے کے لئے دودھ طلب کیا (اُس وقت کے قبائلی رواج کے مطابق اس طرح دودھ مانگنا نہ برا سمجھا جاتا تھا نہ ہی کوئی منع کرتا تھا۔ دودھ کی فراوانی تھی)۔ اس نے کہا کہ میرے پاس تو دودھ نکالنے کے قابل کوئی بکری نہیں ہے مگر بکری کے بچے ہیں جو اول سال میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم اللہ سے دعا کریں گے۔

حضور ﷺ نے اس کو رسی باندھی اور اس کی کھیری پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی تھی کہ دودھ اُتر آیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک قصعہ لائے آپ ﷺ نے اس میں دودھ نکالا ابوبکر نے پیا اس کے بعد چرواہے نے پیا اس کے بعد آپ ﷺ نے دودھ پیا۔ چرواہے نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اللہ کی قسم میں نے آپ جیسا انسان کبھی نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ بتائیں کہ اگر میں تمہیں اپنے بارے میں بتا دوں تو تم اس کو چھپا لو گے؟ اس نے جواب دیا کہ بالکل۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں۔ اس نے پوچھا کہ آپ وہی ہیں جس کے بارے میں قریش کہتے ہیں کہ وہ صابی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں وہ لوگ ایسے ہی کہتے ہیں۔

اس چرواہے نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ نبی ہیں اور میں شہادت دیتا ہوں آپ جو کچھ لائے ہیں وہ حق ہے۔ بے شک آپ نے جو کچھ آج کیا ہے یہ کوئی نہیں کر سکتا، نبی ہی کر سکتا ہے۔ میں آپ کے پیچھے چلتا ہوں آپ کی اتباع کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم ایسا نہیں کر سکو گے۔ اُس وقت جب تجھے یہ خبر مل جائے گی کہ میں غالب آ چکا ہوں اس وقت تم ہمارے پاس آ جانا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۱۹۴)

☆☆☆